اُردو ترجمہ

تکملہ سیر الاولیاء

مترجم

مسعود حسن شہاب

ناشر

مکتبۂ الہام بہاول پور

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

ذکر الاصفیاء

معروف

تکملہ سیر الاولیاء

من تصنیف

زبدۂ عارفانِ کامل، قدوۂ محققانِ واصل مظہر اسرارِ احد

حضرت خواجہ گل محمد احمد پوریؒ

مطبوعہ

مطبع رضوی دہلی

ترجمہ

مسعود حسن شہاب

ناشر

مکتبہ الہام بہاولپور

خالد

Marfat.com

131097

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سن اشاعت :- ۱۹۷۸ء

طابع :- کرافٹ پرنٹرز لاہور

ناشر :- مکتبہ الہام بہاول پور

قیمت :- ۲۰ روپے

Marfat.com

حرفِ آغاز

تکملہ سیرالاولیا خواجہ گل محمد احمد پوریؒ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ قاضی محمد عاقل علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ۱۲۳۰ھ کے لگ بھگ مرتب کیا تھا۔ یہ بظاہر حضرت میر خورد کی مشہور تصنیف سیرالاولیا کا تکملہ ہے لیکن فی الحقیقت اپنی جامعیت کے اعتبار سے مستقل ایک تصنیف کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں خانوادۂ چشتیہ سے تعلق رکھنے والے تمام بزرگوں کا مجملاً اور سلسلۂ چشتیہ فخریہ کے خواجگان کا مفصلاً تذکرہ کیا گیا ہے۔ بالخصوص قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی اور اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد عاقل کے حالات بالتفصیل درج کئے گئے ہیں۔

یہ کتاب خواجہ گل محمد احمد پوریؒ کے پڑپوتے اور ان کی خانقاہ کے سجادہ نشین خواجہ نجم الدین معروف کرخی چشتی احمد پوری نے ۱۳۱۲ھ میں میرے دادا سید میر حسن رضوی مرحوم کے زیر اہتمام ان کے مطبع رضوی دہلی سے شائع کرائی تھی۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ چھپنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کی تمام کاپیاں ختم ہو گئیں اور مانگ بدستور باقی رہی۔ لیکن نہ جانے کیا موانع درپیش تھے کہ یہ دوبارہ شائع نہ ہو سکی۔ یہاں تک کہ تقریباً ایک صدی کا طویل دور گذر گیا اس عرصہ میں شائع ہونے والی کوئی کتاب مشکل سے ایسی ملے گی جس میں خانوادۂ چشتیہ کے بزرگوں کا ذکر ہو اور تکملہ سیرالاولیا کا حوالہ نہ دیا گیا ہو۔ ایسی افادیت کی حامل اور مفید کتاب کی طبع ثانی یا اس کے اُردو ترجمہ کا اب تک شائع نہ ہونا حیرت انگیز تھا۔

کچھ عرصہ ہوا مجھے معلوم ہوا تھا کہ ترقی اُردو بورڈ اس کا اُردو ترجمہ شائع کر رہا ہے۔ لیکن کئی سال گذر گئے اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ تو میں نے یہ سوچ کر کہ جس کتاب کی طباعت اول کا سہرا میرے دادا اور ان کے مطبع کے سر ہے اسے اُردو کا جامہ پہنا کر میں خود کیوں نہ اپنے مکتبہ سے شائع کرا دوں۔ اور اس طرح اس کی طبع ثانی اور اُردو ترجمے کی سعادت میرے دادا کے بعد میرے حصہ میں آ جائے غرض میں نے اس کے ترجمے اور طباعت کا تہیہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے بزرگانِ دین کی برکت سے وہ

Marfat.com

کام جس کا میں قطعی اہل نہ تھا میرے لئے آسان کر دیا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

آج میں انتہائی جذبات مسرت کے ساتھ اس نادر و نایاب کتاب کا اردو ترجمہ دلدادگانِ علم تصوف اور عقیدتمندانِ مشائخ کرام کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

مجھے اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی باک نہیں کہ کتاب کے بعض مقامات کو سمجھنے میں علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مہتمم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔ جناب کیپٹن واحد بخش سیال اور جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے پروفیسر جناب عبدالرشید نے میری مدد کی جس کے لئے میں ان کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں۔

مسعود حسن شہاب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ المحمود فی کل لسان
لا الٰہ الا اللہ المعبود فی کل زمان

لا الٰہ الا اللہ الموجود فی کل مکان
لا الٰہ الا اللہ الذی لا یشغلہ شان عن شان

لا الٰہ الا اللہ الذی یصلی علی نورہ الساری من کل شان بکل ان محمدن الذی ریاض الملکوت بزھر جمالہ مؤنقتہ وحیاض الجبروت بفیض انوارہ متدفقتہ ولا شئی الا وھو بہ منوط اذ لولا الواسطتہ کما قیل لذھب موسوط

ترجمہ :۔ نہیں معبود کوئی بجز اس ذات کے جس کی ثنا ہر زبان پر ہے۔ جس کی عبادت ہر زمانہ میں ہو رہی ہے۔ جس کا وجود ہر جگہ ہے۔ جس کی کوئی تجلی دوسری تجلی کے مانع نہیں۔ وہ ذات جو درود بھیجتی ہے اپنے ہی نور پر جس کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور جو ہر شان اور ہر آن میں جاری و ساری ہے وہ نور جس کے جمال سے عالم ملکوت آراستہ و پیراستہ ہے اور عالم جبروت جس کے انوار سے منور ہے۔ اور کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس نور محیط سے وابستہ نہو۔ جو محیط کے گھیرے میں ہے۔ اس کے لئے بجز وابستگی کوئی چارہ نہیں۔

اشعار

اوسط ایجادِ جہاں را واسطہ
درمیانِ خلق و خالق رابطہ

شاہبازِ لامکانے جانِ او
رحمت اللعالمین در شانِ او

عارفِ اطوار وجودِ جزو کل
خلقِ اول روحِ اعظم عقلِ کل

علتِ غائی امر کن فکاں
نیست غیر از ذات آں صاحب قرآں

ترجمہ :۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مسعود کونین کا مرکز اور خلق و خالق کے درمیان رابطہ ہے۔

Marfat.com

وہ شہباز لامکاں ہے۔ اس کی شان میں رحمت اللعالمین آیا ہے۔

وہ اطوار جہاں کا عارف اور جزو کل کا منبع ہے۔ وہ خلق اول۔ روح اعظم اور عقلِ کُل ہے

وہ "امرِ کن فیکاں" کی علّت غائی ہے اور ذاتِ حق سے جُدا نہیں ہے۔

صلوٰۃ یلیق بہٖ منہ الیہ وعلی آلہٖ واصحابہ المتادبین باٰدابہ من لاٰیہ

ترجمہ:۔ درود ہیں آپ کی ذات پاک پر جس کے آپ لائق ہیں۔ نیز آپ کی آل واصحاب پر

اس کے بعد یہ خاکسار ناچیز گل محمد (مصنف کتاب ہذا) عرض کرتا ہے کہ ہر چند کتاب سیر الاولیاء جو آفتاب کی طرح ضیا بار ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی منتخبہ اور برگذیدہ اولادیں سے حضرت سید محمد المعروف بہ میر خورد بن سید کمال الدین احمد بن حضرت سید محمد کرمانی قدس اللہ ارواحہم کی تصنیف ہے۔ پیران چشت اہل بہشت کے اسرار و احوال خصوصاً حضرت سلطان المشائخ اور ان کے خلفاء کے مناقب میں کافی اور مکمل تھی جس کے مطالعہ سے کلفت و وحشت کا زنگ سینے سے صاف ہوتا ہے۔ اہلِ محبت پر فتوحات کے باب کھلتے ہیں۔ سرد مزاجوں میں آتشِ شوق فزوں ہوتی ہے اور سالکانِ طریقت کاہلی اور غفلت کو چھوڑ کر منزلِ مقصو پر پہنچنے کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق گرم رو ہوتے ہیں۔ غرض

وصفش زحد بیانِ من نیست　　　　حسنش ہمہ بس دلیل و برہاں

(اس کی تعریف تو میرے حدِ بیان سے باہر ہے۔ اس میں جو خوبیاں ہیں ان کے لئے دلیل و برہان کی ضرورت نہیں)

لیکن چونکہ اس شجرۂ منظر سے منسلک بزرگوں کا سلسلہ برابر جاری و قائم ہے اور ان سب کی بزرگی و عظمت جو اس دریائے حقیقت کے گوہر اور سلف کی یادگار ہیں آفتاب و مہتاب کی طرح مسلّم ہے اور جو حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت مقامِ محبت سے ترقی کر کے مقامِ محبوبیت پر فائز ہیں۔ خاص طور پر میرے شیخ صدر نشین صفۂ صدق و صفا۔ قطب المشائخ و الاولیاء۔ سلطان المشائخ ثانی کامل مکمل حضرت شیخ محمد عاقل قدس سرہٗ جن کے دامن سے یہ خاکسار بچپن سے جوانی تک اور جب تک آپ حیات رہے وابستہ رہا ہے اور جن کی صحبت کی نسیمِ جانفزا نے

Marfat.com

صوری و معنوی طور پر میرے پژمردہ غنچۂ دل کے لئے آب حیات فراہم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کو ابدالآباد تک جاری رکھے۔ اس لئے میری خواہش تھی کہ آپ کے ملفوظات و ارشادات کی خوشبو اور روح پرور نسیم سے دماغوں کو معطر کیا جائے اور آپ کے شعلۂ شوق کا دھواں آسمان تک پہنچے۔ اور سابقہ مشائخ کے احوال حضرت والا سے حضرت شیخ کمال الدین علاّ تک بیان کرتے ہوئے اپنے شیخ کے خلفاء خصوصاً سراج الواصلین، قبلہ العاشقین سید المحبوبین حضرت سلطان الملت والدین محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ جنہوں نے خاکسار کو نوازا ہے مرتب کیا جائے۔ چنانچہ اس ارادے سے میں اپنے نیک بھائی محمد یوسف بن محمد یعقوب بن محمد اسحاق بن ابراہیم عفی عنہم کو برائے تحریر اپنے ساتھ لیکر چند روز ایک گوشہ میں بیٹھا اور جلدی جلدی ہر وہ عبارت جو مجھے یاد تھی یا کتب معتبرہ میں پڑھی تھی حرف بحرف بے کم وکاست لکھوائی اور اس کی تہذیب۔ ترکیب اور تزئین میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ میں نے اس رسالہ کا نام ذکر الاصفیاء فی تکملہ سیر الاولیاء در منقبت شمس الہدیٰ رکھا۔

یہ کتاب ایک مقدمہ۔ دو باب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں دو تبصرے شامل ہیں۔ تبصرہ اول میں جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ درج ہے۔ تبصرہ دوم میں خواجگان چشتیہ کا ذکر مع تاریخہائے وصال حضرت چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک درج ہے۔ باب اول چودہ مشائخ کے ذکر میں ہے اور چونکہ یہ مشائخ ایک دوسرے سے متصل ہیں اور تفصیل و اجمال کا درجہ رکھتے ہیں لہٰذا لفظ فصل کے بجائے وصل کا لفظ استعمال کیا ہے۔ دوسرا باب حضرت قبلہ الشیخ محمد عاقل رضی اللہ عنہ) کے ملفوظات سے متعلق ہے۔ خاتمہ کتاب اعراس کے فوائد میں ہے۔

Marfat.com

مقدمہ

تبصرہ اوّل

حلیہ مبارک سرورِ کائنات فخرِ موجودات
سید المرسلین، محبوبِ ربّ العالمین، احمدِ مصطفیٰ
محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلوا علیہ وآلہٖ

سر اور بال آپ کا سر بڑا لیکن نہایت موزوں اور خوشنما تھا۔ سر کے بال دراز نہ زیادہ گھنگریالے اور نہ بالکل سیدھے۔ بالوں کی درازی کے متعلق یہ تین مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں — (۱) کانوں کی لو تک (۲) کانوں کے نصف حصہ تک (۳) دونوں کندھوں کو اوپر سے چھوتے ہوئے۔

بالوں کی کیفیت مختلف حالتوں میں مختلف ہوتی تھی۔ جب تیل لگا کر کنگھا کرتے تو لمبے معلوم ہوتے اور جب تیل نہ لگاتے اور کنگھا نہ کرتے تو چھوٹے لگتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج اور عمرہ کے موقع پر بال کٹوائے اور بس۔ ایک سال آپ نے بالوں میں سدل فرمایا (سدل سے مراد بالوں کا پیشانی کے اطراف میں لٹکانا ہے) حضور ہمیشہ مانگ نکالتے تھے۔ عربی میں اسے فرق کہتے ہیں یعنی بالوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے اس طرح سنوارنا کہ درمیان میں مانگ نکل آئے۔ پیشانی سے سر کے آخری حصہ تک جو لکیر سی کھنچ جاتی ہے اسے عربی میں مفرق کہتے ہیں۔ علماء ہر دو صورتوں کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن مانگ نکالنا افضل ہے۔

Marfat.com

خضاب کی وضاحت

اکثر محدثین کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب لگانا ثابت نہیں۔ صحیحین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت درج ہے کہ انہوں نے حضور کے بالوں کو زرد رنگ میں دیکھا۔ اس روایت کی یہ تاویل کی جاتی ہے کہ زردی سے مراد وہ زعفران ہے جس سے حضور نے بالوں کو دھویا یا صاف کیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس میں گنتی کے چند سفید بال تھے اور وہ بھی مختلف جگہوں پر۔ مثلاً کچھ سر میں کچھ دونوں کنپٹیوں پر اور چند عنفقہ پر (عنفقہ نچلے لب کے اور بالوں کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں) حضرت ابو جحیفہ کی روایت کے مطابق صرف عنفقہ پر سفید بال تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس اور ریشِ مبارک میں صرف سترہ یا اٹھارہ سفید بال تھے۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بیس سے کچھ زیادہ کی روایت کرتے ہیں

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب تیل لگاتے تھے تو پھر کوئی سفید بال دکھائی نہیں دیتا تھا۔

چہرۂ اقدس

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس گول مائل بہ درازی۔ رخساروں میں اعتدال۔ چہرہ نہ حد سے زیادہ موٹا، گوشت سے بھرا ہوا اور نہ بالکل گول مول۔ اس لئے کہ یہ دونوں باتیں معیار حسن کے خلاف ہیں۔ آپ کے رخسار مبارک تو ایسے صاف و ہموار تھے کہ چودھویں رات کا چاند چمکتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

روئے اطہر

حبیب کبریا شہِ ہر دوسرا کے روئے اطہر کی چمک دمک اور لطافت و ملاحت کے کیا کہنے

قَرَنَ الملاحَةَ حُسْنُہٗ ۔ وَالحُسْنُ صَارَ قَرِیْنَہٗ

ترجمہ:۔ حسن نے خوبصورتی کو اپنے ساتھ ملایا اور آپ کا مصاحب بن گیا۔

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہ وسلم

نورانیت مواہب لدنیہ میں ہے کہ جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ آئینہ کی مانند چمکتا اور در و دیوار کا عکس اس میں دکھائی دیتا۔

بروں آور سر از برد یمانی — کہ روئے تست صبح زندگانی

ترجمہ:۔ اپنا سر یمنی چادر سے باہر نکالئے کیونکہ آپ کا چہرۂ اقدس زندگی کی صبح صادق ہے جب آپ کی پیشانی پر بل پڑتے تو ہر بل پہلی رات کا چاند معلوم ہوتا۔

مہوشاں چوں نہ بدیدار تو حیراں باشد — ہست روشن بجہاں آئینہ سیمائے تو

ترجمہ:۔ چاند سے چہرے والے (محبوبانِ عالم) آپ کو دیکھ کر کیوں نہ حیران ہوں۔ آپ کی پیشانیٔ اقدس کے آئینہ سے جملہ جہاں روشن ہے۔

رنگ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بہ اتفاق جمہور سفید مائل بہ سرخی اور گندم گوں تھا۔ بعض روایات کے مطابق سمرۃ سے بھی مراد حمرۃ (سرخی) ہے۔ عرب میں اسمر کا اطلاق سرخی مائل پر بھی ہوتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی شئے میں سرخی بہت زیادہ ہو۔

پیشانی حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کشادہ اور نورانی تھی جیسے چاند کا ٹکڑا۔

بھنویں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھویں دراز اور کمان کی طرح خمدار تھیں جن کے بال گھنے اور آپس میں گتھے ہوئے تھے۔ بھوؤں کا درمیانی حصہ بالوں سے خالی تھا۔ البتہ اس جگہ ایسے باریک بال تھے کہ دیکھنے والوں کو بھویں پیوستہ نظر آتی تھیں۔ ان کے درمیان ایک باریک سی رگ تھی۔ جو غصّہ کے وقت متحرک ہو جاتی تھی۔

آنکھیں حبیب کبریا شہ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بیحد حسین اور بڑی بڑی تھیں۔ لیکن اتنی بڑی نہیں کہ باہر کو نکلی ہوئی ہوں یا اتنی چھوٹی کہ اندر کو دھنسی ہوئی دکھائی دیں۔ آنکھوں کا رنگ سفید تھا جس میں سرخ ڈورے تھے۔ اسے عربی میں "اشکل العین" کہتے ہیں۔ الغرض حضور کی آنکھیں سیاہ سرگیں اور پلکیں دراز تھیں۔ سرمہ کے بغیر ایسا

Marfat.com

معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہوا ہے۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں نیز آگے بھی دیکھتے تھے اور پیچھے کی طرف بھی۔ دن میں کہکشاں کے باریک ستارے بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔

دراں نرگسیں حرف کاں باغ داشت — مگر چشم او کحل مازاغ داشت

ترجمہ:۔ باغ کو نرگس سے زیبائی حاصل ہے لیکن ہمارے نبی کی آنکھوں میں مازاغ کا سرمہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیا و تواضع کے طریقہ کے مطابق اکثر اپنی نظریں نیچی رکھتے اور نزول وحی کے وقت نگاہِ کریمانہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔

سماعت حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کے کمالات بھی بصارت کے کمالات کی طرح تھے۔

ناک حضور کی ناک خوبصورت لمبی اور درمیان سے ابھری ہوئی تھی۔

دہن دہن مبارک فراخ تھا۔

دانت دانت صحیح وسالم اور سب کے سب روشن تھے۔ سامنے کے دانت کشادہ تھے جن سے نور جھلکتا تھا۔

ہونٹ حضور کے ہونٹ پتلے اور نرم تھے۔ چہرۂ اقدس پر اکثر اوقات بشاشت دلکشادگی اور تبسم رہتا تھا۔

ریش مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی اور بڑی تھی جس سے سینۂ مبارک بھر جاتا تھا۔ آپ داڑھی کو طول وعرض سے مٹھی بھر کٹواتے تھے۔ البتہ عرض کی نسبت طول کی جانب زیادہ تھی۔

مونچھیں مونچھوں کے بارے میں مروی ہے کہ جونہی لبوں سے بڑھتیں تو آپ انہیں کتروا لیتے تھے لیکن سبالہ نہیں کرتے تھے۔ نچلے ہونٹ کے نیچے کے بالوں کو منڈوانے یا نہ منڈوانے کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملتی۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ انہیں نہ منڈوانا چاہیئے۔ گلے کے

Marfat.com

نیچے کے بالوں کی بھی یہی صورت ہے۔

کان | دونوں کان سالم اور مکمل تھے۔

گردن | گردن مبارک چمکدار۔ معتدل صاف اور شفاف تھی۔ جیسے ہرن کے بچے کی گردن۔

کندھے | حضور کے کندھے فراخ تھے۔

سینۂ مبارک | سینۂ مبارک چوڑا تھا۔ حضرت عارف جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

زسرّ سینہ اش جامی الم نشرح لک برخواں

یعنی آپ کے سینۂ مبارک کی شان میں سورۂ الم نشرح پڑھو

شکم | حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک سینہ کے برابر اور ہموار تھا۔ جب بیٹھتے تو پیٹ میں شکن پڑ جاتی۔ سینۂ اقدس سے ناف تک بالوں کی ایک سیدھی لکیر تھی۔ اس کے علاوہ پیٹ اور سینہ پر بال نہ تھے۔ بازو۔ کندھوں اور پنڈلیوں کے بال لمبے اور سیاہ تھے لیکن بدن کی سفیدی پھر بھی جھلکتی تھی۔

بغلیں | آپ کی بغلیں اور جسم کے تمام جوڑ لطیف مطہر اور صاف و شفاف تھے۔ بغلوں کے بال بہت کم تھے۔

پشت | حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک صاف۔ شفاف اور روشن تھی جیسے پگھلی ہوئی چاندنی۔

مہرِ نبوت | حضور سرور انبیاء علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان یعنی بائیں کندھے کی نرم ہڈی کے اوپر مہر نبوت تھی جو موٹے مروارید یا کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اس کا رنگ آپ کے جسم کی طرح تھا۔ اس میں "اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ" لکھا ہوا تھا۔ ترمذی شریف میں ہے کہ اس میں چند بال بھی تھے۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مفاصل (جوڑوں) کی ہڈیاں موٹی اور مضبوط تھیں ہاتھ۔ بازو۔ پنڈلیاں اور ران گوشت سے بھری ہوئی اور نرم تھیں۔ آپ ایسے خوش بدن تھے کہ ہاتھ لگانے والوں کو تسکین اور راحت محسوس ہوتی تھی۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پاؤں بھی نرم۔ گوشت سے پُر اور فراخ تھے۔ انگلیاں نرم اور دراز تھیں۔ پاؤں کے تلوے ایسے روشن جیسے عرش

Marfat.com

برین۔ پاؤں کے تلوے ہاتھ کی ہتھیلیوں کی طرح گوشت سے پُر اور نرم تھے۔ ان میں تھوڑی سی جگہ خالی تھی جو چلتے وقت ظاہر ہوتی تھی۔ جب آپ قدم زمین پر رکھتے یا اوپر اُٹھاتے تو وہ خالی جگہ چھپ جاتی۔ زمین پر قدم مبارک مکمل طور پر چسپاں ہو جاتے تھے۔ فیض القدیر میں آیا ہے کہ دونوں قدم صاف اور ہموار تھے۔ ان میں کسی قسم کی شکستگی اور میل کچیل نہ تھی۔ ان پر پانی ڈالو تو ٹھہرتا نہیں تھا۔ پاؤں کی تمام انگلیاں برابر تھیں۔ پنڈلیاں دوسرے اعضا کی نسبت پتلی تھیں جن میں گوشت نسبتاً کم تھا۔

قدِ زیبا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد درمیانہ تھا نہ چھوٹا نہ بہت بڑا لیکن لمبے سے لمبے قد والے کے مقابلے میں بلند و بالا دکھائی دیتا تھا۔ جب کوئی طویل القامت آپ کے پاس بیٹھتا یا ساتھ چلتا تو آپ اس سے اونچے نظر آتے تھے۔

سایۂ مبارک حضور کا سایہ تھا۔ نوادر الاصول میں حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں حدیث روایت فرمائی ہے۔

رفتار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا یہ انداز تھا کہ جب چلتے تو نہایت قوت و طاقت سے قدم اٹھاتے اور جب زمین پر قدم رکھتے تو معلوم ہوتا گویا آپ نیچے اُتر رہے ہیں۔

پسینہ آپ کا پسینہ نہایت خوشبودار تھا۔ لوگ شادی بیاہ میں اسے لے جاتے اور اس کا ایک قطرہ تیل وغیرہ میں ملا کر استعمال کرتے اس کی خوشبو عطر اور کستوری سے بھی زیادہ دلکش تھی۔ آپ جس گھر میں تشریف لے جاتے یا جس کوچہ سے گذرتے وہ جگہ دیر تک خوشبو سے مہکتی رہتی۔

فضلات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب اور فضلا زمین نگل لیتی اور وہ زمین خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ بعض صحابہ سے منقول ہے کہ لوگ آپ کا پیشاب تبرک کے طور پر پی لیتے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ یہ امراضِ جسمانی سے محفوظ و مامون رکھتا تھا۔ اکثر علمائے شافعیہ فضلاتِ مبارکہ کی طہارت کے قائل ہیں۔ بعض احناف سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ کذا فی مواہب لدنیہ۔

Marfat.com

تبصرہ دوم

ذکرِ خواجگان

جناب مرتضوی سے حضرت چراغ دہلوی تک

اجمالاً بمع تاریخہائے وصال

جناب مرتضوی کے وصال کا ذکر سلسلۂ قادریہ میں آگیا ہے۔ یہاں چند اشعار درج کئے جاتے ہیں :-

مرتضائے کہ کرد یزدانش ، ہمرہ جانِ مصطفےٰ جانش

ہر دو یک قبلہ و خرد شان دو ، ہر دو یک روح کالبد شان دو

ہر دو یک درِّ یک صدف بودند ، ہر دو پیرایۂ شرف بودند

دو روندہ چو اخترِ گردوں ، دو برادر چو موسیٰ و ہاروں

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیدا کر کے حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نفس بنا دیا۔ دونوں کی شان ایک قبلہ کی مانند ہے یا یوں کہئے کہ یک جان و دو قالب ہیں۔ دونوں ایک ہی صدف کے موتی اور دونوں عز و شرف سے آراستہ ہیں۔ دو ستارے آسمان میں اس طرح گھوم رہے ہیں جیسے دو بھائی موسیٰ و ہارون۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضؓ

پروردۂ نبوت ۔ کان فتوت بحرِ علم ۔ گنج حلم حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔آپ کی تاریخ وصال ۵ رجب ہے ۔ آداب الطالبین میں

ؒ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سے دو برس پہلے (۲۱ ہجری) مدینہ منورہ

Marfat.com

۴ محرم درج ہے۔ سن ۱۱۰ھ ہے۔ مزار مبارک بصرہ میں ہے

حضرت[۲] خواجہ عبدالواحدؓ

رئیس افراد۔ پیشوائے اوتاد۔ گنج ہدایت۔ کان ولایت قطب زمانہ۔ زاہد ماجد حضرت عبدالواحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کا وصال ۲۷ ماہ صفر ۱۷۷ھ کو ہوا۔

یں پیدا ہوئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ سے ہی سلسلۂ چشتیہ کا آغاز ہوا۔ آپ کی بیعت کے متعلق رسالہ ریحان القلوب فی التوصل الی المحبوب میں لکھا ہے کہ

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم کو اللہ کے قریب پہنچنے کا آسان راستہ بتایئے جسے اللہ بھی پسند کرے۔ آپ نے فرمایا۔ اے علی خلوت میں اللہ کے ذکر کی مداومت کیا کرو۔ حضرت علی نے اس کا طریقہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں آنکھیں بند کر کے پہلے تین مرتبہ مجھ سے سُن پھر اسی طرح تین مرتبہ تو خود کر اور مجھے سُنا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں بند کر کے تین بار لا الٰہ الا اللہ کہا۔ اور حضرت علی نے سنا۔ پھر انہوں نے اسی طرح خود کیا۔ اس ذکر کی تلقین حضرت علی نے حضرت حسن بصری کو فرمائی اور انہیں وہ خرقہ عنایت کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں عطا ہوا تھا"

آپ ریاضت و مجاہدہ میں بلیغ کوشش فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر میں سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور متابعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نہ کروں تو میں ان میں سے کیسے ہو سکتا ہوں۔ نیز جو خرقہ میں نے ان کا پہنا ہے تو مجھ پر ان کی پیروی بھی فرض ہے۔

۲ آپ کا نام ابوالفضل عبدالواحد اور کنیت ابوالفضل بن زید ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ حسن بصری

Marfat.com

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض[۳]

آفتاب کرم واحسان ۔ ابر نیسان وجود وامتنان در دریائے حقیقت دعرفان حضرت مرتاض ونیا میں خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ۔

آپ کی کنیت ابو علی ہے ۔ وصال ماہ محرم ۱۸۷ھ میں ہوا۔ قاری نے سورۃ فاتحہ پڑھی آپ نے نعرہ مارا اور جاں بحق تسلیم ہوگئے۔

حضرت خواجہ ابراہیم ادھم رضؓ[۴]

سلطان التارکین ۔ مقرب حضرت رب العالمین خلیفۃ اللہ فی العلم ۔ خواجۂ خواجگان خواجہ ابراہیم ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کنیت ابو اسحاق اور اسم مبارک ادھم بن سلیمان بن منصور بلخی ہے ۔ تاریخ وصال ۱۶ ماہ شوال اور بعض کے نزدیک ۲۶ جمادی الاول سن ۱۶۲ھ یا ۱۸۱ھ ہے۔

(بسلسلہ سابقہ) سے خرقۂ خلافت پایا۔ خواجہ کمیل بن زیاد نے بھی جو حضرت علی کے فیض یافتہ تھے آپ کو خرقہ عطا کیا تھا۔ آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کے صحبت یافتہ اور حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے۔

[۳] آپ کی پیدائش سمرقند اور نشوونما خراسان میں ہوئی۔ ابتدائی عمر میں چوروں کے سرغنہ تھے ۔ آخر میں تائب ہوئے حضرت امام اعظم سے تحصیل علم کی اور پھر حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید سے بیعت کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا ۔

[۴] آپ کی والدہ بادشاہ بلخ کی بیٹی تھیں ۔ والد ماجد شہر کے باہر ایک جھونپڑی میں فقیرانہ طور پر رہتے تھے کہ بادشاہ بلخ نے اپنی بیٹی آپ سے منسوب کردی ۔ پھر سلطان ابراہیم ادھم بھی بادشاہ بنے ۔ لیکن بہت جلد بادشاہت پر لات مار کر فقیری کو اپنا لیا ۔
آپ کا مزار بغداد میں حضرت امام احمد حنبل کے مزار سے متصل بیان کیا جاتا ہے بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ آخر عمر میں پوشیدہ ہوگئے تھے ۔ اور سمندر کے کسی جزیرے میں انتقال فرمایا تھا جو زیر آب ہے ۔

Marfat.com

حضرت خواجہ خذیفہ مرعشی رحؒ ملک الاولیاء، امام الفقراء، سلطان الاصفیاء خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ خذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرعش ملک شام کا ایک قصبہ ہے۔ آپ کا وصال ۱۴ شوال کو ہوا۔ آداب الطالبین میں ۲۵ شوال درج ہے۔

حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحؒ سلطان اہلِ طریقت۔ سرحلقۂ واصلانِ حقیقت۔ تاج العارفین۔ مقتدائے دین۔ ناہج مناہج رہبری حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا وصال ماہ شوال میں ہوا۔ بعض کے نزدیک ۷ شوال ہے۔

حضرت خواجہ ابو ممشاد علو دینوری رحؒ بدرالاتقیاء، سیدالواصلین، سندالکاملین معزز بہ خلعت سروری خواجہ ابو ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دینوری میں دال کے نیچے زیر اور ن کے اوپر زبر ہے۔ دینور ہمدان اور بغداد کے درمیان واقع ہے۔ علو علاؤ الدین کا مخفف ہے۔ بعض تحریروں کے مطابق ممشاد دینوری اور شیخ علو دینوری ایک ہی شخصیت ہیں۔ تذکرۃ الاصفیاء کی بھی یہی رائے ہے لیکن نفحات شریف، سفینۃ الاولیاء اور مراۃ الاسرار کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت شیخ علو دینوری ممشاد دینوری سے مختلف شخصیت ہیں۔ سیر الاولیاء میں علو دینوری کی کنیت ابو ممشاد درج ہے۔ ممشاد دینوری شیخ جنید کے اصحاب میں سے تھے۔ ۱۴ ماہ محرم کو آپ کا وصال ہوا۔

---

۵ آپ حضرت سلطان ابراہیم ادہم کے خلیفہ ہیں۔ صاحب تصنیف تھے۔ تیس سال تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت کے نہیں ٹوٹا۔ جواہر مودودی میں ہے کہ ستر برس تک آپ نے سجادے سے باہر قدم نہیں رکھا۔ آپ کا لقب خذیفۃ المرعشی اور نام سدید الدین ہے۔

۶ آپ نے حضرت خذیفہ مرعشی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ کا نام امین الدین اور کنیت ابی ہبیرۃ البصری ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رضی اللہ عنہ

تاج الاولیاء۔ سراج الاصفیاء۔ ملک المشائخ۔ بالاتفاق قطب الآفاق خواجہ محمد اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ شام کے رہنے والے تھے۔ لطائف اشرفی میں درج ہے کہ حضرت خواجہ علو دینوری نے آپ سے نام دریافت کیا۔ آپ نے بتایا ابو اسحاق شامی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ آج سے تم کو ابو اسحاق چشتی کہیں گے اور چشت کے باشندے تم سے ہدایت پائیں گے۔ جو کوئی تمہارے سلسلۂ ارادت میں آئے گا وہ چشتی کہلائے گا۔ مراۃ الاسرار کے مطابق آپ کا وصال ۱۴ ربیع الآخر کو ہوا۔

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رضی اللہ عنہ

سید الابرار۔ قدوۃ الاخیار۔ ملک الاولیاء سلطان الاتقیاء۔ برہان الاصفیا۔ محبوب بارگاہِ صمد خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ سر حلقۂ چشتیاں ہیں۔ والد ماجد سلطان فرشتافہ تھے۔ مولوی محمد حیو سلمہ اللہ تعالیٰ اس لفظ کا تلفظ حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق اس

(بقیہ صفحہ ۱۷)
ہمعصر مشائخ میں آپ کا مرتبہ کافی بلند تھا۔

ٹ آپ حضرت خواجہ ہبیرہ بصری کے خلیفہ۔ حضرت شیخ جنید بغدادی اور حضرت سلطان ابراہیم ادھم کے ہم عہد اور حضرت شیخ معروف کرخی کے صحبت یافتہ ہیں۔ آپ کو سماع سے خاص لگاؤ تھا۔ بزرگان کرام کے عرس کے موقع پر بالخصوص سماع کا اہتمام کراتے تھے۔ فرماتے تھے کہ عرس کے روز سماع کی خصوصیت یہ ہے کہ اس روز وصل دوست میسر آتا ہے اور میں اپنے پیروں کے وصل کی خوشی میں سماع سنتا ہوں تاکہ ان کی برکت اور توجہ سے مجھے بھی مقام وصل میسر ہو

ث۔ آپ خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد چشت تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں یہ پانچ حضرات خواجگان چشت کے نام سے مشہور تھے۔ (۱) خواجہ ابو اسحاق چشتی (۲) خواجہ ابو احمد چشتی

Marfat.com

طرح کرتے ہیں۔ فرشتافہ بفتح فا و کسر را مہملہ وسکون شین معجمہ وتا فوقانیہ۔ عبدالغفور کے نزدیک بفتح و فتح را وسکون سین مہملہ ونون استادہ وفا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے والد کا خمخانہ تھا۔ ایک روز خواجہ ابواحمد وہاں گئے اور شراب کے پیالوں کو توڑنے لگے۔ اسی اثنا میں آپ کے والد کو معلوم ہوا تو انہوں نے چھت پر چڑھ کر غصہ میں ایک پتھر آپ کے کھینچ مارا۔ خدا کی قدرت سے پتھر ہوا میں معلق ہو گیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر آپ کے والد تائب ہو گئے آپ کا وصال ۱۰ ر جمادی الآخر کو ہوا۔ سفینۃ الاولیاء کے مطابق سن وفات ۳۵۵ھ ہے آپ کا مزار مبارک چشت میں ہے۔

حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ

قطب المشائخ والفقراء۔ ملک الائمہ والعلماء۔ ملجأ اوتاد واولیاء۔ پیشوائے خلقِ خدا۔ محبوب ملک الاحد خواجہ ابو محمد بن خواجہ ابواحمد ابدال۔

آپ کا وصال ماہ رجب میں ۴۱۱ھ کو ہوا۔

---

(۳) خواجہ ابو محمد چشتی (۴) خواجہ ابو یوسف چشتی (۵) خواجہ قطب الدین چشتی۔ ہندوستان میں بھی ان کے پانچ خلفاء مشہور ہیں جو یہ ہیں:۔ (۱) خواجہ معین الدین چشتی (۲) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی (۳) خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی (۴) خواجہ نظام الدین اولیا چشتی (۵) خواجہ نصیر الدین محمود چشتی۔

ف آپ شرفائے چشت میں سے تھے۔ سلسلۂ نسب چند واسطوں سے حسن مثنیٰ تک پہنچتا ہے حضرت ابواسحاق شامی چشتی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ روایت ہے کہ آپ ہر رات کو بعد نماز تہجد دعا کرتے تھے کہ الٰہی گنہگار امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے۔ ایک دن غیب سے آواز آئی کہ اے احمد ہم نے تیری خاطر دس ہزار آدمی بخش دیئے۔ وہ تیرے ہمراہ جنت میں جائیں گے۔

حضرت خواجہ ابواسحاق شامی کے روم چلے جانے کے بعد آپ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ آپ کا لقب قدوۃ الدین ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحؒ

اعلم العلماء۔ سند الاولیا۔ سید الاتقیاء۔ پیشوائے اہلِ تصوف حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی بن محمد سمعان۔

آپ حضرت خواجہ ابو محمد بن خواجہ ابو احمد چشتی کے خواہر زادہ ہیں۔ لقب ناصر الدین ہے۔ وصال ۴ ربیع الآخر ۴۵۹ھ کو ہوا۔

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحؒ [۱۲]

سرورِ مشائخ کبار۔ بادشاہِ اولیائے نامدار ظل اللہ فی الخلق والعالمین۔ خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت ابو یوسف چشتی رحؒ

آپ کے فرزند خواجہ احمد تھے جو آپ کے بعد مسندِ سجادگی پر بیٹھے۔ تاحال آپ کے خاندان میں سجادگی کا سلسلہ قائم ہے۔ آپ کی اولاد میں ایک شخص ضرور صاحبِ باطن ہوتا ہے آپ کا وصال ماہ رجب ۵۲۷ھ میں ہوا۔ مرقد جملہ حضرات کا چشت میں ہے۔

---

[۱۱] آپ مرید و خلیفہ اپنے والد بزرگوار خواجہ ابو احمد چشتی کے تھے۔ اکثر عالمِ تحیر میں رہتے۔ سالہا سال کمر زمین سے نہ لگنے دی۔ اپنے گھر کے کنوئیں میں نمازِ معکوس ادا کرتے اور سات روز کے بعد ایک خرما اور ایک گھونٹ پانی کا پی لیا کرتے تھے۔ سلطان محمود سبکتگیں نے گجرات پر حملہ کیا تو باشارہ غیبی آپ نے بھی اس جہاد میں شرکت کی۔ آپ کی ہی برکت سے سومنات فتح ہوا۔

(تحفۃ الابرار۔ جدول ثانی صفحہ ۱۲)

[۱۲] آپ سادات حسینی میں سے تھے۔ نسب پدری بچند واسطہ درمیانی امام علی نقی تک پہنچتا ہے۔ خرقۂ خلافت اپنے ماموں حضرت خواجہ ابو محمد چشتی سے حاصل کیا تھا۔ ان کی صاحبزادی سے شادی ہوئی۔ نقل ہے جب آپ کی عمر پچاس برس کی ہوئی تو آپ نے خواجہ حاجی مکی خلیفہ شیخ ابو اسحاق شامی کے مقبرہ کے پاس ایک صومعہ زیرِ زمین اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں بارہ سال رہے حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری اس جگہ آپ سے ملاقات کرنے گئے تھے اور رجال الغیب بھی

Marfat.com

حضرت خواجہ حاجی شریف الدین زندنی[۱۳] قطب الاولیاء۔ قدوۃ الاصفیاء۔

ملک المشائخ والعلماء خواجہ حاجی شریف الدین زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت خواجہ مودود چشتی کے خلیفہ تھے۔ ۶ رجب کو وصال ہوا۔ سفینۃ الاولیاء، اور مراۃ الاسرار میں ۴ رجب اور آداب الطالبین میں ۱۳ رجب درج ہے۔

شب و روز وہاں رہا کرتے تھے۔ جنات میں سے دو نفر سانپ کی صورت میں آپ کے صومعہ کی دربانی کرتے تھے۔ (تحفۃ الابرار۔ جدول ثانی صفحہ ۱۲)

۱۲ھ آپ سادات حسنی و حسینی میں سے تھے۔ حجاج بن یوسف جب سادات کے قتل کا درپئے تھا تو سادات کی ایک جماعت چشت میں پناہ گزین ہوگئی تھی منجملہ ان کے سلطان فرسنافہ بھی تھے جن کی اولاد میں سے آپ ہیں۔ آپ اپنے والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے حضرت شیخ احمد جام سے بھی آپ کو خلافت حاصل تھی۔ اس سلسلے کو سلسلۂ مودودیہ چشتیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بیت المقدس سے چشت اور بلخ تک دس ہزار کے قریب آپ کے خلفاء تھے۔ آپ کو کشفِ قلوب و کشفِ قبور و کشفِ ارواح تھا۔ آپ کی اولاد میں سے بعض بزرگوں نے ہندوستان میں ہی سکونت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ قریہ براس بجانب غرب کرنال۔ قریہ سرانی بجانب شمال پانی پت۔ موضع شیخوپورہ۔ برناوہ اور دہلی میں اس خاندان کے کئی بزرگوں کے مزارات ہیں۔

۱۳ھ آپ بے پناہ جذب و کشش کے مالک اور بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے مراۃ الاسرار میں ہے کہ کسی بزرگ نے سلطان سنجر سلجوقی کو اس کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ انہوں نے پوچھا خدا نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس نے کہا دنیا میں جو بُرا بھلا کیا تھا وہ میرے سامنے لایا گیا فرشتگانِ عذاب کو حکمِ عذاب دیا گیا کہ اتنے میں فرمانِ حق تعالیٰ آگیا کہ فلاں روز اور فلاں وقت اس نے مسجد دمشق میں حاجی شریف زندنی سے سعادتِ دست بوس حاصل کی تھی ان کی برکت سے اسے بخش دیا۔ سیر الاقطاب کے مطابق آپ کا مزار شہر قنوج میں دریا

Marfat.com

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ [۱۳]

صاحبِ کشف وکرامات ۔ بادشاہِ عالم مشاہدات خلیفۂ کامل حاجی شریف زندنی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

ہارون آپ کے مولد کا نام ہے (جہاں آپ پیدا ہوئے) جو بفتح راء مہملہ و واؤ مفتوحہ ہے مولوی محمد صاحب قبلۂ عالم مہاروی رضی اللہ عنہ سے اور اخبار الاخیار میں حضرت چراغ دہلوی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ کا مولد ہروَن بفتح ہا وسکون را وفتح واؤ ہے ۔

آپ کا وصال ۶ شوال ۶۰۷ھ کو ہوا ۔ آداب الطالبین میں ۵ شوال درج ہے

حضرت خواجہ معین الدین سنجریؒ [۱۵]

شیخ الشیوخ طریقت ۔ راہنمائے حقیقت غوث العالمین ۔ وارث الانبیاء ومرسلین ۔ خواجۂ بزرگ ۔ غریب نواز ظل اللہ فی الارضین حضرت خواجہ معین الدین سنجری رضی اللہ عنہ ۔

آپ کا مولد و وطن سجستان ہے ۔ خراسان میں نشوونما پائی ۔ والد ماجد خواجہ غیاث الدین

کے کنارے ہے ۔ قنوج میں بھی یہی مشہور ہے ۔ لیکن آپ کا ہندوستان میں آنا کہیں مذکور نہیں ۔

[۱۴] آپ کے کمالاتِ روحانی کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی جیسے عظیم بزرگ نے آپ سے تربیت حاصل کی ۔ کہتے ہیں کہ جب غیبی اشارہ پاکر آپ اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بکمال مہربانی آپ کے سر پر کلاہِ چہار ترکی رکھا اور آپ کو بیعت کیا ۔ پھر فرمایا "یہ کلاہِ ترکی جو تمہارے سر پر رکھی گئی ہے اس سے مراد چار ترک ہیں ۔ اول دنیا کو ترک کرکے اہلِ دنیا سے متنفر رہو ۔ دوسرے ہوا و حرص سے دور رہو ۔ تیسرے جو دل چاہے اس کے برعکس کرو ۔ چوتھے رات کو سونے کی بجائے عبادت میں مشغول رہو ۔ اگر یہ چیزیں ترک نہ ہوں تو کلاہِ چہار ترکی کے سزاوار نہیں ہو سکتے ۔"

۱۵ ۔ آپ نے بہت سے اولیاء اللہ سے فیض پایا تھا ۔ اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضؓ کی خدمت

131097

Marfat.com

حسن سادات حسینی میں سے تھے۔ آپ کے دم قدم سے دیارِ ہند کی تاریکی میں اسلام کا نور چمکا میرے شیخ حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہیں جاتا۔ اس کے حال میں ضرور تغیّر واقع ہوتا ہے۔ یہ نکتہ خواص کا مجربہ ہے۔

آپ کا وصال دوشنبہ ۶ ماہ رجب المرجب ۶۳۳ھ یا ۶۳۲ھ میں ہوا مراۃ الاسرار اور سفینہ میں شنبہ درج ہے لیکن اس خاکِ راہ درد منداں کے خیال میں دوشنبہ درست ہے کیونکہ میرے حضرت غریب نواز جن کا ہر قدم خواجہ بزرگ کے قدم پر اٹھتا تھا اور جو امور ظاہری میں بھی آپ کی متابعت فرماتے تھے ان کا وصال بھی دوشنبہ کو ہوا تھا۔

میں تیس سال رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ "جو مرید میرا اور میرے مرید کا مرید ہوگا اور قیامت کے دن از روئے شجرہ میرے پاس پہنچے گا۔ میں اس وقت تک بہشت میں قدم نہیں رکھوں گا جب تک اسے اپنے ہمراہ نہیں لے جاؤں گا۔"

حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ آپ کے ہمشیر زاد تھے۔ بعض نے آپ کو خالہ زاد بھائی بھی لکھا ہے۔ آپ نے ۵۲ سال کی عمر میں سفر کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ شہر جیلان میں قیام کیا اور یہاں حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی اور شیخ اوحدی سے فیضِ صحبت اٹھایا۔ اصفہان میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آپ کے مرید ہوئے۔ یہاں سے بلخ اور غزنی ہوتے ہوئے لاہور تشریف لائے۔

یہاں حضرت داتا گنج بخش مخدوم علی ہجویری کے مزار پر معتکف رہے۔ یہاں سے چل کر دہلی میں شیخ رشید ملکی کی قبر کے قریب چند روز قیام کیا۔ ۱۰ محرم ۵۶۱ھ کو رونق افروز اجمیر ہوئے اور اناساگر کے تالاب کے موقع پر قیام فرمایا۔

آپ ہی کی دعا سے معزالدین سام یعنی شہاب الدین غوری نے غزنی سے آکر رائے پتھورا کو زندہ گرفتار کیا۔ اسی تاریخ سے ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی[۱۶] شیخ علی الاطلاق قطب آفاق بالاتفاق

منبع اسرار مطلع انوار۔ شمع عالم۔ بادشاہ بنی آدم شیخ الاسلام نامدار قطب الحق والشرع والدین بختیار اوشی الکاکی وکیل الباب رضی اللہ بن کمال الدین احمد بن موسیٰ اوشی۔

اوش ماورالنہر کا ایک قصبہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اوش ملک فرغانہ میں ہے۔ مولوی محمد جیو لکھتے ہیں کہ حضرت قبلۂ عالم مہاروی رضی اللہ عنہ وکیل الباب کے معنے وکیل باب العلم والمعرفت وباب الرحمتہ وباب الجنتہ فرماتے تھے۔ گویا وکیل الباب جملہ فیوضات کا حامل ہوتا ہے۔ کاکی کی وجہ تسمیہ مشہور ومعروف ہے۔

آپ کا وصال بروز دوشنبہ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو اس شعر پر ہوا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　ہر زماں از غیب جانِ دیگراست

---

[۱۶] آپ صحیح النسب سید حسینی تھے۔ سلسلۂ نسب بچند واسطہ درمیانی حضرت امام جعفر تک پہنچتا ہے حضرت خواجہ معین الدین سنجری رح سے خرقۂ خلافت لے کر حسب الحکم پیر روشن ضمیر دہلی کے قطب مقرر ہوئے

مناقب المحبوبین کے مطابق بختیار ایک قوم کا نام ہے جو سادات میں سے ہے۔ ایک روایت ہے کہ آپ پانچ سال کے تھے کہ حضرت شیخ ابوالحفص نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا۔ "اے لڑکے عجب بختیار ہستی کہ حضرت خضر علیہ السلام ترا حوالہ کردہ"۔

کاکی خشک روٹی کو کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ خواجہ صاحب تنگیٔ معاش کے سبب شرف الدین بقال سے قرض لے کر گذارہ کرتے تھے۔ ایک روز بقال کی بیوی نے آپ کی اہلیہ محترمہ سے کہا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو تمہارا کیا حال ہوتا۔ آپ کو یہ بات بُری لگی اور آپ نے اس کا ذکر خواجہ صاحب سے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آج سے قرض لینا بند کر دو اور ضرورت کے وقت فلاں طاق میں ہاتھ ڈال کر اپنی ضرورت پوری کر لیا کرو چنانچہ آپ کی اہلیہ محترمہ ایسا ہی کرتیں۔ طاق میں ہاتھ ڈالتیں تو گرم گرم کاک نکل آتے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ مسعود شکر گنج سلطان العارفین۔ برہان المحققین۔ پیشوائے اصحاب دین۔ مقتدائے ارباب یقین۔ قطب الاقطاب۔ فرد الاحباب۔ شیخ شیوخ العالم۔ فرید الحق والشرع والدین۔ ملجاء الفقراء والمساکین حضرت خواجہ مسعود شکر گنج بن سلیمان رضی اللہ عنہما

آپ کا وصال بروز سہ شنبہ ۵ محرم ۶۶۴ھ کو ہوا۔ بعض نے ۶۶۸ھ اور بعض نے ۶۶۹ھ لکھا ہے۔

افضل الفوائد میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ حوض شمسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہوا سرد تھی ہمراہی دوستوں نے کہا کہ اس وقت کا کھانے گرم ہوتے تو کیا اچھا ہوتا۔ آپ نے تالاب میں ہاتھ ڈال کر گرم کاک نکالے اور دوستوں کے آگے رکھ دیئے۔

آپ کو سماع سے بیحد دلچسپی تھی۔ ایک روز قوالوں نے یہ شعر پڑھا:۔

سر در حبیت کہ چندیں فسونِ عشق در وست
سرود محرم عشق است وعشق محرمِ او

اس شعر پر آپ شبانہ روز سات دن تک بے ہوش رہے۔ صرف نماز کے وقت ہوش آتا۔ نماز ادا کرتے اور پھر بے ہوش ہوجاتے۔ آپ کے انتقال کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری کے ہاں محفلِ سماع گرم تھی۔ قوال یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

عاشقِ روبیت کجا بیند بکس   بستۂ مویت کجا یابد خلاص

اس شعر پر آپ کی حالت متغیر ہوئی قوالوں کو اپنے آگے طلب کیا۔ اسی اثنا میں صلاح الدین ونصیر الدین نے احمد جام کا یہ شعر پڑھا:۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را   ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

یہ شعر سنتے ہی آپ کی ایسی حالت ہوئی کہ ایک جست میں دس گز اوپر اچھلتے اور پھر زمین پر آجاتے۔ پہلے مصرع پر بے دم ہوجاتے اور دوسرے مصرعہ پر زندہ ہوجاتے

Marfat.com

سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

قطبِ عالم نظام ملت و دیں | کآفتابِ کمال شد رخِ او
از جنید و ز شبلی و معروف | یادگار است ذاتِ فرخِ او

حضرت سلطان المشائخ محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ محمد بن احمد بن علی البخاری رضی اللہ

تین روز یہی حالت رہی اور اسی عالم میں جان جاں آفریں کے سپرد کی۔ مشغولی پیرانِ چشت کے دو رکن ہیں۔ ایک رکن نماز، دوسرا سماع۔ نماز میں ہوش باخود اور سماع میں بیخود

؎ آپ کا سلسلۂ نسب فرخ شاہ بادشاہِ کابل سے ملتا ہے۔ اور بچند واسطہ درمیانی حضرت سلطان ابراہیم ادھم اور وہاں سے فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطاب سے جاکر ملتا ہے۔ آپ کے والد سلطان محمود غزنوی کے خواہر زادہ تھے۔ جو سلطان شہاب الدین غوری کے عہد میں کابل سے لاہور آئے۔ کچھ دن قصور میں سکونت اختیار کی اور آخر عمر میں قصبہ اجودہن میں جس کا نام اب پاکپٹن ہے اقامت گزین ہوئے۔ مولانا وجیہہ الدین خجندی کی دختر سے شادی کی۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے بھی فیض پہنچایا۔ مرشد نے اپنی وفات سے قبل نصیحت کی تھی کہ میرا خرقہ، نعلین چوبی اور عصا فریدالدین مسعود کو دیدینا۔ چنانچہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے اس وصیت پر عمل کیا اور اس طرح آپ اپنے مرشد کے سجادہ نشین اور قائم مقام ہوئے۔

گنج شکر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ نے مرشد کے حکم کی تعمیل میں روزہ طے رکھا تھا۔ تین روز بعد ایک شخص افطار کے لئے کچھ کھانا لایا۔ جو کھانے کے بعد ہضم نہ ہوا۔ مرشد نے فرمایا کہ یہ کھانا شاید شراب فروش کے گھر کا تھا۔ اب کے جو چیز غیب سے پہنچے اس سے روزہ کھولنا۔ چنانچہ تین روز آپ اسی انتظار میں رہے لیکن غیب سے کچھ نہ آیا۔ یہاں تک کہ چھ روز گذر گئے۔ آخر بھوک کی شدت سے مجبور ہو کر چند سنگریزے اٹھا کر منہ میں رکھ لئے۔ جو شکر ثابت ہوئے۔ آپ نے اسے کارِ شیطانی سمجھ کر شکر ریزوں کو تھوک دیا۔ رات کو پھر

Marfat.com

عنہ کے جد بزرگوار خواجہ دانیال بخاری اور جد مادری عرب بخاری تھے۔ دونوں سلسلوں کے بزرگ بخارا سے غزنین پہنچے اور غزنین سے لاہور آئے۔ بعد میں ہر دو صاحبان شہر بدایوں میں اقامت گزین ہوئے۔

آپ نے چند سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالے تو وہ بھی شکر بن گئے۔ اس کے بعد آپ کو یقین ہو گیا کہ یہی غیبی کھانا تھا جس کا اشارہ مرشد نے کیا تھا۔ مرشد کا فرمان تھا کہ "جو غیب ہے وہ بے عیب ہے۔" بہرحال اس کے بعد آپ شکر بار یا شکر گنج کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ اس سلسلے میں اور بھی کئی روایات ہیں۔ منجملہ ان کے ایک روایت یہ ہے کہ آپ کو بچپن میں شکر سے بہت رغبت تھی۔ والدۂ محترمہ ہر روز تھوڑی سی شکر رات کے وقت آپ کے تکیہ کے نیچے رکھ دیتی تھیں جسے آپ صبح ہوتے ہی کھا لیا کرتے تھے۔ ایک دن والدہ ماجدہ شکر رکھنی بھول گئیں لیکن آپ نے صبح کے وقت معمول سے بھی زیادہ شکر موجود پائی اور خوب کھائی۔ والدہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے دعا کی الٰہی اس کو شکر گنج کر دے۔

شہ آپکے بزرگ بخارا کے نجیب الطرفین سادات حسینی تھے۔ سیر الاولیاء میں ایک بزرگ نعمت اللہ نوری نے آپ کا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے ——— سلطان المشائخ۔ نظام الحق والشرع والدین سید محمد نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز بن سید خواجہ احمد و جد حضرت سید خواجہ علی الحسینی البخاری بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سید میر علی۔

اور آپ کے نانا سید عرب کا نسب نامہ اس طرح ہے ——— سید عرب بن سید محمد بن سید حسن بن سید میر علی بن میر احمد بن میر ابی عبداللہ بن میر علی اصغر بن سید جعفر بن سید علی الامام بن سید علی الہادی التقی بن الامام سید محمد الجواد بن الامام سلطان الشہداء حضرت امام علی موسیٰ الرضا بن الامام حضرت موسیٰ الکاظم الغیظ بن الامام الہمام حضرت امام جعفر صادق بن الامام حضرت محمد باقر بن الامام زین العابدین الخ۔

آپ کے دادا سید علی بخاری اور نانا خواجہ سید عرب بخاری ہم جد تھے۔ اور ایک ساتھ ہندوستان آئے تھے۔ خواجہ عرب نے اپنی دختر حضرت بی بی زلیخا کا نکاح خواجہ احمد

Marfat.com

حضرت خواجہ احمد کو ۶۳۶ھ میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ المعروف کلاں بن خواجہ محمد الباقی نے رسالہ انساب میں حضرت سلطان المشائخ کو قریشی نسب لکھا ہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جو اکابر قریش میں سے ہیں آپ کا سلسلۂ نسب ملایا ہے۔ بعض مشائخ آپ کو سید بتاتے ہیں۔ بہرکیف حضرت سلطان المشائخ

بن خواجہ علی کے ساتھ کر دیا تھا جن کے بطن سے حضرت محبوب الٰہی پیدا ہوئے

کہتے ہیں کہ آپ تعلیم سے فارغ ہو کر حضرت گنج شکر کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ　　　سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

کسی نے حضرت شکر گنج سے یہ شعر پڑھنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے خانوادے میں مشائخ کرام مدت سے ایک محبوبِ الٰہی کی بشارت دیتے آئے ہیں۔ مجھے اس شخص میں شانِ محبوبیت کا جلوہ نظر آیا ہے۔ اس بشارت کے سلسلہ میں یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھم کسی ریگستان میں مراقبہ کر رہے تھے کہ اتفاقاً آندھی آئی جس سے آپ ریت میں دب گئے۔ آپ کو حالتِ مراقبہ میں کچھ پتہ نہ چلا اور اسی طرح ریت میں دبے رہے۔ وہاں سے ایک سوار کا گذر ہوا۔ اس نے گھوڑے سے اُتر کر اپنا نیزہ زمین گاڑا اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ فراغت کے بعد جب اس نے نیزہ زمین سے نکالا تو وہ خون آلود تھا۔ متعجب ہو کر اس نے وہاں سے ریت ہٹائی تو حضرت ابراہیم ادھم کو اس جگہ بیٹھا پایا۔ نیزہ آپ کی ران میں گڑ گیا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس نے حضرت کو ہوشیار کر کے اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ آپ نے اس کے باطن پر نظر کی تو اُسے مقہورِ الٰہی پایا۔ آپ نے اس کے حق میں دعا کی۔ لیکن دعا قبول نہ ہوئی بلکہ حکمِ الٰہی ہوا کہ تیرے سلسلہ میں ایک محبوب ہوگا جس کی دعا سے اس کی روح عذاب سے نجات پائے گی حضرت ابراہیم نے اس حکم کو یاد رکھا۔ یہ خوشخبری سلسلہ بسلسلہ چلی آتی تھی کہ حضرت محبوب الٰہی کا ظہور ہوا۔ چنانچہ حضرت شکر گنج نے یہ قصہ سنا کر حضرت محبوب الٰہی سے اس شخص کے لئے دعا

Marfat.com

کی ذات شریف سید الاولین والآخرین ہے۔ اس موقع پر حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کے استاد حضرت شیخ برہان الدین برہانپوری کے ملفوظات سے یہ نکتہ یہاں درج کیا جاتا ہے کہ مرید کو پیر کے حسب نسب پر نظر کئے بغیر اعتقاد رکھنا چاہئیے۔ اعتقاد میں حسب نسب کو شریک کرنا اعتقاد پیر کے منافی ہے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے کفار قریش اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین عہد نامہ لکھا تو آنحضرت کے اسم مبارک کے ساتھ محمد رسول اللہ لکھا۔ عمر بن سہل نے کہا محمد بن عبداللہ لکھو۔ جناب مرتضوی نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ کو نہیں جانتا۔ میں تو محمد رسول اللہ کو جانتا ہوں۔ غرض آپ نے محمد بن عبداللہ نہ لکھا ——

حضرت سلطان المشائخ کا وصال ۱۸ ربیع الآخر بروز چہارشنبہ بعد طلوع آفتاب ۷۲۵ھ کو ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۹ سال تھی۔

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ [۱۹]

شیخ المشائخ طریقت۔ بادشاہِ عالم حقیقت۔ ظاہر و باطن باصفا۔ کانِ محبت و وفا حضرت خواجہ نصیر الملتہ والدین محمود اودھی رضی اللہ عنہ علم و عقل و عشق میں آپ کا خاص مقام تھا۔ مکارم اخلاق میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ درم و دینار سے بے نیاز تھے۔ آپ کے پسندیدہ اوصاف کی وجہ سے علماء و مشائخ آپ کے گرویدہ تھے۔

کرائی۔ آپ اپنے مرشد کے حکم سے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بستی غیاث پور میں سکونت اختیار کی۔

۱۹ آپ شیخ فاروقی تھے۔ بقول صاحب سیر العارفین آپ کے دادا شیخ عبداللطیف خراسان سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے۔ پھر آپ کے والد شیخ یحییٰ لاہور سے ترک سکونت کر کے اودھ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ یہیں حضرت چراغ دہلوی پیدا ہوئے۔ ۹ سال کے تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ بیس سال کی عمر میں جملہ علوم حاصل کر لئے۔ ۴۳ سال کی عمر میں دہلی آکر حضرت محبوب الٰہی کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت حاصل کی۔

Marfat.com

آپ کے والد بزرگوار کا نام شیخ یحییٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کا لقب چراغ دہلوی ہے۔ حضرت مظہر جمال (حضرت حافظ جمال ملتانی)* چراغ دہلوی کے لقب کی وجہ یہ بیان فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب اپنے پیر و مرشد (حضرت محبوب الٰہی) کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں مخلوق کا اتنا اژدھام تھا کہ آپ کو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ آؤ میرے سامنے آکر بیٹھو۔ حضرت چراغ دہلوی نے فرمایا مسلمان بھائیوں کی طرف پشت ہوگی۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا۔ تمہاری پشت کسی کی طرف نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس کے باوجود کہ آپ محفل کے درمیان بیٹھے تھے حضرت سلطان المشائخ کے تصرف سے آپ کی پشت کسی کی طرف نہ ہوئی۔ اس روز سے آپ کا لقب چراغ دہلوی ہوگیا۔ بعض صاحبان نے اور وجوہات بھی لکھی ہیں۔ آپ کا وصال ۱۸ ماہ رمضان المبارک کو چاشت کے وقت ۷۵۷ھ میں ہوا۔

---

* "چراغ دہلوی" کی وجہ تسمیہ مولانا جمالی نے سیر العارفین میں یہ لکھی ہے کہ جب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بیت اللہ شریف گئے اور امام یافعی سے ملے تو اثناء گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ پہلے دہلی میں بہت بزرگ تھے۔ لیکن اس وقت دہلی کے چراغ محمود نصیر الدین ہیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ نے خانقاہ محبوب الٰہی کے لئے تیل بند کر دیا تھا۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود نے حضرت شیخ المشائخ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو باؤلی کھودی جا رہی ہے اس میں پانی نکلا ہے یا نہیں۔ آپ نے (شیخ نصیر الدین محمود) عرض کیا کہ حضور پانی نکل آیا ہے۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا بس وہی پانی چراغوں میں بھر کر جلاؤ۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور تمام چراغ پانی سے روشن ہو گئے اس روز سے آپ چراغ دہلی مشہور ہو گئے۔

Marfat.com

ضروری وضاحت

واضح ہو کہ لفظ شمس العارفین جو اس کتاب میں حضرت مولوی صاحب فخر الدین والآخرین شیخ فخر الدین محمد رضی اللہ عنہ کی زبانی درج ہوا ہے اس سے مراد حضرت چراغ دہلوی ہیں۔

لفظ شکر بار سے مراد حضرت خواجہ مسعود اجودھنی ہیں۔

خواجہ بزرگ و غریب نواز سے مراد حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ہیں۔

سلطان المشائخ سے مراد حضرت خواجہ نظام الدین محمد بدایونی ہیں۔

غریب پرور۔ مظہر قاضی الحاجات۔ سلطان المشائخ ثانی اور سلطان الاولیاءؒ کے الفاظ میں نے اپنے مرشد حضرت شیخ محمد عاقل رضی اللہ عنہ کے لئے استعمال کئے ہیں۔

مظہر جمال الٰہی سے مراد قبلۂ عارفین۔ سند الکاملین حافظ محمد جمال ملتانی ہیں۔

باب اوّل چودہ وصلوں پر مشتمل ہے اور اس میں چودہ مشائخ رضوان اللہ علیہم کا ذکر ہے۔

وصل اوّل مجمع فیوض سبحانی و منبع علم روحانی۔ درِّ دریائے معرفت۔ گوہر کانِ حقیقت۔ حاجی الحرمین الشریفین حضرت خواجہ شیخ کمال الحق والدین علامہ رضی اللہ عنہ کے ذکر میں ہے۔ جنہوں ظاہری و باطنی فیوض حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ سے حاصل کئے۔

Marfat.com

وصل اوّل

حضرت خواجہ علّامہ شیخ کمال الدینؒ

حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ حسن محمد کی تصنیف مجالسِ حسنیہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ کمال الدین نے حضرت شیخ نصیر الحق والدین کے علاوہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین بدایونی سے بھی خلافت حاصل کی تھی۔ حضرت چراغ دہلوی آپ کی بیحد تعظیم کرتے تھے۔ سید السادات بندہ نواز سید محمد گیسو دراز نے اپنی تالیف میں آپ کے بہت سے مناقب بیان کئے ہیں۔ ابوظفر سلطان فیروز شاہ اور امراء و وزراء نے آپ کے ساتھ رشتۂ عقیدت قائم کر رکھا تھا۔

مجالس حسنیہ میں درج ہے کہ حضرت شیخ کمال الدین کو جب خانۂ کعبہ اور روضۂ اطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہوا تو آپ حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ارادے کا اظہار کیا حضرت شیخ نظام الدین نے اپنی پوشاک آپ کو پہنائی اور خلافت عطا کر کے وداع کیا۔ حضرت کے فیض سے آپ نے سات حج کئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وہاں سے آپ خراسان گئے۔ مختلف ممالک کے سلاطین نے شرف قدمبوسی حاصل کیا اور بیش بہا تحائف آپ کی نذر کئے۔ جب آپ واپس دہلی تشریف لائے تو سونے اور چاندی کے تحائف سے لدے پھندے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ نصیر الدین نے جب مال و اسباب سے بھرے ہوئے اونٹ دیکھے تو فرمایا۔ شیخ کمال الدین یہ دنیا کہاں سے لے آئے۔ شیخ کمال الدین نے کہا میں نے راستے میں سنا تھا کہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین رحلت فرما چکے ہیں اور حضرت شیخ نصیر الدین سجادے پر بیٹھے ہیں۔ اگر میں خالی ہاتھ آیا تو لوگ کیا کہیں گے۔ لہذا یہ مال و اسباب اپنے ساتھ لیتا آیا ہوں تاکہ انہیں علماء و صلحا پر خرچ کیا

ؔ آپ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے حقیقی بھانجے تھے

Marfat.com

جا سکے اور میں تجرد کی زندگی گذار سکوں۔ چنانچہ مال و اسباب کا استعمال اسی طرح کیا گیا۔ آپ سکہ زر پر سیاہی مل کر اور گرہ باندھ کر دیتے اور کہتے یہ سیاہی قبول کرو۔ کچھ دن بعد تاتار خان نے آپ کے لئے ہم تنکہ روزینہ بطور وظیفہ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ شیخ کمال الدین یہ حکم لے کر حضرت شیخ نصیر الدین کی خدمت میں گئے اور کہا کہ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ شیخ نے فرمایا چونکہ یہ وظیفہ بغیر طلب و ارادہ کے ملا ہے اس لئے بمنزلہ فتوح کے ہے اور اس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ شیخ نظام الدین اور شیخ نصیر الدین کی برکت سے شیخ کمال الدین جملہ زہاد و عباد کے مقتداء ٹھہرے۔

مجالس حسینیہ میں درج ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رضی اللہ عنہ نے شرح مشارق حضرت کمال الدین علامہ سے سبقاً پڑھی تھی حضرت شیخ نصیر الدین نے مخدوم جہانیاں کو اپنی خانقاہ میں ایک حجرہ علیحدہ دے رکھا تھا جس میں آپ رہائش رکھتے تھے۔ شیخ کمال الدین علامہ جب آپ کو شرح مشارق الانوار پڑھاتے تھے تو مولانا شمس الدین اور مولانا جلال الدین بھی آپ کے شریکِ درس ہوتے تھے۔

یہ روایت بھی منقول ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ نصیر الحق والدین نے جو منشورِ خلافت آپ کو عطا کیا تھا وہ شیخ کمال الدین نے تحریر فرمایا تھا اور اس پر اپنے دستخط ثبت کئے تھے۔

مجالس حسنیہ میں درج ہے کہ حضرت شیخ کمال الدین جمیع علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ مولانا احمد تھانیسری۔ مولانا عالم پانی پتی۔ تاتار خاں اور مولانا سنگریزہ ملتانی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ایک روز حضرت شیخ کمال الدین علامہ جامع مسجد کی طرف پالکی میں بیٹھے ہوئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک جوان سے ملاقات ہوئی۔ حضرت علامہ نے اس سے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو اس نے کہا کہ شہر ملتان سے۔ حضرت علامہ نے مزید استفسار کیا کہ کس خاندان سے ہو۔ اس نے کہا کہ سنگریزہ کے فرزندوں میں سے ہوں۔ حضرت علامہ نے اس کے والد کا نام دریافت کیا۔ اس نے اپنے والد کا نام بتایا اور کہا کہ طلب علم کی خاطر آیا ہوں۔ شیخ نے فرمایا بزرگ زادہ ہو۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد شیخ اسے اپنے گھر لے

Marfat.com

آئے اور شیخ سراج الدین کی والدہ (اپنی اہلیہ محترمہ) سے کہا کہ ایک بزرگ زادہ آیا ہے۔ اسے اپنا بیٹا بنا لو۔ اس کے لباس و خوراک کا انتظام تم کرو اور تعلیم میرے ذمہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو بالکل ماں جیسی شفقت دی۔ حضرت شیخ نے بھی اس کی تعلیم پر پوری توجہ صرف کی۔ یہاں تک کہ وہ مقتدار و علماء عصر میں شمار ہوا۔

قطب الاقطاب حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے انتقال کا وقت آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ حضرت سلطان المشائخ کا جو خرقہ خواجگان چشتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی یادگار ہے قبر میں میرے سینے پر، حضرت کا عصا میرے برابر۔ تسبیح شیخ میری انگشت شہادت میں۔ کاسۂ چوبی میرے سر کے نیچے اور نعلین میری بغل میں رکھ دینا۔ یعنی جملہ تبرکات خواجگان آپ کے ساتھ لحد میں دفن کر دیئے جائیں۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد اس وصیت پر عمل کیا گیا۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن صابری بن عبدالرسول بن قاسم عباس علوی مراۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ فقیر دوسری مرتبہ ۱۰۷۵ھ میں حضرت دہلوی قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر ہوا۔ پنجشنبہ کا تمام دن اور جمعہ کی رات حضرت کے آستانہ مبارک پر گذاری۔ اس دوران قسم قسم کے روحانی فیوض حاصل ہوئے۔ میں نے آپ کی روح سے استمداد کیا اور عرض کیا کہ حضرت والا کے اکثر خلفاء و مریدین صاحب مقامات و کرامات ہیں۔ پھر حضرت سلطان المشائخ کا خرقہ ان میں سے کسی ایک کو مرحمت کیوں نہیں فرمایا گیا۔ آپ نے کہا کہ بیشک بعض مرید صاحب کراماتِ عالی ہیں۔ لیکن ہو سکتا تھا کہ اس وقت دل میں کسی قسم کا تعصب پیدا ہوتا اور تقاضائے دیانت پورا نہ ہوتا۔ اس لئے خرقۂ پیر دستگیر کو اپنے ساتھ ہی دفن کرنا مناسب خیال کیا۔ البتہ اپنا خرقہ بعض مریدوں کو دیدیا تاکہ پیرانِ چشت کا سلسلہ جاری رہے۔ اور مرید تعصب کو دل سے نکال کر توحید مطلق کے مرتبہ پر پہنچیں۔

خاکپائے درویشاں یعنی کاتب الحروف کے نزدیک حاصلِ کلام یہ ہے کہ اگر حضرت چراغ دہلوی اپنے کسی ایک مرید کو خرقۂ خواجگان عطا فرما دیتے تو نہ صرف کسی ایک کو بلکہ ہر کسی کو یہ خیال ہوتا کہ خرقہ اسے کیوں نہ ملا۔ حضرت چراغ دہلوی کا مقصد یہ تھا کہ بعض مرید جنہوں نے انتہائی جد و جہد کی اور وہ ابھی توحید مطلق کے مقام پر نہیں پہنچے ہیں وہ اپنی سعی و کوشش جاری رکھیں

Marfat.com

جاری رکھیں اور درجۂ کمال کو پہنچیں۔ حضرت شیخ کمال الدین اگرچہ ہر طرح کامل و اکمل تھے۔ لیکن حضرت سلطان المشائخ کا خرقہ انہیں بھی اس لئے نہیں دیا گیا کہ جنہوں نے جدوجہد میں عمریں صرف کر دی ہیں اور وہ ابھی کمال توحید کے مقام پر نہیں پہنچ سکے ہیں کہیں تعصب میں مبتلا ہو کر اپنی ہلاکت کا موجب نہ بنیں۔ کیونکہ کامل لوگوں کے خلاف تعصب خذلان و نقصان کا باعث ہوتا ہے۔

ہر کہ زدل دامنِ پیراں گرفت　　　گنج بقا زیں رہ ویراں گرفت

ترجمہ:۔ جس نے دل سے پیروں کا دامن پکڑا وہ اس دنیائے فانی سے بقا کا خزانہ لے گیا۔

حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

نماند بعصیاں کسے در گرو　　　کہ دارد چنیں سیدِ پیشرو

ترجمہ:۔ جو شخص کسی کامل بزرگ سے وابستہ ہوتا ہے وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے

اور مولوی جامیؒ کا ارشاد ہے

ازاں نورے کہ از تو بر دلم تافت　　　یقیں دانم کہ آخر خواہمت یافت

ترجمہ:۔ اے دوست ترا وہ نور جس نے میرا دل چمکایا ہے یقیناً اس کی بدولت میں تجھے پاکر رہوں گا۔

چنانچہ یہ اسی تدبیر کا نتیجہ ہے کہ حضرت شیخ نصیر الدین کے مرید توحید مطلق کا مرتبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور بعض تو قطب اور قطب الاقطاب کے مقام پر پہنچے۔

حضرت مولانا فخر الدین محب النبیؒ نے بھی آخری عمر میں باوجودیکہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ جیسے خلفاء موجود تھے اپنے تمام مریدوں کو بیعت کی اجازت دیدی تھی تاکہ کسی کو کسی سے تعصب نہ ہو۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت شیخ کمال الدین کو حضرت سلطان المشائخ سے بھی خرقہ خلافت ملا تھا۔ چنانچہ آپ کے پاس دونوں خرقے جمع ہو گئے تھے۔ بعض کم فہم جنہوں نے مخصوص خرقہ کے متعلق سُنا ہے یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت چراغ دہلوی کا خرقہ خلافت جاری و مسلسل نہیں رہا ایسے لوگ کم عقلی کا ثبوت دیتے ہیں اور اپنے لئے ادبار کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

حضرت غریب پرور مظہر ذات قاضی الحاجات فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی تک ہمارے خاندان چشت کے پیروں کا لقب خواجہ ہے اور مشہور ہے کہ

Marfat.com

خواجگان بائیس ہیں[1]۔ جناب رسالت پناہ سے حضرت چراغ دہلوی تک اکیس خواجہ ہوتے ہیں اور ایک جبرئیل علیہ السلام ہیں جن کے ساتھ مل کر خواجگان کی تعداد بائیس ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد شیخ المشائخ کا لقب آیا ہے۔ میں نے حضرت غریب پرور سے عرض کیا کہ شاید وہ خرقہ علامتِ خواجگی پر دلالت کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح ہے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا کہ حضرت شیخ خواجہ نور محمد مہاروی بھی تو لفظ خواجہ کے ساتھ مشہور ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے معنیٰ بھی وہی ہیں جو مشہور ہیں اور آپ کے ساتھ بھی اس لقب کی تخصیص اس وجہ سے ہے جو پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ اگر خواجگانِ سابقہ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی شخص کسی دوسرے بزرگ کے نام کے ساتھ خواجہ نہیں لکھتا تو نہ لکھے لیکن اگر کوئی لکھتا ہے تو ہم اسے منع نہیں کرتے۔

مجالسِ حسنیہ میں حضرت شیخ حسن کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین کے تین فرزند اور ایک دختر تھی۔ بڑے بیٹے شیخ نظام الدین بڑے عالم و فاضل تھے۔ ایک روز آپ کی مجلس میں انہوں نے بڑی عالمانہ بحث کی جس پر آپ نے فرمایا بیٹے جوان تو ہو لو۔ اسی وقت آپ بخار میں مبتلا ہوئے۔ گھر میں گئے اور فوت ہو گئے۔ آپ کے دوسرے بیٹے شیخ نصیر الدین تھے جو صاحبِ علم و دانش ہوئے۔ ان کے ایک بیٹے شیخ میران نامی تھے جنہوں نے سید محمد گیسو دراز سے خلافت حاصل کی تھی۔ ان کی اولاد شہر گلبرگہ میں رہائش پذیر ہوئی۔ ان کا مزار گلبرگہ میں حوض کہورہ کے اوپر ہے۔ حضرت شیخ کمال الدین کے تیسرے بیٹے شیخ المشائخ سراج الدین تھے۔ ان کا ذکر فصل دوم میں آئے گا۔ آپ کی دختر شیخ برہان الدین کے بیٹے سے منسوب تھیں۔ ان سے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔

مجالس حسنیہ میں حضرت شیخ کمال الدین کی تاریخ وفات ۲۷ ذیقعدہ ۷۵۶ھ درج ہے

---

[1] دہلی کو بائیس خواجہ کی چوکھٹ کہتے ہیں۔ ممکن ہے یہ اشارہ اس طرف ہو۔ مراۃ الاسرار کے مطابق خواجہ معین الدین چشتی سے خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی تک ہندوستان میں پانچ خواجہ ہوئے جن سے سلسلہ چشتیہ چلا ہے۔

Marfat.com

آپ کا مزار حضرت چراغ دہلوی کے مزار کے جوار میں ہے۔ یہیں حضرت چراغ دہلوی کے خواہر زادہ حضرت زین الدین کا مزار بھی ہے۔

حضرت علامہ کے دینی بھائیوں کا ذکر

معدنِ عشق وجذباتِ الٰہی، مخزن غلباتِ شوق اسرار نامتناہی
مست الست نغماتِ بے ساز شکستہ پرور۔ بندہ نواز حضرت
گیسو دراز[1] بن سید یوسف الحسینی دہلوی رضی اللہ عنہ

مجالس حسنہ کے مطابق حضرت چراغ دہلوی کی رحلت کے بعد حضرت سید محمد گیسو دراز مرشد کے سجادۂ ارشاد پر بیٹھے اور خلقِ خدا کی ہدایت میں مصروف ہوئے۔ آپ اپنا زانو دوسرے کے زانو سے نہیں ملاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مجھ میں اتنی طاقت کہاں کہ اپنا زانو دوسرے کے زانو کے ساتھ ملاؤں۔

مراۃ الاسرار میں درج ہے کہ حضرت سید محمد گیسو دراز جامع علم وولایت۔ وسیع المشرب بلند مرتبہ۔ قوی الاحوال۔ بلند ہمت اور کلامِ عالی کے مالک تھے۔ مشائخ چشت میں آپ کا مشرب خاص اور اسرار حقیقت کے بیان میں مخصوص طریقہ تھا۔ غلبۂ شوق میں اکثر اسرار ظاہر ہو جاتے تھے۔ جو آپ کی تصانیف میں بھی نمایاں ہیں۔ صاحب اخبار الاخیار لکھتے ہیں کہ آپ کو گیسو دراز اس لئے کہتے ہیں کہ ایک روز آپ نے حضرت خواجہ نصیر الدین کی پالکی دیگر پیر بھائیوں کے ہمراہ اپنے کندھوں پر اٹھائی ہوئی تھی کہ آپ کے گیسو جو لمبے تھے پالکی کے ڈنڈے کے نیچے دب گئے لیکن آپ نے بپاس ادب اور عشق ومحبت میں کمال استغراق کے سبب گیسوؤں کو

---

[1] آپ کا شجرۂ نسب اٹھارہ واسطوں سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آبا علاء الدین مسعود شاہ کے عہد میں عرب سے ہندوستان آئے اور دہلی میں متمکن ہوئے۔ آپ کے والد سلطان غیاث الدین تغلق کے امرا میں شامل تھے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۴ رجب ۷۲۰ھ ہے۔ ۱۶ سال کی عمر میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی

Marfat.com

پالکی کے ڈنڈے سے نہ نکالا اور اسی حالت میں طویل مسافت طے کی۔ پیرومرشد کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ کی خوش عقیدگی پر آفرین کہی اور شعر پڑھا۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد ‌ ‌ ‌ ‌ واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سید محمد گیسو دراز عالی نسب سادات میں سے تھے۔ ہندوستان میں گیسو دراز کا لقب آپ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

لفظ گیسو دراز کی وجہ تسمیہ کی تائید میں حضرت غریب پرور (قاضی محمد عاقل) کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ایک روز امیرالامراء رکن الدولہ نصرت جنگ بہادر مدظلہٗ العالی (نواب صادق محمد خاں) نے حضرت غریب پرور سلطان المشائخ ثانی کی پالکی کہاروں کے ساتھ اٹھائی اور کچھ دور تک گئے۔ غریب پرور نے گھر پہنچ کر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کو سفر میں شدید تکلف پیش آئی تو یہ فقیر اور دوسرے دوست ایک منزل تک حضور کی پالکی اٹھا کر چلے۔ اس روز حضرت قبلۂ عالم نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز نے بھی اپنے شیخ کی پالکی اٹھائی تھی اور ان کے گیسو پالکی میں لٹک گئے تھے جس سے مرشد نے آپ کو گیسو دراز کے لقب سے یاد فرمایا تھا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ سلاطینِ زماں تمہاری پالکی اٹھائیں۔ حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ حضرت شیخ قبلۂ عالم خواجہ نور الحق والدین نور محمد مہارویؒ نے میرے حق میں بھی ایسی ہی دعا فرمائی تھی جس کا اثر آج ظاہر ہوا ہے۔

حضرت سید محمد گیسو دراز کے ملفوظات آپ کے مرید محمد نے جوامع الکلم کے نام سے مرتب کئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک روز شیخ منور نفضل اللہ بقیہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ نے حضرت سید محمد گیسو دراز سے کہا کہ اکثر لوگوں نے تم کو حضرت شیخ کے روضہ پر

سے شرف بیعت حاصل کیا۔ سید شرف الدین کیتھلی۔ مولانا تاج الدین اور قاضی عبدالمقتدر سے تحصیل علومِ ظاہری کی۔

Marfat.com

ٹکڑے ٹکڑے ہوتا دیکھا ہے۔ یہ کیا راز ہے۔ آپ نے کہا سبحان اللہ مجھے کس نے اس حالت میں دیکھا ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں یہ پوچھتے کہ کتبِ سلوک میں اس کے متعلق کیا درج ہے تو میں علی الاطلاق بتا سکتا ہوں علی الیقین نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا علی الاطلاق ہی فرما دیجئے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تجلیٔ ذات کے اثر سے سالک کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور انہیں آگ لگ جاتی ہے۔ لیکن یہ آگ جلاتی نہیں بلکہ اس کی ایک چنگاری سے آگ کے ہزاروں شعلے بھڑک اٹھتے ہیں اور سالک کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا تو کیا اس کے لاکھوں ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس آگ میں ایسے ایسے مشاہدات ہوتے ہیں کہ ان کا سوائے مردِ متاثر کے کوئی اور شعور نہیں کر سکتا۔ اس حالت میں اسے ایک نہایت لطیف و جمیل صورت نظر آتی ہے جو اس کے تمام اجزا کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ہر ٹکڑا اس کی طرف دوڑتا ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ اپنی قدرت سے سالک کو پہلے سے زیادہ کامل، لطیف اور پاک بنا دیتا ہے۔

آپ کا قول ہے کہ اگر ایک ساعتِ لطیف میں دل بحق تعالیٰ حاضر ہو تو وہ بہشت ہے۔ بلکہ اس ساعت پر ہزار بہشتیں قربان ہیں۔

بفراغ دل زمانے نظرے بخوب روئی ۔۔۔ بہ ازانکہ چترِ شاہی ہمہ عمر ہاؤ ہوئے

آپ فرماتے ہیں۔ ہر چیز کے لئے کچھ نہ کچھ آفت ہے۔ عاشق کے لئے دو آفتیں ہیں۔ ایک آفت ابتدائی اور دوسری آفت انتہائی۔ ابتدائی آفت یہ ہے کہ اس پر دردِ عشق و غم اور طلب معشوق چھا جائے اور اس طرح اسے اپنی گرفت میں لے لے کہ ایک مدت تک اس سے چھٹکارہ نہ ہو۔ اور وصل محبوب کی کوئی راہ اس پر نہ کھلے اور وہ یہ سمجھے کہ سوائے درد و غم کے اور کچھ نہیں۔ یہاں تک کہ درد و غم اس کی طبیعت میں رچ بس جائے۔ ذوقِ درد و فرقت جاتا رہے۔ لذتِ وصال سے بیگانہ ہو جائے۔ جذبات سرد پڑ جائیں۔ عاقبت حرمان و خسران ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔

انتہائی آفت یہ ہے کہ جب عاشق کو وصالِ معشوق ہو جائے۔ اور وہ لذتِ وصال میں مشغول ہو جائے۔ فراق و درد کا غم دور ہو جائے اور کچھ مدت بعد وصال اس کی طبیعت اور عادت بن جائے اور ذوقِ وصال رخصت ہو جائے۔

Marfat.com

ان دونوں حالتوں سے مراد اپنا ذوق و مستی ہے محبوب کی خوشی نہیں ہے۔ اس لئے وصال بے ذوق اور فراق بے لذتِ الم ہوتا ہے جو کسی کام نہیں آتا اور آخر سرد و جذبے سرد پڑ جاتے ہیں۔ عشق ختم ہو جاتا ہے۔ ذوقِ جمالِ محبوب باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ وصال ہوتا ہے مگر محبت ذوق نہیں ہوتی جس سے راحت کا سامان ہوتا ہے اور اس طرح وصال کا مزہ بے کار ہو جاتا ہے۔ صحیح عشق وہ ہے کہ عاشق ابتدائی حالت میں فراق و ذوقِ الم اور سوزِ ہجراں کی لذت میں مشغول ہو اور دورِ انتہا میں ہر چند کہ اس کو وصال زیادہ ہو، ذوق فزوں تر ہو۔ طلب مزید ہو اور درد بالائے درد کی کیفیت ہو اور اس میں ذوق پیدا ہو۔ ایسے عاشق کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس کی عاقبت بخیر ہوئی۔ عشق سے برخوردار ہوا اور اس نے مکمل حظ حاصل کیا۔ اگرچہ عارف کو اس سے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ لیکن ذوق اسی کا نام ہے آپ کی تصانیف میں سے ایک کتاب الاسماء ہے جس میں حقائق و معارف کا بیان ہے، شیخ محمد نے اس کے دو ملفوظ کی شرح لکھی ہے۔ منجملہ آپ کی تقریباً ۴۲ تصانیف ہیں۔

حضرت سید محمد گیسو دراز کے کمالات و خوارق ہشیار ہیں۔ ابتداء میں آپ دہلی تشریف لائے۔ بعد میں دکن چلے گئے اور وہاں شہر گلبرگہ میں سکونت اختیار کی جہاں آپ کو اس درجہ قبولیت حاصل ہوئی کہ وہاں کے سلاطین۔ ان کی بیٹیاں اور اولاد آپ سے نسبت پر فخر کرتی تھی۔ صاحب لطائف اشرفی کے مطابق آپ کی ولادت ۴ رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں ہوئی اور ۱۰۵ سال کی عمر میں ۱۶ ذیقعد ۸۲۵ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک شہر گلبرگہ میں مرجع خلائق ہے

مستِ بادۂ بے خمار۔ فارغ از گفتگوئے اغیار
موصوف باوصاف مزکی میر سید محمد بن سید محمد جعفر مکی رح

آپ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی متعدد تصانیف

---

۱ آپ کے آبا شرفائے مکہ میں سے تھے جو بعد میں دہلی آئے اور پھر سرہند میں سکونت پذیر ہو گئے

Marfat.com

ہیں۔ جن میں بحر المعانی۔ دقائق المعانی و حقائق۔ رسالہ در بیان روح۔ رسالہ مسمی بہ پنج نکات بحرالانساب (جس میں نسب اہل بیت اور اپنے اجداد کے نسب کا بیان ہے) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے کافی سفر کیا تھا اور ۱۳۸ اولیاء اللہ دریافت کئے تھے۔ جن کا ذکر بحر المعانی میں درج ہے۔ آپ نے جن کمالات اولیاء اللہ کا بحر المعانی میں ذکر کیا ہے وہ حق ہیں۔ آپکی عمر سو سال سے متجاوز تھی چنانچہ سلطان محمد تغلق کے عہد سے سلطان محمد بہلول لودھی کے زمانہ تک آپ بقید حیات تھے۔ آپ کا مزار شہر سرہند میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

عالم باعمل آراستہ۔ عارف بحقائق پیراستہ ممتاز بہ عشق و آزادگی مولانا حضرت خواجگی قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود دہلوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا مرقد مبارک شہر کالپی کے باہر زیارت گاہِ خلق ہے۔

محقق بمقام حکمت رسیدہ۔ عارف جام وصال چشیدہ موصوف بہ صفات حضرت کریم شیخ صدر الدین حکیم قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود دہلوی کے خلیفۂ اکمل تھے۔ آپ کے بھی بے شمار خلفا ہیں

آپ لکھتے ہیں کہ میں نے صفوان بن قصے برادر عبد مناف کو بھی دیکھا ہے جو بحضور رسالت پناہ مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ (صفوان کا حال کتب احادیث و سیر سے ثابت نہیں) میر سید محمد کی تاریخ وفات ۱۰۹۱ھ ہے۔

لہ آپ قاضی شہاب الدین کے استاد تھے۔ تاریخ وفات ۱۰۹۱ھ ہے

لہ آپ کے والد حضرت سلطان المشائخ کے مرید تھے۔ تاریخ وفات ۹۰۰ھ ہے۔

Marfat.com

اکثر شہباز طریقت آپ کے دام میں اسیر ہوئے اور آپ کی تربیت کی بدولت مرتبۂ ارشاد پر فروکش ہوئے۔ چنانچہ شیخ فتح اللہ اودھی اور حضرت مخدوم شیخ احمد چشتی آپ کے خلفا میں سے ہیں آپ کا مرقد مبارک بیرونِ قلعہ دہلی ہے۔

مقتدائے دین متین، پیشوائے اصحاب یقین قاضی عبدالمقتدر[۳] بن قاضی رکن الدین قدس سرہٗ

آپ حضرت چراغ دہلوی کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ مناقب الصدیقین کے مصنف ہیں جو اپنے مرشد کے کمالات وکرامات پر مشتمل ہے۔ مخدوم شیخ حسام الدین آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ قاضی عبدالمقتدر کی رحلت ۲۸ محرم ۷۹۱ھ کو ہوئی۔

شیخ المشائخ کامل مکمل حضرت محمد متوکل[۴] کنہوری قدس سرہٗ

آپ حضرت چراغ دہلوی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ مراۃ الاسرار میں ہے کہ مخلوق خدا کی آپ کے پاس کافی آمد ورفت تھی۔ لوگ آپ کے پاس سعی وسفارش کے لئے آتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت چراغ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت چاہی۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے متعلق تمہیں یقین ہے کہ وہ تمہاری سفارش رد نہیں کرے گا اس سے تو لوگوں کی سفارش کرو لیکن جو شخص تمہاری بات ماننے کے لئے تیار نہ ہو اس سے کچھ نہ کہو کیونکہ جو شخص درویشوں کی بات نہیں مانتا وہ مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور تمہیں حق تعالیٰ نے لوگوں کو مصیبتوں میں مبتلا کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔

---

[۳] سلطان سکندر کے عہد میں آپ کا شمار اکابر شیوخ میں ہوتا تھا۔
[۴] آپ کی تاریخ وفات ۸۰۲ھ ہے۔

Marfat.com

آپ کا ارشاد ہے کہ انوار و اسرار الٰہیہ کے لئے بلند حوصلہ چاہیئے تاکہ اس میں اسرار درست سما جائیں اور جو تجلی اس پر وارد ہو اُسے ظاہر نہ کرے۔ اگر ظاہر کرے گا تو وہ حال پھر وارد نہیں ہوگا۔

مقرب حضرت رب المعبود شیخ دانیال عرف مولانا عود خلیفہ حضرت چراغ دہلوی قدس سرہٗ

سن وفات ۸۴۳ھ ہے۔ مزار ستر کہ ضلع بارہ بنکی اودھ میں ہے۔

حضرت مخدوم شیخ سلیمانؒ ردولوی قدس سرہٗ مرید و خلیفہ حضرت چراغ دہلوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا احمدؒ تھانیسری قدس سرہٗ

آپ بھی حضرت چراغ دہلوی کے مریدوں میں سے تھے۔

حضرت خواجہ مسعودؒ بک

آپ مست شراب لایزالی اور سر حلقۂ عاشقاں لاابالی تھے۔ اگرچہ آپ حضرت سلطان

ؔ آپ کا سلسلۂ نسب چند واسطہ درمیانی حضرت عباس بن علی القرشیؓ تک پہنچتا ہے۔ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے وطن جا رہے تھے کہ راستے میں راہزنوں نے آپکو شہید کر دیا۔ ؔ احیاء و اموات کے کے سلسلہ میں آپ سے اکثر خوارق کا ظہور ہوتا تھا۔ ؔ تیموری حملے کے وقت آپ دہلی میں تھے اور معہ متعلقین قید ہو گئے تھے۔ بعد میں رہا ہوئے۔ ؔ آپ فیروز شاہ دہلوی کے اقربا میں سے تھے۔

Marfat.com

المشائخ کے خلیفہ شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین کے مرید تھے لیکن استفادہ حضرت خواجہ نصیرالدین محمود سے بھی کیا تھا۔ حضرت کی اجازت سے آپ نے اشعار کا دیوان مرتب کیا تھا۔ جس میں ہر قسم کے نہایت عمدہ اشعار درج کئے تھے۔ مراۃ العارفین بھی آپ کی تصنیف ہے۔ آپ کا ایک شعر ہے:۔

رفت مسعود بک جملہ صفات بشر — چونکہ ہماں ذات بود رہنما ذات شد

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مسعود بک اپنے شیخ کی جوتیاں اٹھانے لئے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک عالم آپ کو ملے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کس کی جوتیاں اٹھائی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کفش حق تعالیٰ۔ اس پر علمائے ظاہر نے متفق ہو کر آپ کے اعضائے مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر کے زیر قلعہ فیروزآباد دریائے جمنا میں پھینک دیئے۔ آپ کے معتقدوں نے جال ڈال کر میت نکالنے کی بہتیری کوشش کی لیکن وہ کہیں نہ ملی کافی تردد و جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کے اعضا یکجا ہو کر مجسم شکل میں کیلوگرھی کے مقام پر حضرت سلطان المشائخ کے حجرۂ خاص میں ہیں وہاں سے اٹھا کر آپ کو مقبرہ پیران لاڈو سرائے میں دفن کیا۔

جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت خواجہ نصیرالدین محمود کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ کس مسئلہ پر ان کو شہید کیا گیا ہے۔ قاضی نے کہا کہ یہ حق تعالیٰ کا پاپوش کہتا تھا۔ حضرت موصوف نے فرمایا کہ اضافت برائے ادنیٰ ملابست درست ہے۔ اس سے پوچھنا چاہیئے تھا کہ وہ کفش حق تعالیٰ ملکیت حق تعالیٰ کے معنٰی میں کہتا تھا کہ للہ ما فی السموات والارض۔ یا حق تعالیٰ کو لابس کفش کہتا تھا۔ قاضی اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس پر آپ کو جوش آیا اور فرمایا۔ اے روسیاہ اتنا کہنا تھا کہ اسی وقت قاضی کا منہ کالا اور حال تباہ ہو گیا۔

اصلی نام شیر خاں تھا۔ جذبۂ حق نے آپ کو تمام دنیاوی لذات سے بیگانہ کر دیا تھا۔ تاریخ وصال ۸۳۶ھ ہے:۔

Marfat.com

وصل دوم

بحرِ علم و زہد و تقویٰ۔ گنج حلم جود و سخا خاص علی السرائر۔ مطلع علی الضمائر۔ دافع بلیات مشکوٰۃ حلِ مشکلات۔ مصباح العارفین نورِ رب العالمین حضرت شیخ سراج الملت والدین رضی اللہ عنہ

مجالسِ حسنیہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ سراج الدین کو چار سال کی عمر میں قطب الاقطاب حضرت چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ نے خلافت عطا کی تھی۔ بڑے ہو کر اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ کمال الدین سے آپنے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور مشائخ چشت کی سنت کو جاری کیا۔

مجالسِ حسنیہ میں درج ہے کہ آپ حضرت چراغ دہلوی کی برکت سے دنیا میں آئے اور کمالاتِ اولی و آخری حاصل کئے۔ حضرت شیخ کمال الدین جب زیارتِ خانہ کعبہ کے بعد دہلی واپس آئے تو حضرت شیخ نصیر الدین محمود نے فرمایا کہ اگر تم مجرد رہے تو تمہاری نسل نہیں بڑھے گی اور اگر مجرد نہ رہے تو نسل مزید بڑھے گی۔ چنانچہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود نے حضرت کی نصیحت پر عمل کیا اور کافی عیالدار ہوئے۔ اس سے پہلے چھ سال تک اپنی منکوحہ کی طرف ملتفت نہ ہوئے تھے کیونکہ وہ سیاہ فام تھیں۔ ایک روز حضرت شیخ نصیر الدین نے اپنے خواہر زادہ شیخ زین الدین سے فرمایا کہ گھر کو آراستہ کرو جب شیخ زین الدین نے گھر آراستہ کر دیا تو حضرت بعد ادائے نماز جمعہ شیخ کمال الدین کے گھر آئے اور انہیں اور ان کی منکوحہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ یہ گھر تمہارا ہے اس میں رہو

Marfat.com

شیخ کمال الدین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم رنگ پر نظر کرتے ہو اس عورت کے شکم پر غور نہیں کرتے جس سے یگانۂ روزگار اولیاء اللہ پیدا ہوں گے۔ چنانچہ آپ کے فرمانِ مبارک کی برکت سے شیخ کمال الدین کی اولاد میں بڑے بڑے علماء و صلحا ہوئے جن میں دریائے حقیقت کا یہ موتی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

مجالس حسنیہ سے نقل ہے کہ حضرت شیخ سراج الدین نے علم دین کی طلب میں چالیس سال مجاہدہ کیا۔ علامہ احمد تھانیسری، مولانا عالم پانی پتی اور مولانا سنگریزہ سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ علامۂ دہر اور زہد و تقوٰی میں بے عدیل تھے، کہتے ہیں کہ سلطان فیروز شاہ نے آپ کو دکن میں آنے کی دعوت دی اور سات ہزار تنکہ رائج الوقت بطور زادِ راہ آپ کی خدمت میں بھجوائے۔ لیکن آپ نے یہ دعوت قبول نہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے گجرات میں سب کچھ عطا کر رکھا ہے اس لئے دکن کی طرف سفر کرنا حصولِ دنیا کے لئے ہوگا جو مشائخ و صلاحین کے نزدیک مذموم ہے[1]

مجالس حسنیہ سے نقل ہے کہ ایک بار حضرت مخدوم سید جلال الدین (جہانیاں جہاں گشت) حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رح کی رحلت کے بعد دہلی تشریف لائے اور علماء کی ایک محفل میں جس میں شیخ سراج الدین بھی شامل تھے تشریف لے گئے۔ اس وقت تک آپ کا شیخ سراج الدین سے تعارف نہیں ہوا تھا۔ گفتگو کے دوران مخدوم جہانیاں رض نے علماء کے سامنے کچھ علمی سوال رکھے۔ جن کا جواب شیخ سراج الدین نے دیا۔ محفل برخاست ہونے پر مخدوم جہانیاں نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ مرد عالم کون ہے۔ جب انہیں بتایا گیا کہ یہ حضرت شیخ کمال الدین کے فرزند ہیں تو حضرت مخدوم جہانیاں حضرت سراج الدین کی خدمت میں گئے اور علمی مباحثہ کے سلسلہ میں آپ سے معذرت چاہی۔ ساتھ ہی کہا کہ میں آپ کے والد بزرگوار کے شاگردوں میں سے ہوں۔ اور حضرت چراغ دہلوی

---

[1] حضرت شیخ سراج الدین شعر بھی کہتے تھے۔ یہ شعر آپ کا ہے ؎

بارِ دیگر جم ہمیں گوید سراج   قبلۂ ما نیست اِلّا روئے یار!

Marfat.com

نے جو منشور خلافت عطا فرمایا تھا وہ آپ کے والد بزرگوار کے قلم کا تحریر کردہ ہے۔ یہ سُن کر حضرت شیخ سراج الدین نے بھی معذرت کی اور فرمایا کہ سبحان اللہ وہ کیسی عجیب صحبت تھی۔

مجالس حسنیہ کی روایت کے مطابق آپ سے اکثر خوارقِ عادات کا ظہور ہوتا تھا۔ جس سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی تھیں۔ اور وہ آفات و بلیات سے محفوظ رہتے تھے۔ آپ کی شادی شیخ المشائخ یحییٰ ابن شیخ لطیف الدین کی دختر سے ہوئی تھی۔ اُن سے پانچ فرزند اور ایک دختر متولد ہوئے تھے۔ بڑے صاحبزادے شیخ معین الدین محمد، دوسرے شیخ علم الدین، تیسرے شیخ محمد۔ چوتھے شیخ مجد الدین اور پانچویں شیخ سعد الدین عرف شیخ خواجہ تھے۔ دختر کا نام فخر النساء بی بی مریم تھا۔ ان میں سے ہر ایک صاحب علم و صلاح تھا۔ حضرت شیخ معین الدین صاحب جذبہ تھے اور عالم بھی۔ دورانِ تعلیم آپ پر حال وارد ہوا اور از خود رفتہ ہوگئے۔ جو زبانِ مبارک سے نکلتا پورا ہو کر رہتا۔ سلطان احمد کو آپ کے حالات کا علم ہوا تو اس نے آپ کی زیارت اور وظیفہ مقرر کرنے کی خواہش کا اظہار شیخ علم الدین اور اپنے وزیروں سے کیا۔ لیکن شیخ معین الدین سے سلطان کی ملاقات آسان نہ تھی۔ اِن دنوں شیخ عزیز اللہ احمد آباد میں سکونت رکھتے تھے۔ شیخ علم الدین شیخ معین الدین کے پاس گئے اور کہا کہ شیخ عزیز اللہ آپ سے ملاقات کے خواہشمند ہیں نیز آج جمعہ ہے کیا ہی اچھا ہو کہ نمازِ جمعہ کے بعد ان سے ملاقات کر لی جائے۔ چنانچہ آپ حسبِ قرارداد نمازِ جمعہ کے لئے جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں سلطان احمد بھی آ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر آپ سے مصافحہ کیا اور اپنے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے شیخ علم الدین کی طرف مڑ کر کہا کہ یہ خدا کی بلاؤں میں سے ہیں اور بلا سے احتراز کرنا چاہیئے نا کہ اختلاط۔

دوسرے صاحبزادے شیخ علم الحق محمد حضرت شیخ الاسلام سراج الحق والدین کی رحلت کے بعد مسندِ سجادگی پر بیٹھے اور آباواجداد و مشائخ کی سنت کو زندہ رکھا۔ آئندہ فصل میں آپ کا تذکرہ آئے گا۔

Marfat.com

تیسرے صاحبزادے شیخ محمد سباقی تھے۔ شیخ سراج الدین جو سبق پڑھاتے آپ اسے پڑھ کر فوراً دہرا دیتے تھے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی طالب علم کہیں سے اپنا سبق بھول جاتا تو آپ اُسے فوراً دہرا دیا کرتے تھے۔ آپ اہلِ صلاح و تقویٰ میں سے ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ سراج الدین فرماتے تھے کہ میں نے جو علوم چالیس سال میں حاصل کئے تھے وہ انہوں نے نہایت کم مدت میں حاصل کر لئے۔

حضرت شیخ جمال الحق والدین محمد عرف شیخ جمن اپنے والد شیخ راجن کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ایک روز مولانا بدر الدین مالکی مصنف منہل و تعلیق و شرح بخاری وغیرہ جو متبحر عالم تھے حضرت شیخ محمد سے ملے۔ دونوں کے درمیان کافی علمی مباحثہ ہوا مولانا بدر الدین بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ اسد ابن اسد ہیں۔ بزرگوں سے سنا ہے کہ شیخ محمد کی مجلس میں دنیا داری کی لا یعنی باتیں نہیں ہوتی تھیں۔ وہ گوشہ نشین لوگوں میں سے تھے اور شیخ رکن الحق والدین کے مرید تھے۔ خواجہ رکن الدین کی آپ پر خاص نظرِ کرم تھی۔ وقتِ رحلت شیخ عزیز اللہ یارانی کو اپنا ملبوس دیا اور فرمایا کہ یہ حضرت شیخ الاسلام شیخ سراج الدین کو پہنچا دیا جائے۔ شیخ عزیز اللہ نے آپ کی رحلت کے بعد ایسا ہی کیا۔ حقیقتاً یہ جامہ خلافت تھا۔

چوتھے فرزند شیخ مجد الحق والدین محمد عالم باعمل تھے۔ حضرت شیخ جمن فرماتے ہیں کہ میرے والد کہتے تھے کہ مجھے شیخ المشائخ مجد الحق والدین سے نعمتِ روحانی حاصل ہوئی ہے۔ ایک روز میں ان کی خدمت میں گیا۔ انہوں نے مجھے نمکدان دیا اور کہا کہ تجھے صاحب کندوری ہونا چاہیئے۔ شیخ جمن مزید فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سُنا ہے کہ سلطان احمد کے وزراء میں سے ایک وزیر نے حضرت شیخ مجد الحق والدین سے کہا کہ آپ کو تذکرۂ علما سے الگ کر دیا گیا ہے۔ شیخ مجد الدین نے فرمایا کہ تم کو وزارت سے الگ کر دیا گیا۔ چنانچہ تھوڑی مدت بعد وہ وزیر واقعی اپنے عہدے سے معزول ہو گیا

پانچویں فرزند شیخ سعد الدین عرف شیخ خواجہ تھے۔ آپ صاحب علم و عمل اور اہلِ سخاوت و کرامت میں سے تھے۔ آپ کے متعلق حضرت شیخ سراج الحق والدین نے

Marfat.com

فرمایا تھا کہ جو علم کسی کو دس سال میں حاصل ہوتا ہے وہ میرا فرزند دو سال میں مکمل کر لیتا ہے شیخ سراج الحق والدین کی زندگی میں آپ نے بزدوری و پندنامہ پڑھ لیا تھا شیخ سراج الحق والدین کی رحلت کے بعد ایک عالم خراسان سے آئے تھے جن سے شیخ سعد الدین نے علم حاصل کیا۔ علمائے فحول میں کسی نے مدارک پر سات سو سوال وارد کئے تھے اور آپ نے ایک ایک کا جواب دیا تھا۔

آپ میں سخاوت مبالغہ کی حد تک تھی۔ مہمانوں کے بغیر کبھی کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ جماعت خانہ میں علماء و صلحا اور صوفیا کا اکثر مجمع رہتا اور ہر وقت علم و ارشاد کا سلسلہ جاری رہتا۔ شیخ کبیر وحید مرید و خلیفہ شیخ بابلو۔ شیخ عمر بن شیخ سعید۔ سید سعید اللہ بنگالی فقیہ علی نبیہ امام محمد غزالی و قطب الدین خلوتی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور آپ سے فیضیاب ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ ملک ابو المعالی اور پیر سلطان احمد بھی آپ کے شاگرد تھے

حضرت شیخ سراج الدین کی دختر بی بی مریم قاریٔ قرآن۔ صاحب علم اور اہل سخاوت وحشمت میں سے تھیں۔ آپ کا نکاح سلطان سید احمد کبیر قدس سرہٗ کے نواسہ سے ہوا تھا۔

مجالس حسنیہ میں شیخ الاسلام سراج الملتہ والدین محمد کی بیماری و رحلت کے بیان میں لکھا ہے کہ کچھ روز سے شیخ الاسلام ملول و رنجیدہ تھے ایک دن شیخ علم الدین کو بلایا اور ان سے کہا۔ کہ ملائکہ آئے تھے اور میرے اعمال پر غور کر رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ میرے گناہ عارضی تھے جن سے توبہ کر لی ہے۔ شیخ علم الدین نے پوچھا اور کیا باتیں ہوئیں۔ شیخ سراج الملتہ والدین نے فرمایا جو پیش آیا تھا وہ بتا دیا۔ پھر کہا۔

وقد امر باظهار انعامات التی وهن ربی وقرئ یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین۔

ترجمہ:۔ وہ انعامات ظاہر کئے جائیں جو رب نے عطا کئے ہیں۔ کاش میری قوم جان لیتی کہ رب نے مجھ پر کیا انعامات فرمائے ہیں۔

آپ جمعرات کو بوقت عشاء ۱۲ جمادی الاول ۸۰۱ھ میں دار البقا کو سدھارے۔ مزار مبارک قلعہ نہروالہ (پٹن گجرات) میں ہے۔ مولانا حمزہ ناگوری نے جو بطور طالب علم

Marfat.com

خدمت میں حاضر رہتے تھے آپ کا یہ قطعۂ تاریخ لکھا ہے۔

قطعہ

امروز رفت علم ازیں شہر چوں عیاں
امروز نیست آنکہ کند ہر دوے بیاں

مفتاح و ہم مطالع و توضیح و ہم بدیع
آں کیست کو بگو ید در درس میتواں

ایں ظلمتِ سراسر درد ہر از کجاست
دانم سراجِ ملت و دیں رفت از جہاں

از عالمانِ شہر چنیں بود آیتے
افسوس صد ہزار ز ما رفت رائیگاں

ماہ جمادی الاول در بست و یک ز شہر
لیل الخمیس و وقت عشا بود دفن شاں

در سال بود ہشصد و ہفدہ شمارہ او
از ہجرتِ رسول خدا و ند مستعاں

وصلِ سوم

شمعِ شبستان مشیخت و کرامت چراغ دودمانِ ولایت و ہدایت۔ سندالواصلین دلیل السالکین حضرت شیخ علم الحق والدین محمد رضی اللہ عنہ

آپ نے والد ماجد سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد سریر آرائے مشیخت سجادگی ہوئے۔ پیرانِ چشت اور تمام پیر بھائیوں سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ کشف و کرامات میں کافی دخل تھا۔ صوری و معنوی علوم میں کامل دستگاہ تھی۔ اپنے آباؤ اجداد اور مشائخ چشت کی سنت کو کما حقہٗ جاری رکھا۔

Marfat.com

مجالسِ حسنیہ میں درج ہے کہ آپ کی والدہ مفخرالنساء صاحب نفس تھیں۔ جو فرماتیں وہی ہو جاتا۔ ایک روز حضرت شیخ علم الحق والدین سے فرمایا کہ میرے چراغ چشم شیخ علم الحق والدین کو اس کے فرزند شیخ راجن روشن کریں گے۔ قطب ربانی حضرت شیخ حسن محمد فرماتے ہیں کہ مفخرالنساء نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

آپ نے ۲۶ ماہ صفر المظفر کو رحلت فرمائی۔ مزار قلعہ نہر والہ (پتن گجرات) میں واقع ہے۔

وصل چہارم

ذکر خواجگان سہروردیہ

سرورِ مشائخ کبار۔ بادشاہِ اولیأ نامدار۔ سلالۂ خاندانِ عظام قدوۂ دودمانِ کرام۔ شیخ الاولیاء والاصفیاء شیخ محمود معروف بہ شیخ راجن رضی اللہ عنہ

آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ علم الحق والدین سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا اور شیخ المشائخ قارن الملۃ والدین رضؓ سے شجرۂ سہروردیہ میں بھی نسبت تھی (اس فصل میں سہروردی مشائخ کا مختصراً ذکر کیا جارہا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ قارن الملۃ والدین کو شیخ المشائخ مقتدائے اولیائے روزگار پیشوائے صلحائے عالیمقدار۔ بادشاہ اہل یقین حضرت شیخ قاضی علم الحق والدین سے نسبت حاصل تھی اور ان سے ہی خرقۂ خلافت ملا تھا۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ حضرت قاضی علم الحق والدین کا مزار مبارک اوچہ متبرکہ میں ہے۔ لیکن یہ بات محقق نہیں ہے۔ حضرت قاضی علم الحق والدین نے حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب مستغرق جمال لایزال شیخ صدرالدین راجو معروف بہ راجن قتال رضی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔

مراۃ الاسرار میں درج ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ نے مجھے خلق میں اور شیخ راجو کو اپنی ذات میں مشغول کیا ہے۔ وہ عالم استغراق میں رہتے تھے اور خلق سے اختلاط نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی شخصیت عظیم القدر تھی۔ زبانِ قاطع کے مالک تھے قہر ولطف کی صورت میں جو کچھ زبان سے نکل جاتا وہ پورا ہو کر رہتا۔ صاحب تاریخ محمدی لکھتے ہیں کہ اکثر لوگ حضرت مخدوم جہانیاں کے سلسلۂ ارادت میں آپ کے واسطے سے داخل ہوتے تھے آپ کے صاحبزادے حضرت ناصرالدین محمود کو بھی لوگ وسیلہ بناتے تھے۔

اخبارالاخیار میں درج ہے کہ حضرت شیخ صدرالدین راجو نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید احمد کبیر سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ لیکن ہمارے سلسلہ میں آپ کو اپنے بھائی حضرت مخدوم جہانیاں سے نسبت تھی۔

آپ کے خوارق وکرامات بہت مشہور ہیں۔ اگر کوئی آپ کے مزار پر کسی حاجت سے متواتر جائے تو بہت جلد اس کی مطلب براری ہو جاتی ہے۔ آپ کے مزار پر حاجت براری کے لئے گندم کے دلیہ میں گھی اور شکر ملا کر کڑاہی تیار کرنا بھی بہت مجرّب سمجھا جاتا ہے۔ نیز قطعہ چوب کنار ردبید جو آپ کی خانقاہ پر موجود ہیں تپ غب (باری کے بخار) کے لئے اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔

آپ کے خلفاء میں اکثر پایۂ کمال کو پہنچے اور صاحبِ ارشاد ہوئے۔ آپ کا مرقدِ منوّر اوچہ متبرکہ میں ہے۔ وفات شب شنبہ کو ماہ جمادی الآخر ۸۲۷ھ میں ہوئی۔

حضرت صدرالدین شیخ راجن قتال نے خرقۂ خلافت شیخ المشائخ قطب الاقطاب استاذ العصر فرید الدہر۔ محدّث۔ مفسر۔ قرۃ العین بتول۔ افتخار رسول حضرت جلال الحق والشرع والدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت بن حضرت سید احمد کبیر بن

Marfat.com

قطب الاقطاب فرد الاحباب حضرت سید حسین جلال الدین بخاریؒ سے حاصل کیا۔

مخدوم جہانیاں مغتنمات روزگار۔ عارف باللہ اور صاحبِ اسرار تھے۔ ظاہری و باطنی علوم اور فقر و استغنا میں مثال نہیں رکھتے تھے۔ تمام صوری و معنوی امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع تھے۔ آپ نے چالیس خانوادوں سے استفادہ کیا تھا۔ جامع العلوم میں درج ہے کہ اگرچہ آپ نے خلافت بہت سے مشائخ سے حاصل کی لیکن تین خانوادہ ہائے طریقت سے جن میں چشتیہ خاص طور پر قابل ذکر ہے اور جس میں حضرت چراغ دہلوی سے آپ کو نسبت حاصل تھی خاص تعلق خاطر تھا۔

میرے شیخ غریب پرور قاضی الحاجات کی خدمت میں حضرت سید غلام جہانیاں بیعت کی غرض سے تشریف لائے تو آپ نے دریافت کیا کہ ان کا سلسلۂ ارادت کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ سید موصوف نے کہا کہ مخدوم جہانیاں کی اولاد سے ہوں اور ان کے توسط سے سلسلۂ سہروردیہ میں ارادت ہے۔ حضرت غریب پرور نے فرمایا کہ حضرت مخدوم جہانیاں سلسلۂ چشتیہ میں حضرت چراغ دہلوی سے منسلک ہونے کے بعد دوسرے سلسلوں میں بہت کم بیعت کرتے تھے۔ غرض حضرت سید غلام جہانیاں سلسلۂ چشتیہ میں حضرت قاضی الحاجات (قاضی محمد عاقلؒ) سے مشرف بہ بیعت ہوئے۔

حضرت مخدوم جہانیاں کو دوسری نسبت سلسلۂ سہروردیہ میں حضرت رکن الدینؒ سے اور تیسری نسبت حسنیہ بخاریہ میں اپنے والد گرامی سید احمد کبیر بن سید جلال سرخ بخاری سے تھی۔

جامع العلوم سے منقول ہے کہ جب حضرت مخدوم جہانیاں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور روضۂ متبرکۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو کہا "السلام علیکم یا جدی" آنحضرت کے روضۂ مبارک سے جواب آیا "علیک السلام یا ولدی"۔ آپ کی کرامات و خوارق بے شمار ہیں۔

خزانۂ جلالی میں درج ہے کہ حضرت سید السادات مخدوم جہانیاں جب کسی کو بیعت فرماتے تو کہتے کہ میں کسی کو مرید کرتا ہوں تو اس کے ساتھ عقدِ اخوت کرتا ہوں۔ کیونکہ

Marfat.com

حدیثِ نبوی ؐ ہے۔

اکثروا اخوان الخیر فان اللہ تعالیٰ کریم یستحی ان یعذب الرجل

بین یدی اخوان

یعنی برادرانِ دینی بہت سے رکھو کہ خدا تعالیٰ کریم ہے اور اس کے کرم کے سبب عذاب سے بچا جا سکتا ہے۔

حضرت مخدوم جب کسی کا ہاتھ تھامتے تو فرماتے کہ دونوں بھائی توبہ کرتے ہیں اور پھر تین بار دونوں مل کر استغفر اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد اللّٰھم اشرح صدر فرماتے اور اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے پھر قینچی سے پہلے اس کے سامنے کے بال کترتے اور اس کے بعد دائیں اور بائیں جانب کے بال تراشتے۔ بعض صرف سامنے کے بالوں پر اکتفا فرماتے۔ بال کاٹتے وقت اللّٰھم قصر املہ واملہ واحفظ عن المعاصی اور قینچی چلانے کے بعد یہ پڑھتے۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم اللّٰھم ثبتنا علی التوبہ واحفظنا عن المعصیۃ واحفظ منک بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم واھل المیت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وبحق شیخ الکبیر بھاؤ الحق والشرع والدین والشیخ العارف صدر الحق والشرع والدین وبحق الشیخ قطب العالم رکن الحق والشرع والدین قدس اسرارھم ان یحفظک عن المعاصی۔

اس کے بعد اگر کوئی حلق کی درخواست کرتا تو فرماتے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے توبہ کافی ہے بہت اصرار پر حلق کی اجازت بھی دیدیتے تھے۔ اگر اس وقت کلاہ موجود ہوتی تو مرید ہونے والے کو کلاہ بھی پہنا دیتے تھے اور اس وقت یہ پڑھتے۔

الٰہی توجہ بتاج الکرامات والسعادات واحفظ عن المعاصی وثبت علی دین اسلام

اس موقعہ پر آپ کچھ وصیت بھی فرمایا کرتے تھے۔ بعض کو قرآن وفقہ کی تعلیم اور بعض کو لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کی تاکید کرتے۔ بعض کو شیخ بہاؤ الحق والدین کے اوراد بتاتے بعض کو اپنے ہاتھ سے شیرینی کھلاتے اور اس وقت یہ دعا پڑھتے

اللّٰھم ارزقہ حلاوۃ الایمان

Marfat.com

خزانۂ جلالی میں ہے کہ مولانا شیخ قوام الدین بن ظہیر الدین نے سوال کیا کہ اگر کسی مرید کے شیخ رحلت کر جائیں تو کیا وہ کسی دوسرے شیخ کامل سے جو حیات ہوں تربیت حاصل کر سکتا ہے۔ آپ نے اس کا جو جواب دیا تھا وہ مفصل کتاب تحفۃ البرأۃ اور کتاب سلوک میں درج ہے بہرحال اس کا لب لباب یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے شیخ سے وابستہ ہو کر تکمیل کو پہنچ جائے تو وہ کوشش رائیگاں نہیں جاتی۔ نیز یہ کہ جس قدر مشائخ زیادہ ہوں اس کے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طریقت زیادہ روشن ہوتی ہے۔ جیسے شمع و چراغ کہ جتنے زیادہ ہوں گے ان کی روشنی بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

بعض کتب میں لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین کبرا کے تین شیخ تھے۔ شیخ اسماعیل قصری۔ عمار یاسر اور ضیاء الدین ابی النجیب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ یہی سبب تھا کہ ان کی گفتگو بڑی تراشیدہ ہوتی تھی۔ کیونکہ انہیں تینوں مشائخ سے قوت و مدد حاصل تھی۔ مشائخ و صوفیا کے اکثر طبقات کے نزدیک یہ طریقہ مستحسن و واجب تھا اور وہ اس طرح اپنا وقت ضائع کئے بغیر کمال کے منتہیٰ کو پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت شیخ فضل اللہ ضیا عباسی سے جواہر جلالی میں مذکور ہے کہ شیخ قوام الدین نے اوچہ متبرکہ میں بزرگان عصر سے اس سوال پر استفتاء کیا۔ حضرت شیخ جمال درویش نے اپنے قلم سے یہی جواب تحریر فرمایا اور حضرت مخدوم جہانیاں نے اس جواب کی تائید میں یہ تحریر فرمایا۔ قد اجاب الشیخ المرشد الاستاد المجتہد فیما اجاب۔ یعنی حضرت جمال درویش کا جواب صائب اور درست ہے۔

جواہر جلالی میں درج ہے کہ بعض لوگ کسی پیر سے بیعت کرتے ہیں لیکن ان سے سند حاصل نہیں کرتے اور پھر کسی دوسرے کے پاس جا کر بیعت کر لیتے ہیں اور خرقہ بھی حاصل کر لیتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ مرید محبت حق بہ اندازۂ محبت پیر حاصل کرتا ہے۔ اس طرح اگر دو پیروں سے بیعت کرنے تو شاید دونوں پیروں کا خرقہ اس پر راست آئے۔ بہرحال مرید کے کسی دوسرے پیر کے پاس جانے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ کیفیت باقی نہیں رہی کہ پیر کو یاد کیا جائے اور وہ دل میں در آئے۔

Marfat.com

حضرت شیخ غریب پرور فرماتے ہیں کہ مرید کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ کسی دوسرے پیر کے پاس جائے یہاں تک کہ کسی دوسرے سے استفادہ بھی درست نہیں کیونکہ یہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ جو فائدہ اپنے پیر سے نہ پہنچے وہ کوئی دوسرا پہنچا دے۔ لہذا اگر کوئی اپنے پیر کو ناقص سمجھتا ہے تو وہ ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے۔ جو اپنے پیر سے استفادہ نہیں کر سکتا اُسے کوئی دوسرا پیر بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ کسی کو ہر جگہ اپنا پیر ہی نظر آئے۔ اگر پیر رحلت کر جائے تو پھر پیر کے خلفاء سے رجوع کرنا چاہیئے۔

اخبارالاخیار میں درج ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جس درویش سے مصافحہ کرتے تھے اس سے نعمت حاصل کر لیا کرتے تھے۔ آپ کی ولادت شب برات ماہ شعبان میں ۷۰۷ھ کو ہوئی اور ۷۸ برس کی عمر پاکر ۱۰ ماہ ذی الحجہ بروز چہارشنبہ عید قرباں ۷۸۵ھ سلطان فیروز شاہ بادشاہِ دہلی کے آخری عہد میں واصل حق ہوئے۔ مزار شریف اوچہ متبرکہ میں زیارت گاہِ شرق و غرب ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں نے خرقۂ خلافت حضرت قطب الاقطاب سلطان الاولیاء غوث العالم حضرت شیخ رکن الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ آپ کی کنیت ابوالفتح اور لقب شیخ فیض اللہ ہے۔ آپ اپنے جد[1] بزرگوار کی مسندِ سجادگی پر ۲۵ برس فروکش رہے اور طالبانِ حق کو اپنے ارشاد و تلقین سے مستفید کرتے رہے۔ علوم ظاہری و باطنی اور کشف و کرامات میں بڑے عظیم القدر اور جلیل الشان تھے۔ آپ کے اوصاف سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔
نقل ہے کہ جب آپ کی والدہ حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریاؒ کی خدمت میں سلام کرنے جاتیں تو آپ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ والدہ شیخ رکن الدین آپ کے اس غیر معمولی طرزِ عمل سے حیران ہوتی تھیں۔ حضرت شیخؒ نے ان کی اس حیرت کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ یہ تعظیم اس شخص کے لئے ہے جو تمہارے شکم میں ہے، اور جو میرے خاندان کا چراغ ہے
آپ کی وفات ۹ جمادی الاول ۷۳۵ھ کو ہوئی۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور

---

[1] حضرت مخدوم بہاؤالدین ذکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

Marfat.com

آ۔۔ ی رکعت میں تھے کہ رحلت فرمائی۔ حضرت چراغ دہلوی سے منقول ہے کہ جب آپ ملتان سے دہلی ۔۔ ریف لے گئے تو وہاں لوگوں نے بڑی خوشی منائی اور آپ کے ظاہری و معنوی فیوض سے مستفیض ہوئے۔ یہ بھی روایت کہ حضرت رکن الدین زندگی میں پانچ بار دہلی تشریف لے گئے اور وہاں آپ کی صحبت زیادہ تر حضرت سلطان المشائخ سے رہتی تھی۔

میرے حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت شیخ رکن الدین اور حضرت سلطان المشائخ ایک مجلس میں بیٹھے تھے کسی شخص نے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے ہجرت میں کیا حکمت تھی۔ حضرت شیخ رکن الدین والعالم نے فرمایا کہ میرے خیال میں آنحضرت رسالتمآب کے بعض کمالات اس ہجرت پر موقوف تھے چنانچہ مدینہ میں تشریف لے جانے کے بعد آپ کو باقی کمالاتِ نبوت حاصل ہوئے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میرے خیال میں چونکہ بعض لوگ ضعیفی اور دیگر موانع کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں جا کر حضور سے مستفیض نہیں ہو سکتے تھے اس لئے آپ کی ہجرت ان کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے تھی سبحان اللہ دونوں بزرگوں میں کس قدر یگانگت اور تعلقِ خاطر تھا۔ حضرت سلطان المشائخ نے جب رحلت فرمائی تو حضرت رکن عالم دہلی میں تھے۔ لہٰذا حضرت سلطان المشائخ کی نماز جنازہ آپ نے ہی پڑھائی آپ فرماتے تھے کہ ان دنوں میرے یہاں قیام کی حکمت یہ تھی کہ میں سلطان المشائخ کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کروں۔

حضرت شیخ رکن العالم نے ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔ تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض ۹ جمادی الاول اور بعض ۱۶ جمادی الاول بتاتے ہیں۔ آپ کا مزار پہلے اپنے جد بزرگوار حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا کے بائیں بنا تھا۔ کچھ مدت بعد بہ اشارہ غیبی علیحدہ بنایا گیا جو آج تک حاجت روائے خلق ہے۔

حضرت شیخ رکن العالم نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ المشائخ برہان العارفین، سند الواصلین حضرت شیخ صدر الدین محمد سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے سات بیٹے تھے۔ آپ کے پاس جو مال و اسباب تھا وہ آپ نے سات حصوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت شیخ صدر الدین کے حصے

Marfat.com

ہیں سات لاکھ تنکے نقد و جنس کی صورت میں آئے۔ آپ نے پہلے روز یہ تمام مال و منال درویشوں اور فقیروں میں تقسیم کر دیا اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر بعض لوگوں نے تعجب سے کہا کہ حضرت شیخ الشیوخ تو اتنی دولت کے مالک تھے کہ اس میں سے آپ کے حصہ میں سات لاکھ تنکہ آئے لیکن آپ نے اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اس سانپ کا منتر آتا تھا اور وہ جمالِ فقر سے بھی پوری طرح آراستہ تھے لیکن یہ درویش اس سانپ کا توڑ نہیں جانتا۔

آپ کی تاریخ وفات سہ شنبہ ۲۳ ذالحجہ ۶۸۴ھ ہے۔ شیخ صدرالدین محمد نے اپنے والد بزرگوار غوث الملک غیاث العالمین ملقب بہ شیخ الشیوخ حضرت بہاؤالحق والدین ذکریا ملتانی قدس سرہٗ سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ عظیم شان اور قوی حال کے مالک تھے۔ ریاضت و مجاہدہ میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اور کشف و کرامات کے اعتبار سے مشائخ کبار میں ممتاز تھے

آپ کا سلسلۂ نسب اسد قریشی ہے۔ والدہ کے جد کا سلسلہ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ملتا ہے۔ آپ کی ذات سے سلسلۂ سہروردیہ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کے بعض خلفا بھی صاحب کمال اور صاحب ارشاد ہوئے ہیں۔ جن میں حضرت مخدوم جہانیاں کے جد بزرگوار قطب الاقطاب حضرت شیر شاہ سرخ سید جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں۔

واجب آمد چونکہ آمد نام او　　شرح کردن زمزے از انعام او

چونکہ آپ کا نام مبارک زبان پر آگیا ہے لہذا ان کے فیوض و برکات کا ذکر بھی یہاں ضروری ہے

حضرت قطب العالم سید جلال الدین بخاری

بن حضرت سید جعفر بن حضرت سید محمد بن حضرت سید محمود بن حضرت سید احمد بن حضرت سید عبداللہ بن حضرت سید علی اصغر بن سید امام جعفر ثانی بن سید حضرت امام علی النقی الہادی بن جعفر

Marfat.com

امام محمد تقی الجواد بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امیر المومنین امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت سید جلال الدین کی کرامات اور خوارق عادات بے حد حساب ہیں۔ اکثر مشائخ نے آپ کے دربار کی جبہ سائی کی ہے۔ آپ کی ذات مبارک میں تصرفِ شاہی کی شان ہے کہتے کہ حضرت مولانا و شیخنا خواجہ نور محمد مہاروی جب مرقد منور پر تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ جو راحت مجھے حضرت خواجہ غریب نواز کے آستانہ پر حاضری سے ہوتی ہے وہی یہاں بھی میسر آتی ہے۔ ایک روز کوئی نے نواز مزار مبارک پر سرنائی بجا رہا تھا۔ حضرت شیخ بیحد محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ یہی لذت میں نے حضرت خواجہ کے آستانہ پر محسوس کی تھی یقیناً یہ اس جگہ کی تاثیر ہے۔

آپ کا ارشاد ہے کہ عارف وصل کے علاوہ کسی اور چیز سے راضی نہیں ہوتا۔ نیز عارف کی نشانی سخاوت، ریاضت، شفقت اور دوری از غفلت ہے جو لذتِ فاقہ سے حاصل ہوتی ہے۔

شیخ غریب پرور سے منقول ہے کہ ایک روز شاہ سید جلال الدین کے چہرے سے نور کی ایسی شعاعیں پیدا ہو رہی تھیں کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ کسی مرید نے یہ کیفیت دیکھ کر آپ کو اس طرف متوجہ کیا تو آپ نے ہاتھوں میں مٹی لیکر اپنے منہ پر مل لی۔ چنانچہ اس روز سے فقراء میں یہ سنت جاری ہے۔

حضرت غریب پرور نے یہ بھی بتایا کہ ایک روز حضرت شاہ سید جلال الدین ظہر کی نماز کے وقت سو گئے اور عصر کے وقت اُٹھ کر جماعتِ نماز میں شریک ہو گئے۔ کسی خادم نے گستاخی کر کے عرض کیا کہ حضور نے ظہر نہیں پڑھی اور بے وضو اس وقت نماز میں مشغول ہو گئے

Marfat.com

اس کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ درویش نے نمازِ ظہر مسجد صفی الحق میں باجماعت ادا کی تھی اور اسی وضو کے ساتھ یہاں آکر نمازِ عصر میں شامل ہوگیا۔ خادم تحقیقِ حال کے لئے وہاں گیا تو جو حضرت نے کہا تھا اس کی تصدیق ہوئی۔

حضرت غریب پرور فرماتے ہیں کہ خاصانِ خدا پر امر معروف بالعموم درست نہیں ہوتا

حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کے خلفاء

حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کے خلفاء میں شیخ فخرالدین عراقی ۔ میر سید حسین مصنف نزہت الارواح ۔ حسن افغانی ۔ لعل شہباز ۔ اور میر سخی سرور اور شاہ عالم میر تہید ست مشہور ہوئے ہیں۔

شیخ فخرالدین عراقی خلیفہ اور داماد بھی تھے ۔ فارسی کے نغز گو شاعر تھے ۔ یہ اشعار آپ کے ہی ہیں۔

ما مہر تو دیدیم ز ذرات گذشتیم　　　از جملہ صفات از پے آں ذات گذشتیم

چوں رازِ خویشتن کردند خود فاش　　　عـراقی را چــرا بد نام کردند

حسن افغان کے متعلق حضرت شیخ فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے روز خدا مجھ سے پوچھے کہ میری بارگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے تو عرض کروں گا کہ حسن افغان لایا ہوں۔

حضرت لعل شہباز جن کا نام سید عثمان قطب جہاں ہے بحد صاحب کشف و کرامات اور تصرفات ظاہر و باہر کے مالک تھے۔

کہتے ہیں کہ حضرت[1] شیخ الشیوخ کی طرف سے کسی نے حضرت شکر گنج کی خدمت میں کوئی ایسی

۱؎ ۔ حضرت شیخ ذکریا ملتانیؒ اور حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے

Marfat.com

بات پہنچائی جو آپ کو پسند نہ آئی۔ چنانچہ حضرت شیخ الشیوخ نے حضرت گنج شکر کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا جس میں لکھا:۔

"ہمارے اور آپ کے درمیان عشق بازی ہے کسی دوسرے سخن کی گنجائش نہیں"۔

حضرت گنج شکر نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا

"ہمارے اور آپ کے درمیان عشق ہے۔ بازی نہیں"۔

حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا بن شیخ وجیہہ الدین کی وفات ۷ ماہ صفر المظفر ۶۶۵ھ کو سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں ہوئی۔ مرقد منور ملتان شریف میں دارالامان اور حل مشکلات کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی عمر مبارک پورے ایک سو سال کی ہوئی۔

حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا کو نسبت خلافت قبلۂ ارباب بصیرت۔ محقق اسرار حقیقت، ممتاز بہ عشق ربوبیت۔ غوث عصر۔ وحید دہر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے تھی اور انہیں سے خرقہ پہنا تھا۔ آپ کی کنیت ابو حفص لقب شیخ الشیوخ اور نام عمر بن محمد بکری حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی بہت تصانیف ہیں۔ جن میں سے ایک عوارف المعارف ہے جو جمیع مشائخ بالخصوص ہمارے مشائخ کے دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔

نفحات شریف میں درج ہے کہ آپ ابتدائے حال میں حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی کی خدمت میں گئے۔ شیخ سعد الدین حموی نے دریافت کیا کہ شیخ محی الدین عربی سے کیا حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جس کی کوئی حد نہیں تھی انہوں نے دریافت کیا کہ وہاں کیا دیکھا۔ بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا نور چمک رہا تھا جو جبین سہروردی پر آج بھی نظر آتا ہے۔ آپ کی وفات چہار شنبہ ماہ محرم الحرام ۶۳۲ھ میں ابو جعفر منصور کے عہد خلافت میں ہوئی۔ مرقد مبارک شہر بغداد میں ہے۔

شیخ شہاب الدین اپنے عم بزرگوار شیخ المشائخ مقتدائے ارباب طریقت کاشف اسرار

اور یہ چار بزرگ چار یار کہلاتے تھے۔ شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی۔ حضرت خواجہ گنج شکر۔ حضرت لعل شہباز قلندر اور حضرت جلال سرخ بخاری۔

Marfat.com

حقیقت حضرت شیخ ضیاء الحق والدین عبدالقادر سہروردی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت نجیب الدین نے حضرت احمد غزالی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ خزانۂ جلالی میں مذکور ہے کہ آپ نے قطب ربانی غوث الصمدانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ چنانچہ سلسلۂ قادریہ میں اس نسبت کا ذکر ملتا ہے۔ آپ کی وفات ۱۷ ماہ جمادی الآخر بروز جمعہ ۵۶۳ھ کو ابوالمظفر یوسف کی خلافت کے عہد میں ہوئی۔ سفینہ میں لکھا ہے کہ آپ کی وفات دوشنبہ کی رات کو ۱۲ ماہ جمادی الآخر کو ہوئی اور سلسلۂ سہروردیہ میں نسبت و خلافت اپنے بزرگوار شیخ المشائخ مظہر آیات الٰہی۔ کاشف اسرار تناہی۔ قدوۃ الطریقۃ سراج الحقیقۃ۔ خادم شریعت حضرت شیخ وجیہہ الدین ابی حفص عمر سہروردی سے حاصل تھی۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے۔ حضرت شیخ وجیہہ الدین نے خرقۂ خلافت اپنے بزرگوار حضرت شیخ محمد عبداللہ سہروردی المعروف بہ عمویہ سے حاصل کیا تھا۔

خزانۂ جلالی میں درج ہے کہ حضرت شیخ ابی حفص سہروردی نے ان کے والد محمد بن عبداللہ معروف بہ عمویہ اور حضرت اخی فرخ زنجانی نے بشارکت یک دیگر خرقۂ خلافت آپکو پہنایا تھا۔ خزانہ جلالی میں مخدوم جہانیاں سے یہ بھی منقول ہے کہ شیخ وجیہہ الدین نے اپنے والد محمد بن عبداللہ المعروف بہ عمویہ اور شیخ اخی فرخ زنجانی سے مشترکہ خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ حضرت محمد بن عبداللہ نے حضرت احمد اسود دینوری سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور حضرت احمد نے حضرت ممشاد دینوری سے اور حضرت ممشاد دینوری نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہم سے حاصل کیا۔

یہ حضرت ممشاد دینوری وہ نہیں جن کا ذکر ابو ممشاد علو دینوری کے نام سے سلسلۂ چشتیہ میں مرقوم ہے۔

حضرت اخی فرخ زنجانی کی وفات چہارشنبہ کو ماہ رجب ۴۵۷ھ میں ابوجعفر عبداللہ کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔ مزارِ منور قصبہ زنجان میں ہے۔

حضرت اخی فرخ زنجانی کو خرقۂ خلافت حضرت شیخ المشائخ قدوۃ الاولیاء سراج

Marfat.com

الاصفیاء حقائق شناس حضرت شیخ ابو العباس نہاوندی سے حاصل ہوا۔ ان کا نام احمد بن محمد بن الفضل ہے۔

نفحات میں درج ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بعض حضرات ایسے بلند ہمت ہوتے ہیں کہ ان کا بایاں ہاتھ حق تعالیٰ سبحانہٗ کی رضا کے خلاف کوئی کام کرے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو کاٹ دیتے ہیں۔

حضرت شیخ ابو العباس کو شمس العارفین بدر الکاملین حضرت شیخ المشائخ ابی عبد اللہ خفیف رضی اللہ عنہ سے خلافت حاصل تھی۔ ان کا نام محمد بن خفیف ہے۔ وہ اپنے وقت کے شیخ المشائخ تھے اور انہیں شیخ الاسلام کہتے تھے۔ علوم ظاہر و باطن میں مقتدا سمجھے جاتے تھے۔ اکثر اہلِ تصوف کی جماعتوں نے آپ سے ولایت حاصل کی ہے۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ حقائق و اسرار پر آپ کی جو نظر تھی وہ آپ کے عہد میں کسی اور کی نہ تھی۔ آپ کے بعد فارس میں کوئی ایسا نہ تھا جس کو آپ سے نسبت نہ ہو۔ جنہیں آپ سے نسبت ہے وہ خفیفان کہلاتے ہیں۔

مراۃ الاسرار میں درج ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے خادم سے کہا کہ میں گنہگار ہوں اور نیکی کے کاموں سے دور تھا۔ پاؤں میں رسی ڈال کر مجھے گھسیٹ کر باہر پھینک دینا ممکن ہے اس سے میری مغفرت ہو جائے۔ شیخ کی وفات کے بعد خادم نے شیخ کی نصیحت پر عمل شروع ہی کیا تھا کہ ہاتف غیب سے آواز آئی "اے بے خبر یہ کیا کرتا ہے۔ میرے عزیز کے ساتھ یہ سلوک"۔ آپ کے کمالات اور خوارق عادات اتنی ہیں کہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔

آپ کی وفات خلیفہ ابوبکر عبد الکریم بن مطیع کے عہد میں ۲۳ رمضان المبارک ۳۶۵ھ میں ہوئی۔ بعض ۳۳۱ھ بتاتے ہیں۔ سفینہ میں ۳۷۱ھ درج ہے۔ مرقد مبارک شیراز میں ہے۔ آپ نے ۹۵ سال عمر پائی۔ بعض کے قول کے مطابق ۱۰۴ سال آپ کی عمر تھی۔ حضرت شیخ عبد اللہ خفیف نے شیخ المشائخ مقتدائے روزگار پیشوائے اہل اسرار حضرت ابی محمد جعفر خراز اصطرخی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ مشائخ کبار میں سے تھے۔

حضرت ابو جعفر خراز نے حضرت شیخ المشائخ سلطان بن برہان العاشقین حضرت شیخ

Marfat.com

ابی عمر اصطراخ رضی اللہ عنہ سے جن کا نام مبارک عبدالرحیم تھا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔
حضرت عبدالرحیم اصطرخی نے شیخ المشائخ حضرت محمد عسکر المعروف ابو تراب نخشی سے خرقۂ خلافت پہنا تھا۔ اور شیخ ابو تراب نے حضرت شیخ حاتم اصم سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا آپکی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ اصم کی وجہ تسمیہ نفحات میں یہ درج ہے کہ آپ کسی ضعیفہ سے گفتگو کر رہے تھے کہ اس ضعیفہ کے منہ سے یہ نکلا کہ اصم (بہرے ہو) آپ نے یہ ظاہر کیا کہ واقعی اونچا سنتے ہیں۔ اس دن سے آپ کا یہ لقب پڑ گیا۔ ان کا مقولہ یہ ہے کہ عارف وہ ہے۔ کہ کوئی چیز اس سے تاریک نہو بلکہ تمام چیزیں اس سے روشن ہو جائیں۔ ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ دلوں کی اصلاح کے لئے عبادات سے زیادہ منفعت بخش کوئی چیز نہیں۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ جب انسان حق تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے تو وہ اولیاء اللہ کے خلاف زبان طعن دراز کرتا ہے اور ان کا انکار و رد کرتا ہے۔ کسی بزرگ نے آپکو کوئی چیز پیش کی جسے آپ نے قبول کر لیا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے میرا دل خوش ہوا اور اس کی عزت ہوئی قبول نہ کرتا تو میری عزت اور اس کی ذلت ہوتی۔
آپ کی وفات عبداللہ بن ہارون الرشید کے عہد خلافت میں ۲۱۴ھ اور بعض روایات کے مطابق ۲۳۰ھ میں ہوئی۔
حضرت حاتم اصم نے خرقۂ خلافت پیشوائے اولیائے نامدار خواجہ ابو علی شقیق ابن ابراہیم بلخی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت خواجہ ابو علی بلخ کے قدیم مشائخ اور طبقۂ اول میں سے ہوئے ہیں۔ نفحات سے منقول ہے کہ حضرت شقیق بلخی فرماتے تھے کہ توکل یہ ہے کہ اپنے دل کو مطمئن رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا۔ بلخ کی بعض تواریخ میں درج ہے کہ حضرت شقیق ۱۷۴ھ میں ولایت ختلان میں شہید کر دیئے گئے تھے۔ آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ حضرت ابو علی شقیق نے خرقۂ خلافت حضرت سلطان التارکین خواجہ ابراہیم ادھم رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا یہاں سے سلسلۂ سہروردیہ اور سلسلۂ چشتیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک چلا گیا ہے سلسلۂ چشتیہ میں ہمارے مشائخ کو حضرت خواجہ سدیدالدین سے نسبت حاصل ہے۔ اور سلسلۂ سہروردیہ میں حضرت شقیق بلخی سے۔ ہر دو صاحبان حضرت سلطان ابراہیم ادہم کے مرید و خلیفہ تھے

Marfat.com

بطور تتمہ یہاں حضرت شیخ محمود عرف راجن کا ذکر کیا جاتا ہے

مجالس حسنیہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ راجن نے احمد آباد میں رحلت فرمائی تھی۔ پانچ ماہ تک آپ وہیں مدفون رہے۔ بعد میں یہاں سے پٹن والہ نہر گجرات میں آپ کا مزار بنا۔ مجالس حسنیہ[1] سے منقول ہے کہ حضرت شیخ جمن نے ملک صدر جہاں بن مولانا خواجہ بن حضرت شیخ سراج الدین محمد کی زبانی سنا ہے کہ جب شیخ راجن حضرت شیخ ابو الفتح کی مجلس میں آئے تھے تو ہر شخص یہ کہتا تھا کہ آپ کے سر پر شیخ کمال الدین کی دستار دکھائی دے رہی ہے۔ ۱۲ صفر المظفر سنہ ۹۰۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔

---

[1] ملفوظ مبارک حضرت خواجہ حسن محمد چشتی

Marfat.com

وصل پنجم

ذکر خواجگان

قبلۂ اہل یقین، قدوۂ واصلین حبل متین مطلع انوار رب العالمین شیخ المشائخ حضرت جمال الملتہ والدین المعروف بہ شیخ جمن رح

آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت محمود راجن سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور ان کی مسند ارشاد پر بیٹھ کر تلقینِ خلائق کا سلسلہ شروع کیا۔ مجالسِ حسنیہ میں درج ہے کہ حضرت شیخ محمد بن شیخ حسن محمد نے اپنے والد بزرگوار سے دریافت کیا کہ حضرت شیخ جمن نے شیخ نصیر الدین ثانی (المعروف شیخ خواجہ) سے اجازت وخلافت حاصل کی تھی۔ حضرت حسن محمد نے فرمایا کہ شیخ جمن شیخ راجن اور شیخ نصیر الدین میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ آیا حضرت نصیر الدین سے انہوں نے خلافت بھی حاصل کی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ حاصل کی تھی۔ شیخ محمد بن شیخ حسن محمد فرماتے تھے کہ حضرت شیخ محمد بن شیخ جمن نے اپنے والد بزرگوار سے خلافت حاصل کی تھی۔ کاتب الحروف کے خیال میں چشتیہ سلسلہ میں آپ کو شیخ محمد بن شیخ حسن محمد سے نسبت حاصل تھی۔

مجالس حسنیہ سے منقول ہے کہ حضرت جمن کے اپنے ملفوظ میں لکھا ہے کہ ان کے والد شیخ محمود راجن سے خواجہ یعقوب کے کسی مرید نے کہا کہ چونکہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین نے شیخ برہان الدین کی دستار بندی کی تو ان کا کان دستار سے باہر نکلا رہا۔ چنانچہ اس دن سے شیخ برہان الدین اسی طرح دستار باندھنے لگے۔ ان کے مریدوں میں بھی یہی طریقہ چلا آتا ہے۔

مجالسِ حسنیہ میں ہے کہ جب شیخ نصیر الدین نے رحلت فرمائی تو شیخ جمن ان کے دونوں بیٹوں شیخ احمد و ابو محمد اور ان کی والدہ کو سلطان محمود (چاپانیر) کے پاس اجراء وظیفہ کے لئے لیکر گئے۔ اور چند روز چاپانیر میں رہے۔ شیخ نصیر الدین کی اہلیہ مفخر النساء نے حضرت شیخ جمن سے کہا کہ میں یہاں

Marfat.com

تنگ آ گئی ہوں۔ احمد آباد چلنا چاہیئے۔ حضرت شیخ جمن نے فرمایا کہ بادشاہوں کے کام بڑے مشکل ہوتے ہیں۔ لوگ تو چھ چھ ماہ انتظار میں گذار دیتے ہیں۔ آپ چند روز میں عاجز آ گئیں۔ بعد میں مفخر النساء نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ نصیر الدین تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو مشکل میں ہے۔ بزرگوں کی ارواح کے لئے کندوری دے تاکہ مشکل حل ہو جائے۔ کندوری کی تفصیل یہ ہے کہ دہ نیم اثار آرد۔ دہ نیم اثار گوشت۔ سوا دو اثار روغن زرد گاؤ میں پکا کر بزرگوں کی ارواح کو پہنچانے سے کام جلد ہو جاتا ہے۔

آپ جب خواب سے بیدار ہوئیں تو حضرت شیخ جمن کو یہ خواب بیان کیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ اس دن سلطان کسی سے ملاقات نہیں کرتا تھا۔ تاہم فخر النساء نے حسب فرمان اپنے دونوں بیٹوں کو سلطان کی طرف روانہ کیا اور خود کندوری پکانے میں مصروف ہو گئیں۔ جونہی شیخ جمن سلطان محمود کے مکان پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سلطان محمود تین آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہے۔ شیخ نے برخورداروں سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں سلطان کو خبر کرتا ہوں۔ حضرت شیخ جمن تشریف لے گئے۔ سلطان محمود کے خدمت گاروں نے انہیں دیکھ کر کہا کہ کیسے تشریف لائے۔ وہاں ایک کنیز بھی تھی وہ بولی شیخ نصیر الدین رحلت فرما گئے ہیں اور ان کے بچوں کو ہمراہ لیکر خبر کرنے آئے ہیں۔ بندگی شیخ جمن بچوں کو ہمراہ لے کر سلطان کے پاس گئے۔ سلطان نے دریافت کیا کہ یا شیخ یہ بچے کہاں سے آئے ہیں حضرت شیخ جمن نے کہا کہ بندگی حضرت شیخ نصیر الدین رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ بچے ان کے ہیں۔ سلطان محمود نے اظہار تاسف کیا اور کہا کہ مجھے ان سے ملاقات کا بڑا اشتیاق تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔ بعد میں دریافت کیا کہ حضرت شیخ کا وظیفہ کتنا تھا۔ شیخ جمن نے بتایا کہ ایک ہزار دو سو تنکہ۔ شیخ جمن نے کہا کہ شیخ نصیر الدین گوشہ نشین تھے وہ اپنے اوپر کچھ صرف نہیں کرتے تھے۔

ان دنوں دستور تھا کہ بعد رحلت نصف وظیفہ مقرر کیا جاتا تھا لیکن سلطان محمود نے ملک حمید الملک سے فرمایا کہ تمام وظیفہ ادا کیا جائے اور بارہ سوار زائد کر دیئے جائیں۔ حمید الملک نے عرض کیا کہ یہ بزرگ زادہ ہیں۔ انہیں پڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ ملازمت حاصل کریں۔ اس طرح ان کا پڑھنا ختم ہو جائیگا سلطان نے کہا کہ انہیں وظیفہ دیدو اور اسی مقدار میں جتنا مقرر تھا۔ حمید الملک کا قاعدہ تھا کہ وہ سلطان کے فرمانے پر اس وقت تک عمل نہیں کرتا تھا جب تک دوسرا پروانہ جاری نہ کر دیا جاتا۔

Marfat.com

اس وقت مجلس میں ملک یوسف موجود تھے۔ انہوں نے حمید الملک سے کہا کہ بادشاہ کا فرمان ہو چکا ہے لہذا ان کا مقررہ وظیفہ ان کو ادا کر دینا چاہئیے۔ چنانچہ حمید الملک نے تعمیل کی اور حضرت شیخ جمن واپس آ گئے۔ واپس آئے تو طعام تیار تھا۔

قطب الاولیاء حضرت شیخ حسن محمد فرماتے تھے کہ مشکل کام کو آسان کرنے کے لئے یہ طعام (کندوری) اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ کاتب الحروف نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے اور اسے سریع الاثر پایا۔ حضرت شیخ جمن بن شیخ راجن نے ۲۰ ذی الحجہ کو رحلت کی اور اپنے والد بزرگوار کے قریب دفن ہوئے۔

وصل ششم

ذکر خواجگان چشتیہ

قطب الاولیاء۔ شیخ الاتقیاء قدوۃ الاصفیا حضرت شیخ المشائخ الموسوم بہ محمد المعروف شیخ حسن محمد رضی اللہ عنہ

شیخ حسن محمد شیخ احمد معروف بہ میاں جیو کے بیٹے تھے اور شیخ میاں جیو شیخ نصیر الدین کے بیٹے تھے۔ شیخ نصیر الدین شیخ مجد الدین کے بیٹے اور حضرت مجد الدین شیخ سراج الدین کے بیٹے اور شیخ سراج الدین شیخ کمال الدین علامہ کے بیٹے تھے شیخ مجد الدین شیخ علم الدین کے بھائی تھے۔ اور شیخ حسن محمد شیخ جمن کے برادر زادہ تھے۔ آپ نے خرقۂ خلافت اپنے عم بزرگوار شیخ جمن سے حاصل کیا تھا آپ حلقۂ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ سنتِ پیران چشت کا احیاء کیا اور اپنے خاندان کا نام روشن کیا۔ آپ کے ملفوظات مجالس حسنیہ میں درج ہیں جنھیں شیخ محمد نے جمع کیا تھا۔ آپ کی تصانیف تفسیر محمد تعمیم الاوراد و رسالہ چہار برادران و حاشیہ تفسیر بیضاوی و حاشیہ قوت القلوب بر شرح مطالع و حاشیہ نزہت الازواج کافی مشہور ہیں۔ تصانیف کی کل تعداد بیالیس ہے۔ آپ کے خوارق و کمالات حدِ بیان سے باہر ہیں۔ خلفاء کی تعداد کافی ہے۔ خاص طور پر آپ کے فرزند شیخ مظہر اللہ اتمام الصمد

Marfat.com

شیخ محمد آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے اوصاف پر شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کے شعر صادق آتے ہیں۔

فزوں است اوصاف شاہ از حساب — نگنجد دریں تنگ میداں کتاب

گر آں جملہ را سعدی انشاء کند — مگر دفتر دیگر املا کند

قطب الاقطاب شیخ حسن محمد کے جو فرمودات مجالس حسنیہ میں درج ہیں ان میں سے چند یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جو فرزند پیدا ہوتا تھا آپ اسے کسی کام میں مشغول کر دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ چند فرزند پیدا ہوئے جن میں ہر ایک جس کام کا اہل تھا اسے وہ کام سپرد کر دیا گیا۔ شیث علیہ السلام چونکہ محبوب تھے۔ مہتر آدم علیہ السلام کو تامل تھا کہ ان کے لائق کونسا کام ہے۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ شیث صوفی ہیں۔ بعد ازاں شیث علیہ السلام تنہائی میں مشغول ہو گئے۔ جب خلق کا آپ سے تعلق قائم ہوا اور لوگوں کی آپ کے ہاں آمد ورفت جاری ہوئی تو مہتر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو مقراض دی اور کہا کہ جو شخص آپ سے تعلق قائم کرنا چاہے تو اس مقراض سے اس کے سر کے بال کاٹ لیا کریں تاکہ اس کے اور تمہارے درمیان تعلق قائم ہو مقراض کی غایت یہی ہے۔ خرقۂ خلافت کے باب میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسے مہتر ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب نمرود لعین نے ابراہیم خلیل اللہ کو منجنیق میں بٹھایا اور آگ سلگائی تو اس وقت آپکو ننگا کر دیا۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بہشت سے پیراہن لائے اور آپ کو پہنایا جس سے آگ باغ میں تبدیل ہو گئی۔ بعض حضرات ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ منسوب کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العزت سے خرقہ حاصل کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے یاروں سے سوال کریں کہ اگر یہ خرقہ ان کو دیا جائے تو وہ کیا کریں گے۔ چنانچہ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر یہ خرقہ تم کو دیا جائے تو تم کیا کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں صدق کی راہ اختیار کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں عدل و انصاف اختیار کروں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ نے کہا کہ میں سخاوت و عطا سے کام لوں گا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اس خرقہ سے خلق کی پردہ پوشی کروں گا۔ بعد میں رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جس نے

Marfat.com

جیسا جواب دیا ہے اس کو ویسا ہی خرقہ ملے گا۔

قطب الاولیاء شیخ حسن محمد کہتے ہیں کہ سید محمد گیسو دراز فرماتے تھے کہ جو شخص صوفی بننا چاہتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ ہر روز ہزار بار سورۂ اخلاص اور ہزار بار درود پڑھا کرے۔

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ حسن محمد کی خدمت میں کوئی شخص لاہور سے آیا اور کہا کہ اس زمانہ میں کوئی اہل سماع نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اہل سماع نہ ہوں تو دنیا ہلاک ہو جائے۔ اس شخص نے کہا کہ ماضی میں شیخ نصیر الدین، سلطان المشائخ اور حضرت گنج شکر جیسے حضرات تھے۔ اب ان جیسا کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں بھی لوگ ایسا ہی کہا کرتے تھے۔

قطب الاقطاب شیخ حسن محمد فرماتے تھے کہ اگر درویش جس کی عادت اپنے حال کو مخفی رکھنا ہے لوگوں کے سامنے بیان کرنے لگے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔

میرے شیخ غریب پرور (خواجہ عاقل محمدؒ) فرماتے تھے کہ ان کے والد بزرگوار قدوۃ العارفین میاں شریف جیوؒ نے آخری عمر میں امور مخفیہ بیان کرنے لگے تھے۔ چنانچہ غریب پرور نے اس واقعہ کا ذکر اپنے شیخ خواجہ نور محمد سے کیا۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے محمد میاں شریف میدان میں آ گئے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ نے رحلت فرمائی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

قطب الاولیاء شیخ حسن محمد سلسلۂ قادریہ عالیہ میں حضرت محمد غیاث نوربخش سے بھی نسبت رکھتے تھے اور ان سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا تھا۔ چنانچہ ہمارے مشائخ میں شجرۂ قادریہ بھی جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

اسی نسبت سے اس فصل میں سلسلۂ قادریہ عالیہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت غریب پرور کی زبان سے سنا ہے اور خلاصۃ الفوائد میں درج ہے کہ حضرت قطب جہان آبادی شیخ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو سلسلۂ قادریہ میں بیعت کرایا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ سلسلۂ چشتیہ بہشتیہ میں بڑی محنت کی ضرورت ہے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا دامن بڑا فراخ ہے جس میں ہر شخص کے چھپنے کی گنجائش موجود ہے۔

Marfat.com

ذکر مشائخ قادریہ

اس سلسلہ کا شجرۂ طیبہ سیدّ المرسلین خاتم النبییّن حبیبِ ربّ العالمین فخر الاوّلین والآخرین سے شروع ہوتا ہے

محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن حضرت عبد اللہ بن حضرت عبد المطلب بن حضرت ہاشم بن عبد المناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن نزار بن معد بن عدنان

آپ کی ولادت باسعادت باتفاق علماء و اہلِ سِیَر بعد از طلوع صبح صادق اور آفتاب طلوع ہونے سے پہلے دوشنبہ کو ہوئی اور بقول امام محمد باقر رضی اللہ عنہ آپ کی ولادت ۱۰ ماہ ربیع الاول کو ہوئی۔ جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو آپ پر آثار وحی ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ مراۃ الاسرار سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کی عمر ۴۱ سال کی ہوئی تو آپ غار حرا میں بطریق معہود عبادت میں مشغول تھے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام آنحضرتؐ کے سامنے ظاہر ہوئے۔ اور آپ کو سورۂ کریمہ اقراء باسم ربک الذی کی تعلیم دی۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا و مروہ کے درمیان لے گئے آپ نے زمین پر اپنے دونوں پیر مارے تو چشمۂ آب جاری ہو گیا چنانچہ پہلے خود جبرئیل علیہ السلام نے وضو کیا پھر اس طریق پر آنحضرتؐ نے بھی وضو کیا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے امامت کی اور دو رکعت نماز پڑھی۔ آنحضرتؐ نے ان کی اقتدا کی۔ اس وقت جبرئیل نے کہا کہ وضو اور نماز کا یہ طریقہ ہے۔ جب سے مشائخ کے ہاں یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ مرید کو تلقین کرتے وقت اس کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی جاتی ہے۔

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول سلہ ھ ہے۔ چنانچہ شعر ہے

در دوازدہ ربیع الاول باعز و شان سرور پیغمبراں با ذات حق شد ہمقراں

یہ شعر مولائی و مخدومی و استاذی مولوی غوث بخش جیو مدظلہٗ کا ہے۔ انہوں نے تحقیق کر کے اکثر عرسوں کی تاریخ نظم کی ہے۔ بعض کے قول کے مطابق ماہ مذکور کی دوسری تاریخ ہے

Marfat.com

مرأۃ الاسرار سے منقول ہے کہ حضرت سلطان المشائخ راحت القلوب میں صحاح احادیث سے بروایت علی کرم اللہ وجہہ لکھتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ کی وفات ۲ ماہ ربیع الاول کو ہوئی۔ اگلا روز معجزے اور نماز جنازہ کے لئے تھا۔

آنحضرت کی ازواج مطہرات کے ۹ حجرے تھے۔ ہر حجرے میں روزانہ باری باری کھانا پکتا اور فاتحہ دلائی جاتی۔ بارھویں دن ابوبکر صدیقؓ نے کافی طعام پکوایا اور اس پر فاتحہ دلا کر اہلِ مدینہ میں تقسیم کرایا جس سے بارھویں کی شہرت ہوئی۔ اب اسی پر اہلِ اسلام کا عمل ہے بارھویں آنحضرت کے عرس کے مہینے کی تاریخ ہے۔ تاہم آپؐ نے ۲ ربیع الاول کو وفات پائی۔ اسی بنا پر اکثر پیران چشت اس ماہ کی ۲ تاریخ کو عرس کرتے ہیں۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خرقۂ خلافت امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ کو عطا فرمایا۔

قصیدہ

آفتابِ وجودِ اہلِ صفا — واں امامِ متیں ولیٔ خدا
آں امام کہ قائم است بحق — وز زمین در زماں وارض وسما
اوست جانِ حقیقۃ انساں — جملہ فانی شوند او برجا
او بعلم است بر سرِ عالم — او بفقر است بر سرِ فقرا
تا شود روشنت کہ دالی واست — با من اے خواجہ کم کن ایں غوغا
مومناں جملہ رو بادو دارند — کہ امیر است ہادی و مولا
گفت احمد خود از سرِ تحقیق — کہ علی است ولی ہر دو سرا
سرِ او دید سید کونین — در شب قرب در مقامِ دنیٰ
او علی می شنید نطقِ علی — یعنی جز علی نبود آنجا
ذرۂ نیست جز مشیتِ او — از ثریٰ تا نکہ فوق فرق ثریٰ
عارفاں را جمال وقدرت قدر — شادیٔ جان مردمِ عرفا

Marfat.com

ما ہمہ ذرہ ایم او خورشید　　ما ہمہ قطرہ ایم او دریا
ما ہمہ مردہ ایم او زندہ　　ما ہمہ پستی ایم او اعلیٰ
شمس دیں چونکہ صادقی در عشق　　جاں فدا کن برائے آں مولیٰ
تا شود جانت داصل جاناں　　تا شود قطرہ ات سوئی دریا

بندۂ خانداں بجاں مے باش
گر بخواہی رسی بہ تحت لوا

امام المشارق والمغارب ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو ابن ملجم کے ہاتھوں سے زخمی ہوئے اور ۲۱ ماہ رمضان کو واصل بحق ہوئے۔

بست یک بود از مہ رمضاں کہ شاہ ابن علی
بر سرد برگ شہادت شد گل باغ جناں

حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے حسنین علیہم السلام اور شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری و خواجہ کمیل بن زیاد نخعی کو خرقۂ خلافت عنایت فرمایا۔

آپ سے چار پیر اور چودہ خانوادے منسوب ہیں (۱) زیدیاں (۲) عیاضیاں (۳) ادھمیاں (۴) ہبیریاں (۵) چشتیاں (۶) عجمیاں (۷) طیفوریاں (۸) کرخیاں (۹) سقطیاں (۱۰) جنیدیاں (۱۱) گاذرونیاں (۱۲) طوسیاں (۱۳) سہروردیاں (۱۴) فردوسیاں۔

ان خانوادوں سے ۱۲ مزید خانوادے نکلے جو یہ ہیں :۔ (۱) قادریہ غوثیہ (۲) سبرویہ (۳) نقشبندیہ (۴) نوریہ (۵) خضرویہ (۶) شطاریہ (۷) حسینیہ بخاریہ (۸) زاہدیہ (۹) الفاریہ (۱۰) صفویہ (۱۱) عیدروسیہ (۱۲) قلندریہ۔

سلسلہ قادریہ سید شباب اہل جنت حضرت امام حسین علیہ السلام کے واسطہ سے ہے جن کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

حضرت امام حسین کی ولادت مدینہ منورہ میں سہ شنبہ ۴ شعبان کو ہجرت کے چوتھے سال ہوئی آپ کے ایام حمل کی مدت ۶ ماہ تھی۔ کوئی اور فرزند اتنی کم مدت حمل میں نہیں رہا۔ حضرت یحییٰ بن ذکریا پیغمبر علیہ السلام اور آپ کی شہادت کربلا میں روز شنبہ عاشورہ کو بوقت نماز ہوئی۔ بعض قول

Marfat.com

کے مطابق جمعہ کا روز نماز جمعہ کا وقت اور سال ۶۱ھ تھا۔

جرعۂ شہد شہادت خورد و تشنہ لب حسین

روز عاشورہ چنانچہ ہست در عالم عیاں

خرقۂ خلافت دست بدست ائمہ اطہار اور مشائخ کبار تک پہنچتا رہا ہے۔ امام زین العابدین جن کی کنیت ابو محمد۔ ابوالحسن اور ابو بکر ہے اور لقب علی حضرت امام حسین کے فرزند اور چوتھے امام ہیں۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳۳ھ کو ہوئی۔ بعض ۳۸ھ اور بعض ۳۶ھ بتاتے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء شہر بانو دختر یزدجرد تھیں جو نوشیروان عادل کی اولاد میں سے تھیں۔ آپ نے ۶۱ سال کی عمر پائی۔ ۶۲۔ ۵۸۔ ۵۶ سال بھی بتائی جاتی ہے۔ آپ جب بھی وضو کرتے تو چہرۂ مبارک زرد ہو جاتا اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ آپ کا وصال ۱۸ محرم کی رات کو ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں ہوا۔

ہژدہم ماہِ محرم ساجد درگاہ قدس

شاہِ زین العابدین رخت سفر بست از جہاں

آپ کی قبر امام حسن رضؓ کی قبر کے نزدیک ہے۔

محمد باقر بن زین العابدین پانچویں امام تھے۔ آپ کی کنیت ابو جعفر لقب باقر اور نام محمد ہے۔ آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں امیر المومنین امام حسین کی شہادت سے تین سال قبل بروز جمعہ بتاریخ ۳ یا صفر ۵۷ھ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ سیدۃ النساء فاطمہ بنت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ آپ نے ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ۶۳ اور ۵۸ سال بھی بتائی جاتی ہے۔ سال وصال ۱۱۴ھ ہے۔ ۱۱۸ھ اور ۱۱۷ھ کی روایت بھی بیان کی جاتی ہے۔ روز دوشنبہ اور تاریخ ۷ ذی الحجہ تھی۔

مرقد مبارک بقیع میں امام زین العابدین کے مزار کے قریب ہے۔

Marfat.com

سرحلقۂ اکمل عارفین۔ محبوبِ ربّ العالمین
امام بالحق والثواب ناطق حضرت امام جعفر صادق

آپ کی کنیت ابو عبداللہ یا ابو اسماعیل ہے۔ لقب صادق اور نام جعفر بن محمد بن علی بن حسین ہے۔ چھٹے امام ہیں۔ والدہ شریفہ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق ہیں۔ خرقۂ خلافت امام محمد باقر اور اپنی والدہ کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ سے حاصل کیا۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر نے حضرت سلمان فارسی سے اور انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضؓ سے حاصل کیا۔ چنانچہ سلسلۂ نقشبندیہ میں یہ نسبت مذکور ہے۔

امام جعفر صادق کی ولادت ۱۷ ربیع الاول کو وصال دوشنبہ ۱۵ رجب کو ۱۴۸ھ میں ہوا۔

پانزدہ چوں از رجب پیوست شد رحلت گزیں
جعفر صادق امام باصفا صدق و یقیں

پیشوائے اہل عرفاں۔ معشوق ربّ المنان
قبلۂ ہر دو جہاں حضرت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضؓ

آپ کی کنیت ابو الحسن و ابو ابراہیم۔ لقب کاظم اور نام موسیٰ ہے۔ ساتویں امام ہیں۔ آپ کی ولادت بروز یک شنبہ، صفر ۱۲۸ھ کو ہوئی اور ۵۵ سال کی عمر ہوئی۔ بعض ۵۴ سال بتاتے ہیں۔ امامت کی مدت ۳۵ سال ہے۔ آپ کا مقبرہ بغداد میں ہے۔

Marfat.com

قبلۂ جملہ اولیأ ۔ کعبۂ اہلِ صدق وصفا ۔ محبوبِ خالق ارض وسما حضرت علی موسیٰ رضا بن امام موسےٰ کاظم رض

آپ آٹھویں امام ہیں ۔ کنیت ابوالحسن ہے ۔ لقب رضا اور نام علی ہے ۔ ولادت مدینہ منورہ میں بروز پنج شنبہ ۱۱ ربیع الآخر کو ۱۵۳ھ میں ہوئی ۔ آپ کی والدہ فرماتی تھیں کہ جب رضا حمل میں آئے تو انہیں کسی قسم کی تکلیفِ حمل نہیں ہوئی اور خواب میں اپنے شکم سے تسبیح وتحلیل کی آواز سنتی تھیں ۔ جب پیدا ہوئے تو ان کے ہاتھ زمین پر اور روئے مبارک آسمان کی طرف تھا ، اور لب ہائے مبارک ہل رہے تھے ۔ جیسے کہ وہ مناجات کر رہے ہیں ۔ ۴۹ سال کی عمر پائی ۔ بعض ۴۴ اور ۵۴ اور ۵۰ سال بھی لکھتے ہیں ۔

صاحبِ منتخب التاریخ لکھتے ہیں کہ امام ہمام کی وفات آخر ماہ صفر ۱۹۳ھ میں بمقام طوس (مشہد) میں ہوئی ۔

مراۃ الاسرار سے منقول ہے کہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کتاب چہل مجلس میں لکھتے ہیں کہ امام رضا رضی اللہ عنہ خلیفہ مامون کے طلب کرنے پر باغ میں گئے اور خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے زہر آلود انگور کے چند دانے آپ کو کھانے کے لئے پیش کئے ۔ آپ سمجھ گئے کہ وقتِ وفات قریب آگیا ہے چنانچہ اسی روز اپنے فرزند محمد تقی کو جو سات سال کے تھے بغداد سے طوس طلب کیا اور وصیت کی کہ مجھے فلاں جگہ اور فلاں پتھر کے نیچے دفن کر دینا ۔ اور بالغ ہونے پر میری امانت جو فلاں درخت کے نیچے ہے اس کا خیال رکھنا (یہ جفر کی کتاب تھی جس کے آپ جامع تھے ۔)

Marfat.com

مقتدائے اہلِ عرفاں ۔ رہنمائے عاشقاں محبوبِ ایزدِ سبحاں ۔ وسیلۂ دوجہانیاں للّٰہ باللّٰہ فی اللّٰہ معروف ۔ شیخ المشائخ شیخ معروف کرخی قدس سرہٗ

آپ مشائخ کے طبقہ اولیٰ میں سے ہیں ۔ کنیت ابو محفوظ ۔ والد کا نام فیروز ۔ بعض فیروزان اور بعض فیروز بن علی کرخی لکھتے ہیں ۔ آپ کے والد امام موسیٰ رضا کے آزاد کردہ تھے ۔ اور ان کے دربان رہ چکے تھے ۔ ان کے ہی ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے ۔ آپ کی قبر بغداد میں ہے ۔ وہاں دعائیں بڑی مستجاب ہوتی ہیں

ثانیٔ ماہِ محرم با خدا شد ہم وصال
خواجۂ معروف کرخی عارفِ رازِ نہاں

۲۰۰ھ میں وفات پائی ۔

معدنِ اسرارِ معرفت ۔ مخزنِ کنوزِ ہدایت مطلعِ انوارِ صمدیت ۔ شیخ المشائخ سری سقطی[۲] بن المغلس السقطی

آپ طبقہ اولیٰ میں سے تھے ۔ کنیت ابوالحسن تھی ۔ آپ کا وصال ماہ رمضان میں ۲۵۳ھ

[۱] آپ حضرت داؤد طائی کے خلیفہ اور حضرت سری سقطی کے استاد تھے ۔ آپ نے وقتِ وفات وصیت کی تھی کہ جو کوئی میرا جنازہ اٹھائے گا میں اس میں سے ہوں گا ۔ چنانچہ یہود یان اور ترسان نے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اٹھا سکے ۔ آخر مسلمانوں نے اٹھایا اور تجہیز و تکفین کی

[۲] آپ مرید و خلیفہ حضرت معروف کرخی کے تھے اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے خالو تھے

Marfat.com

کو ہوا ۔ مرقد مبارک شونیزیہ بغداد میں ہے ۔

سید الطائفہ اولیائے محبوب سرورِ انبیاء شیخ المشائخ حضرت جنید بغدادی رض

آپ کا شمار طبقہ دوم میں ہوتا ہے ۔ کنیت ابوالقاسم ۔ لقب قواریری ۔ زجاج اور خراز تھا ۔ آپ کے والد آبگینہ فروش تھے ۔ آپ کی اصل نہاوند اور مولد و منشا بغداد ہے ۔ آپ کا ارشاد ہے کہ التصوف کلھم ادب ۔

آپ کا وصال بروز شنبہ ۲۹۷ھ میں ہوا ۔ تاریخ یافعی میں ۲۹۸ھ درج ہے ۔ اور بعض اقوال کے مطابق ۲۹۹ھ ہے ۔

مستغرق جمال لایزال، مست بادۂ وصال شیخ المشائخ شیخ ابوبکر شبلی رض

چوتھے طبقے سے آپ کا تعلق تھا ۔ نام جعفر بن یونس تھا ۔ قبر مبارک بغداد میں ہے ۔ جس پر جعفر بن یونس تحریر ہے ۔ حضرت شیخ جنید آپ کو تاج قوم کہتے تھے ۔ آپ کا وصال ۳۳۴ھ میں ہوا ۔

ک حضرت سری سقطی کے مرید و خلیفہ تھے ۔ سب سے پہلے علم اشارات آپ سے ہی مشتہر ہوا آپ نے ہی علم ادب اور تصوف کو جمع کیا ۔ آپ نے ۳۰ برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ۔ ۳۰ برس تک پاؤں نہیں پھیلائے ۔

ک آپ مرید و خلیفہ جنید بغدادی کے تھے ۔ مذہب مالکی رکھتے تھے ۔ کتاب موطا حفظ تھی ۔

Marfat.com

مقتدائے روزگار ۔ پیشوائے مشائخ کبار سرور اولیائے نامدار حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی[ا] رح

آپ کی کنیت ابوالفضل ہے ۔ آپ کے والد کا نام عبدالعزیز بن حرث تھا ۔ جو بزرگان طائف میں سے تھے ۔ آپ کا وصال جمادی الآخر میں ۴۲۵ھ کو ہوا ۔ مرقد مبارک حضرت امام احمد بن حنبل کے مقبرہ کے پاس ہے ۔

قدوۃ الاولیأ جہاں ۔ برگزیدہ مشائخ دوراں صاحب مقامات بلند ۔ مظہر کرامات ارجمند ، شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رض

آپ کا مولد طرطوس (اندلس) ہے ۔ جس کی مناسبت سے طرطوسی کہلاتے ہیں ۔ آپ صاحب مقامات وکرامات تھے ۔ خوارق عادات کا بہت ظہور ہوتا تھا ۔ سلطان الاقطاب قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی اسی سلسلے میں نسبت رکھتے تھے ۔

[ا] ۔ تمیم عرب کا ایک قبیلہ ہے ۔ آپ اپنے والد شیخ عبدالعزیز کے مرید تھے ۔ اور وہ حضرت ابابکر شبلی کے مرید وخلیفہ تھے ۔

Marfat.com

شاہ اقلیم ولایت، سلطان ممالک کرامت بحرِ محیط فیضِ بسیط حضرت شیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ

آپ کا نام علی بن محمد یوسف بن جعفر القریشی الہکاری ہے۔ ہکّار بہ فتح ہا و تشدید کاف و رائے مہلہ ہے۔ یہ جگہ موصل کے توابع میں سے ہے۔ آپ اپنے عہد کے مشائخ کبار اور مقتدائے عرفا میں سے تھے اور خوارق عادات و کرامات کے مالک تھے۔ آپ کا وصال ۴۸۶ھ میں ہوا۔

سلطان الاولیاؑ۔ برہان الاتقیاؑ۔ قدوۂ عارفاں قبلۂ سالکانِ طریقت، واقفِ اسرارِ حقیقت، جامع علوم ظاہر و باطن قاضی شیخ فضل اللہ ابوسعید المبارک علی المخزومیؒ

آپ کی کنیت ابوسعید، لقب شیخ فضل اللہ اور نام مبارک ہے۔ والد بزرگوار کا نام علی المخزومی تھا۔ سفینۃ الاولیاؑ میں آیا ہے کہ آپ کے جد کا نام حسین مخزومی تھا۔ حنبلی مذہب تھا۔ قطب ربّانی غوث صمدانی محبوب سبحانی بھی آپ سے وابستہ رہے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی اور شیخ عبدالغفور لاری نے لکھا ہے کہ ابومحمد عبدالقادر فرزند ابی صالح پسر عبداللہ حنبلی نے ابوسعید مبارک پسر علی مخزومی سے خرقہ پہنا۔ انہوں نے شیخ ابوالحسن پسر یوسف قریشی سے اور انہوں نے شیخ ابوالفرح طرطوسی سے اور انہوں نے شیخ ابوالفضل عبدالواحد پسر عبدالعزیز تمیمی سے اور انہوں نے ابوبکر شبلی

لہ آپ حضرت ابوالفرح طرطوسی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کو بایزید بسطامی کی روح پر فتوح سے بھی فیض حاصل تھا۔

Marfat.com

قدس سرہٗ سے خرقہ خلافت پہنا۔ خزانہ جلالی میں حضرت ابوسعید سے حضرت ابوبکر شبلی نے یہی نسبت تحریر کی ہے۔ حضرت شیخ ابوالمعالی نے اس نسبت کو یوں نظم کیا ہے۔

شاہ باخرقہ زبوسعد مبارک دارد　　　او خرد از بوالحسن و بوالحسن از طرطوسی

بوالفرح آں شہ طرطوس ز عبدالواحد　　　او ز شبلی است بدیں خلف دایں طوسی

سفینۃ الاولیاء میں آپ کے وصال کی تاریخ ماہ محرم ۵۱۳ھ درج ہے

سلطان سلاطینِ ولایت، قطب اقطاب ہدایت قطب ربانی حضرت غوث صمدانی۔ محبوب سبحانی نائب ختم الرسل، ہموارہ شاہِ اولیاء، غوث الاعظم شیخ محی الدین شہِ ارض وسما حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابومحمد، لقب محی الدین ہے۔ آپ کے اصحاب میں کسی کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ ایک بار سیاحت کے بعد واپس بغداد آیا۔ جمعہ کا روز اور ۵۱۱ھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیمار ہے اور سخت زار و نزار ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے قریب بلایا اور اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اتنے میں فربہ اور تر و تازہ ہو گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے نہیں پہچانا۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں تمہارے جد کا دین ہوں۔ سخت پژمردہ تھا کہ حق تعالیٰ نے مجھے تیری برکت سے زندہ کر دیا۔ (محی الدین کی یہی وجہ تسمیہ ہے) اس کے بعد میں شہر کی جامع مسجد میں گیا۔ خلقت کا بہت ہجوم تھا ہر شخص نے میرے ہاتھ چومے اور کہا کہ یا محی الدین، حالانکہ اس سے پہلے میں اس لقب سے مشہور

Marfat.com

نہ تھا۔ آپ کی تاریخ ولادت حضرت شیخ ابوالمعالی نے حسن تعمیہ کے ساتھ یہ نکالی ہے

باغ نبوی کے بود واقع نادر | زاں باغ چو گل دمید عبدالقادر
چیزے کہ بزیر گل دراں ہست بداں | تاریخ ولادتش یقیناً ظاہر

یہ اشعار بھی آپ کی تاریخ ولادت میں ہیں۔

بادشاہے کہ اولیاء اللہ | زیر پایش نہادہ جملہ رکاب
زاں ولی مالک رقاب آمد | سال تاریخ مولدش بحساب

آپ کا نسب والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہے۔ حضرت ابو محمد عبدالقادر بن ابوالصالح موسیٰ جنگی بن عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ جون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر۔ لقب ام الجبار اور نام فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعی ہے۔ آپ اکابر مشائخ گیلان مقتدائے اولیائے زمان اور مستجاب الدعوات تھیں۔ جو چاہتی تھیں حق تعالیٰ پورا کر دیتا تھا۔

حضرت شیخ عبدالرزاق بن حضرت غوث اعظم سے منقول ہے کہ جب حضرت غوث صمدانی رحم مادر میں تشریف لائے تو آپ کی والدہ مکرمہ کی عمر ۶۰ سال تھی جسے زمانہ یاس کہا جاتا ہے آپ کی والدہ فرماتی تھیں کہ یہ آپ کی ہی کرامت تھی کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ رمضان کے مہینے میں آپ والدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ ایک دفعہ ہلال رمضان ابر میں چھپ گیا۔ لوگوں نے اس کے متعلق مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا میرے بیٹے نے دودھ نہیں پیا۔ چنانچہ بعد میں پتہ چلا کہ وہ رمضان کا دن تھا۔

حلیۂ مبارک آپ کا سر بڑا۔ چہرہ خوبصورت۔ داڑھی لمبی اور چوڑی۔ سینہ فراخ جسم نحیف۔ قد متوسط۔ رنگ گندم گوں اور آواز بھاری تھی جس سے سننے والے پر رعب اور ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔ لباس علما کے طریقہ کے مطابق تھا کبھی تہمد اور کبھی پاجامہ استعمال کرتے تھے۔ اس کپڑے کی قیمت ایک دینار فی گز ہوتی۔ جیل سے آپ کی نسبت یہ ہے کہ آپ

Marfat.com

کی پیدائش دہیں کی تھی۔ اسے گیس۔ جیل اور جیلان و گیلان بھی کہتے ہیں جسنی و حسینی کی رعایت یہ ہے کہ عبد اللہ محض کے والد حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی کرم اللہ وجہٗ تھے اور حضرت عبد اللہ محض کی والدہ فاطمہ بنت امام حسین بن حضرت علی کرم اللہ وجہٗ تھیں۔

نفحات میں مذکور ہے کہ آپ نے رباط میں اپنی مجلس کے دوران جس میں پچاس کے قریب مشائخ موجود تھے اور جن میں شیخ علی ہیتی۔ شیخ بقا ابن بطوا۔ شیخ ابو سعید قیلوی۔ شیخ ابو نجیب سہروردی۔ شیخ جاگیر۔ قضیب البان موصلی اور شیخ ابو مسعود وغیرہ بھی تھے۔ فرمایا کہ قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ شیخ علی ہیتی منبر پر آئے حضرت کے قدم مبارک پکڑے اور اپنی گردن پر رکھ لئے اسی طرح تمام مشائخ کبار نے اپنی گردنیں آپ کے آگے جھکا دیں۔ شیخ ابو سعید قیلوی نے کہا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلی نے جس وقت قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہا تو اس وقت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دائیں ہاتھ پر تھے اور ملائک مقربین و اولیاء متقدمین و متاخرین بھی موجود تھے سب نے اپنا جامہ اور خلعت آپ کو پہنائی۔ ملائکہ اور رجال الغیب مجلس میں موجود تھے۔ صفیں باندھے ہوا میں کھڑے تھے۔ روئے زمین پر کوئی ولی نہیں رہا تھا۔ صرف عجم کا ایک شخص تھا جس نے آپ کی تواضع نہ کی اور اس کے چہرے کا تل چھل گیا۔

تحفۂ قادریہ میں شیخ ابو البرکات سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سوائے شیخ عبد القادر کے مشائخ متقدمین سے کسی اور نے کہا کہ قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر میں نے سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ حضرت شیخ نے ایسا کہا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مقام فردیت میں تھے۔ میں نے کہا کہ ہر دور میں ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لیکن ان میں کوئی مامور نہ تھا اور کسی کو آنحضرت جیسا مقام حاصل نہ تھا۔ میں نے کہا کیا آپ اس قول کے لئے مامور تھے انہوں نے کہا کہ ہاں یہ تحقیق ہے کہ آپ اس کام پر مامور تھے۔

شیخ ابو المعالی کا یہ قصیدہ غوثیہ برائے حاجت روائی بہت مشہور ہے۔ مشائخ کرام عراق کی جانب منہ کر کے اسے پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

قصیدہ

از رہِ فقر و فنا کوئے شہِ بحر و برم
تا ز جان و دل گدائے شیخ عبدالقادرم

ہست دائم در طواف کعبۂ کویش دلم
در رہِ صدق و صفا ایں است حج اکبرم

چشمِ من تا از ہوائے خلد کویش کوثر است
آبِ حسرت میخورد در خواں ز خونِ کوثرم

می نہم گریاں رخ خود بر درت ہر صبح و شام
رحمتی بر روئے گرد آلودۂ چشمِ ترم

چند روزے شد کہ محرومم ازاں و مردہ ام
جلوۂ جاں پرورم فرما کہ تا جاں پرورم

اے صبا از من بہ آں سلطانِ گیلانی بگو
سوختم اکنوں بیا بر بادۂ خاکسترم

مردم از غم الغیاث اے غوثِ اعظم الغیاث
وقت آں آمد کہ بنمائے جمالِ انورم

چوں نمی بینی کنوں سویم ز عینِ مرحمت
جائے آں دارد کہ در دنیا نہ بینی دیگرم

بے جمالِ جاں فزایت زندگانی مشکل است
رحمتے ورنہ تن و ایں خرقہ برہم میدرم

غرۂ لطف تو بودم کس نیاورد م بچشم
زاں بچشمِ غیرت آوردند محنت بر سرم

نیست یا غوث ما بہ من جرم و گناہ از ہیچ دے
رو مکش از من کہ پس بیدل خراب و ابترم

کردمی پرواز بر گلزارِ کویت صد ہزار
چوں پرم سنگِ جفا بشکستہ است اکنوں پرم

شد ز تابِ آتشِ غم تن مرا انگشت ساں
ہست گوئی خرقۂ ماتم ز حسرت در برم

در تب و تابم شب و روز از عنایت رحمتی
میخورد خونم غم و من ہم بغم خوں میخورم

ماندہ ام در کنجِ غم از بے التفاتی ہائے تو
ہمچو صدیقہ بمحنت روزگارے می برم

دارم امید آنکہ از برجِ سعادت با صفا
گر بود طالع ہمایون و فروزاں اخترم

یکدم اے پیرِ مبارک نہ قدم از روئے لطف
نہ بروئے من چہ شد آخر ہماں خاک درم

می کنم ختم سخن تا چند گویم سوزِ دل
کز نوشتن با قلم در نالہ آمد دفترم

گر گناہے رفتہ باشد توبہ کردم ز سر
عذر من بپذیر نہ از لطف افسر بر سرم

چیست در پیش کرمہائے تو جرم غربتی
الکرم یا غوث اعظم یا ترحم والکرم

Marfat.com

حضرت سید محمد جعفر مکیؒ نے اپنی تصنیف بحر المعانی میں لکھا ہے کہ میں کشتی میں خضر علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا تھا۔ شاہدانِ لایزال کا ذکر چھڑا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ اور حضرت معشوق الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مقام معشوقی حاصل تھا۔ اور آپ جیسا مقام کسی اور کو حاصل نہ تھا۔ سلوک میں اکثر کی عمر نے وفا نہ کی۔

حضرت شیخ عبدالوہاب خلف حضرت محبوب سبحانی نے وصیت طلب کی۔ جس پر آپ نے فرمایا:۔

بتقوی اللہ والطاعتہ ولا تخفف احداً ولا تبرح دوکل الحوائج الی اللہ تعالیٰ کلتھا واطلب منہ ولا تتشکی باحدٍ سوئے اللہ وخذ التوحید الاھلیہ اجتماع الکل۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ کسی سے مت ڈرو۔ تکبر مت کرو۔ اپنی تمام حاجات اللہ سے طلب کرو۔ اللہ کے سوا کسی سے توقع نہ رکھو۔ توحید کو لازم کرو۔ اجتماع کلی کے ساتھ۔ کثرت کو وحدت میں گم کردو۔

آنحضرت کا عرس مبارک ۹ ربیع الآخر کو ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۴۷۱ھ کو اور وصال ۵۶۲ھ کو بوقت بعد از نماز عشاء شب شنبہ کو ہوا۔

وصالش داں تو معشوق الٰہی	شنیدش عاشق و کامل تولد
۵۶۲	۴۷۱

بعض لوگ آپ کے وصال کی تاریخ ۱۱ ربیع الآخر بتاتے ہیں اور بعض ۱۳ اور ۱۷ ربیع الآخر بتاتے ہیں۔ مگر صحیح روایت ۹ ربیع الآخر کے متعلق ہے۔ آپ ہر ماہ کی ۱۱ تاریخ کو رسالت مآبؐ کا عرس کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کی گیارھویں کی شہرت ہے۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی

سلسلۂ سہروردیہ میں آپ کا ذکر آ چکا ہے۔ یہاں آپ کے کچھ اقوال تبرکاً درج کئے جاتے

Marfat.com

ہیں۔ آپ کا فرمان ہے۔

اجمعوا علی ان الفقر افضل من الغناء واذا کان مقرونا بالرضاء فان الید العلیاء خیر من الید السفلیٰ۔

ترجمہ:۔ اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ فقر سے غنا افضل ہے اور یہی بات رضائے حق کے قریب تر ہے اس وجہ سے کہ اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے (دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے) افضل ہوتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ فقر سے غنا افضل ہے اور حدیث نبوی سے استدلال کرے کہ دینے والا ہاتھ فقر کا دروازہ کھولنے والا ہوتا ہے مال کے دینے سے اور لینے والا ہاتھ باب غنا کو کھولنے والا ہوتا ہے، مال کو قبول کرنے کی وجہ سے۔ یعنی دینے والے نے جب اپنے مال سے کوئی چیز دی تو اس نے اپنا نقصان کیا گویا اس نے فقر کے دروازے کو کھول دیا اور لینے والے نے غنا کے دروازے کو کھول دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دینے والے کو جو بھلائی حاصل ہوئی وہ اس کی دولت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ لینے والے کی پستی کی وجہ سے ہے۔ پس جو شخص غنا کو جود و سخا کی بنا پر فقر پر فضیلت دیتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص معصیت کو طاعت پر فضیلت دے۔

مقتدائے طریقت، کاشف حقیقت، دستگیر بیکساں پیشوائے شیوخ اکابر حضرت شیخ عمار یاسر رح

نفحات میں فوائح الجمال کے حوالہ سے شیخ نجم الدین کبریٰ لکھتے ہیں کہ میں جب شیخ عمار کی اجازت سے خلوت میں بیٹھا تو دل میں ناقصوں کی تکمیل کا خیال آیا اور اس طرح خلوت میسر نہیں رہی اور میں خلوت سے باہر آ گیا۔ شیخ نے فرمایا کہ پہلے نیت درست کرنی چاہیئے پھر نور باطن کا پرتو دل پر پڑتا ہے۔ میں نے کتابیں لوگوں کو دیدیں اور مال و متاع لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف ایک جبہ اپنے پاس رہنے دیا جسے اپنا کفن بنایا اور حجرہ کو قبر قرار دیا اور یہ ارادہ کیا کہ دوبارہ باہر

Marfat.com

آؤں گا ۔ اگر باہر آنے کا خیال غالب آیا تو اس جبہ کو پھاڑ دوں گا تاکہ عورت کی طرح حیا مانع ہو اور باہر نہ آسکوں ۔ شیخ نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اب تم نے نیت درست کی ہے ۔ اس کے بعد میں نے خلوت اختیار کی اور مجھ پر شیخ کی فتوحات کے دروازے کھل گئے ۔

سلطان الاولیاء ۔ برہان افراد اکبر شیخ المشائخ
حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو الجناب (بفتح جیم و تشدید نون و باء موحدہ) ہے ۔ نام احمد بن عمر الخیوقی (بکسر خاء معجمہ و سکون یاء مثنی تحتانیہ و فتح واو و کسر قاف) اور لقب کبریٰ ہے ۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایام جوانی میں جبکہ آپ تحصیل علم میں مشغول تھے مناظرے کیا کرتے تھے اور مخالف پر غالب رہا کرتے تھے ۔ جس کی وجہ سے یہ لقب پڑ گیا ۔ کبریٰ کبیرہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نجم بزرگان کبریٰ میں سے ہیں ۔

آپ کا کمال یہ تھا کہ اگر عالم وجد میں کسی پر نظر ڈالتے تو وہ ولایت کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ۔ چنانچہ ایک دن آپ نے بازرگان (سوداگر) پر نظر ڈالی اور اسے ولایت حاصل ہو گئی چنانچہ اسی ولایت کے نتیجہ میں وہ اس مملکت کا والی بنا ۔ ایک روز اصحاب کہف کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی ۔ شیخ سعد الدین حموی نے جو آپ کے مریدوں میں سے تھے سوال کیا کہ کیا اس اُمت میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس کا اثر کتے پر پڑا ہو ۔ حضرت شیخ اپنی خانقاہ میں تشریف لے گئے ۔ وہاں یک بیک ایک کتا آیا شیخ نے اسی پر نظر کی اور اس کی حالت متغیر ہو گئی ۔ اس نے گورستان کا رخ کیا اور وہاں اپنا سر زمین پر ملنے لگا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے پچاس ساٹھ کتوں نے اِدھر سے اُدھر سے اس کے گرد حلقہ بنا لیا اور بڑے ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو گئے ۔ مرنے پر اس کتے کو قبر میں دفن کیا گیا اور اس پر عمارت تعمیر کی گئی ۔ غرض شیخ کی کرامات بے حد و بس ہیں جو کتب میں مذکور ہیں ۔ آپ کے وصال کی تاریخ اس شعر سے معلوم ہو سکتی ہے ۔

Marfat.com

نورِ جنت شد بعاشر از جمادی الاولیٰ   شیخ نجم الدین کبریٰ ماہِ اوج آسماں

شیخ المشائخ، شمسِ چرخِ ولایت، قطبِ دائرۂ ہدایت حضرت شیخ مجد الدین بغدادی قدس سرہٗ

آپ کی کنیت ابو سعید نام مجد الدین شرف ابن المؤید بن ابی الفتح بغدادی۔ خوبصورت و خوب سیرت تھے۔ عالیمقام اور کرامات کے مالک تھے۔ ایک روز آپ درویشوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سُکر کا غلبہ ہوا۔ اور فرمایا کہ میں دریا کے کنارے پر بطخ کا انڈہ ہوں اور میرے شیخ نجم الدین مرغ تھے۔ جن کے پروں کی تربیت سے میں انڈے سے برآمد ہوا ہوں اور دریا میں پہنچ گیا ہوں۔ شیخ دریا کے کنارے پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے نورِ کرامت سے یہ معلوم کرلیا کہ یہ دریا میں غرق ہوں گے۔ شیخ مجد الدین کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی۔ ایک روز سماع میں حضرت شیخ تشریف رکھتے تھے کہ شیخ مجد الدین ننگے پاؤں آئے اور ایک طشت جس میں آگ بھری ہوئی تھی اس پر بغیر جوتی کے کھڑے ہوگئے۔ شیخ نے شفقت کی نظر سے دیکھا اور فرمایا کہ ایمان و دین سلامت رہیں گے لیکن دریا میں غرق ہوگا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے غرق دریا کرا دیا اور تھوڑے دنوں میں ہی شیخ کا فرمودہ درست ثابت ہوا۔ آپ کا وصال ۶۱۶ھ میں ہوا۔

خورشیدِ اوجِ طریقت و ہدایت، نورِ مصباحِ مشکوٰۃِ حقیقت رہنمائے عارفین حضرت شیخ رضی الدین علی لالا غزنوی قدس سرہٗ

آپ کا نام علی ابن سعید بن عبد الجلیل الالا الغزنوی ہے۔ آپ کے والد حکیم سنائی کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت شیخ علی لالا حضرت شیخ مجد الدین سے تین چار سال چھوٹے تھے۔ پہلے

Marfat.com

آپ نے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں سلوک کی منزلیں طے کیں اور مراۃ الاسرار کے مطابق بعد میں شیخ مجد والدین بغدادی کے مرید ہوئے۔ سفینہ میں آپ کی ارادت شیخ نجم الدین کبریٰ سے لکھی ہے۔ بہرحال خلافت شیخ مجدالدین سے ملی۔ نفحات میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ علی لالا نے بہت سے مشائخ کی صحبت حاصل کی اور ۱۲۴ کامل مشائخ سے خرقہ حاصل کیا۔ ہندوستان کا سفر بھی کیا۔ اور یہاں عبدالرضا رتن سے فیضیاب ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کنگھی ان کے پاس تھی آپ نے حاصل کی۔ چنانچہ شیخ رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی نے اس کی تصدیق کی ہے اور اپنے ہاتھ سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ شیخ ابوالرضا رتن کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کنگھی شیخ رضی الدین علی لالا کی امانت تھی وہ انہوں نے آپ کو عطا کی اور خرقہ بھی دیا۔ حضرت عبدالغفور نے نفحات میں یہ رباعی درج کی ہے۔

ہم جاں بہزار دل گرفتار تواست — ہم دل بہزار جاں خریدار تواست
اندر طلب نہ خواب باید نہ قرار — ہر کس کہ در آرزوئے دیدار تواست

آپ کا وصال ۳ ربیع الاول ۶۴۲ھ میں ہوا۔ مراۃ الاسرار میں ۱۰ ربیع الاول درج ہے۔

قبلۂ ارباب طریقت۔ قدوۃ اصحاب حقیقت اسرار گاہِ باقی باللہ۔ ازخود فانی حضرت شیخ جمال الدین احمد جورفانی رضی اللہ عنہ

آپ بے حد عالی مرتبہ تھے۔ شیخ رضی الدین علی فرماتے تھے کہ جو شخص خاموشی سے حضرت احمد کے ساتھ تعلق قائم کرے وہ جنید و شبلی بن جائے۔ ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ ایک مرید مراقبہ

لہ بعض آپ کو اصحاب آنحضرت میں سے شمار کرتے ہیں۔ آپ نے کئی سو سال کی عمر پائی تھی۔ آپ

Marfat.com

میں ہے۔ آپ نے بڑے زور سے اس کی گردن پر جوتی ماری۔ مرید نے کہا کہ میں مراقبہ کررہا تھا مجھ سے کیا خطا ہو گئی۔ آپ نے کہا کہ مراقبہ کرنا اس کو روا ہے جس نے ایک ہفتہ تک کھانا نہ کھایا ہو۔ اور اگر کسی کے آنے کی آہٹ آئے تو یہ نہ سمجھے کہ اس کے لئے کھانا آیا ہے۔

آپ کے وصال کے متعلق یہ شعر درج ہے۔

کرد در سلخ ربیع الآخر از خود منفرد

دہر فانی شیخ احمد شہریار جورفاں

مظہر اسرار الٰہی، عارف حقائق اشیا کماہی

حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرانی رح

سلوک و طریقت میں آپ عظیم شان کے مالک تھے کہ اگر اس زمانہ آخر میں حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمن کا وجود باجود نہ ہوتا تو سلوک کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ سلسلہ قائم رکھنا منظور تھا۔ اس لئے آپ کی ذات کو مجدد بنا کر بھیجا۔ یعنی آپ کی ذات سے یہ سلسلہ تازہ ہوا۔

شیخ نورالدین فرماتے تھے کہ ایک زمانہ میں معرفت کی باتیں کرنے کا مجھے بہت شوق تھا۔ ایک دن غیب سے آواز آئی کہ تجھے معلوم نہیں کہ جو حسرت تجھے ہے امام غزالی کی بھی وہ حسرت اس وقت تک

بھٹنڈہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آغاز جوانی میں ایک قافلہ کے ہمراہ عرب کی سیر کو گئے تھے واپس آئے تو یہ خبر مشہور ہوئی کہ پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ چنانچہ دوبارہ آپ دریا کے راستے مکہ معظمہ میں پہنچے اور زیارت سے مستفید ہوئے کتاب سیرۃ المجددیہ وطریقۃ الاحمدیہ میں لکھا ہے کہ بابا رتن نے شق القمر کا معجزہ دیکھا تھا۔ عبدالرضا رتن کا اصل نام رتن پال تھا۔ مسلمان ہونے پر عبدالرضا رکھا گیا۔ رتن نام کا جزو بن گیا۔ ؎ آپ شیخ احمد جورقانی کے مرید ہیں۔

Marfat.com

پوری نہیں ہوئی جب تک انہوں نے سلوک کو مکمل کر لیا۔ اس غیبی ندا کے بعد میرا عقدہ حل ہو گیا اور میں خاموشی اختیار کر کے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گیا۔

آپ کا وصال ساتویں صدی ہجری میں شبِ یک شنبہ کو ہوا۔ مرقدِ مبارک بغداد میں ہے۔

مطلعِ انوارِ صمدیت، منبعِ اسرارِ احدیت، مقربِ بساطِ فردیت حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی رحمت اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو المکارم۔ نام احمد بن بابا مکی۔ سمنان کے رہنے والے تھے۔ پچاس سال کی عمر میں سلطانِ وقت سے آپ کی راہ و رسم ہوئی۔ اسے ایک جنگ میں اپنے دشمن پر آپ کی توجہ سے غلبہ حاصل ہوا تھا۔ آپ نے شیخ نور الدین سے فیض حاصل کیا۔ کسی درویش نے سوال کیا کہ جب اس بدن کو خاک کا ادراک نہیں اور بدن مکتسب ارواح سے جدا ہو گیا اور عالمِ ارواح میں حجاب نہیں تو پھر کیا ضرورت ہے کہ انسان قبر پر جائے اور اس کا کیا فائدہ ہے۔ آپ نے فرمایا بہت فائدہ ہے۔ ایک یہ کہ جب زیارت کے لئے جاتا ہے تو توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ اور حسِ احساس کے ساتھ قبر کا مشاہدہ کرتا ہے وہ حس اس شخص کے ساتھ مشغول ہو جاتی ہے اور کلی طور پر توجہ کرنے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر چند روح کا حجاب نہیں اور تمام جہان اس کے نزدیک ایک ہے لیکن جس بدن میں ایک عرصۂ دراز تک رہی اور بدن محشور بعد حشر ابد الآباد وہاں رہا۔ اس وجہ سے اس کا تعلق زیادہ ہو گا۔

آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ درویش کو لقمۂ حلال کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تخمِ اعمال زمینِ قالبِ انسان میں لقمہ کے مانند ہے۔

آپ کا وصال شبِ جمعہ کو ۷۳۶ھ میں ہوا۔ مرقدِ مبارک مقبرہ عماد الدین عبد الوہاب میں ہے۔

Marfat.com

اخترِ برجِ ہدایت، بدرِ فلکِ ولایت، مظہرِ انوارِ معبود، حضرت شیخ شرف الدین محمود رضی اللہ عنہ

آپ کا لقب شرف الدین نام محمود بن عبداللہ تھا۔ حضرت شیخ علاء الدولہ کے خلفا میں ممتاز تھے۔ اور خوارق وکرامات بے حد وحساب تھیں۔ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے بھی آپ سے استفادہ کیا تھا۔ چنانچہ لطائف اشرفی اور مکتوبات میں کئی جگہ آپ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

گوہرِ گنجِ معانی، مظہرِ تجلیاتِ یزدانی، سید السادات علی ثانی حضرت سید علی ہمدانی بن شہاب الدین محمد ہمدانی رضہ

آپ علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے۔ ان علوم میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ منجملہ ان کے کتاب اسرار النقطہ۔ شرح اسماء اللہ۔ شرح فیوض الحکم۔ شرح قصیدہ حمزیہ فارضیہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ نے ربع مسکون کی سیاحت کی ایک ہزار چار اولیاء اللہ دریافت کئے اور ایک مجلس میں چار سو ولی اللہ پائے۔ کشمیر میں آپکی کوشش سے ہی اسلام پھیلا۔ سلطان قطب الدین نے آپ کے فرمان پر اپنا لباس تبدیل کیا۔ پہلے اس کا لباس کافروں جیسا تھا۔

تاریخ وصال اس شعر سے نکلتی ہے۔

میر ہمداں شیخ دیں سید علی فیض جلی

روز ششم ذی حجہ شد شاہِ ملک جاوداں

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سیدنا علی ثانی سے بھی آپ کی تاریخ برآمد ہوتی ہے (۷۸۶ھ)

مرقد مبارک ختلان میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت سید علی ہمدانی کے بیٹے میر سید محمد ۲۰ سال کی عمر میں اپنے مریدوں کے ساتھ سکندر بن قطب الدین کے عہد میں کشمیر تشریف لائے تھے سلطان کے نام پر علم تصوف میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا تھا سلطان کا وزیر ملک سیہ بٹ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا تھا۔

سرور سالکانِ طریقت، پیشوائے عارفانِ حقیقت قدوۂ اولیائے آفاق حضرت شیخ خواجہ اسحاق الختلانی الحسینی رضی اللہ عنہ

آپ حضرت شیخ علی ہمدانی کے کامل خلفاء میں سے تھے۔ مدارج فقر و غنا اور مراتب کشف وصفا میں بڑے رفیع الشان تھے۔

مصباح مشکوٰۃ ولایت و کرامت۔ نور کوکب سیادت و ہدایت۔ قدوۂ خاندانِ پاک، نتیجۂ دودمانِ لولاک سید السادات محمد نوربخش رضی اللہ عنہ

آپ سادات نوربخشی میں سے تھے جو بڑے رفیع الشان اور صاحب کرامات ہوئے ہیں۔ حضرت سید نوربخش رحؒ کو مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز میں خاتم الاولیاءؒ لکھا ہے۔ آپ کے کمالات کا اندازہ آپ کے مریدوں سے کیا جا سکتا ہے۔

؎ آپ کے والد کا نام نیاز محمد ہے۔ تاریخ وفات ۸۸۸ھ ہے

Marfat.com

مست بادۂ الست۔ قدوۃ المکاشفین۔ شمس الواصلین سید المکملین۔ مظہر انوار صمد حضرت شیخ محمد المعروف بہ شیخ محمد علی نوربخش بن یحییٰ بن گیلانی رضی اللہ عنہم

آپ حضرت نوربخش کے کامل خلفاؤں میں سے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ اور اسیری تخلص کرتے تھے۔ آپ کے کمالات احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ مفاتیح الاعجاز میں جو آپ کی تصنیف ہے لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تمام عالم نور سیاہ سے محیط ہے۔ یعنی تمام چیزیں برنگ نور ہیں۔ یہ فقیر مست و شیدا ہو کر اس نور میں غرق ہے۔ اور ایک ریسمان نور سے میرے سر کو باندھ کر اس سرعت سے عالم بالا کی طرف لے جاتے ہیں کہ بیان کرنا اس کا مشکل ہے۔ چنانچہ بیک کشش آسمان اول سے گذر گیا اور دوسری کشش سے دوسرے آسمان پر اور اسی طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر لے جاتے تھے اور ہر ایک آسمان میں بے انتہا عجائب و غرائب دیکھے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ عرش تک مجھے پہنچا دیا۔ وہاں تعین جسمانی نہیں رہا اور علم سے مجرد ہو گیا۔ اس وقت نور تجلی حق بے کیف و کم مجھ پر چمکا اور حضرت حق کو دیکھا جس سے میں فانی مطلق ہو گیا۔ اسی طرح چند مرتبہ فانی ہو کر باخود ہوا۔ بعد ازاں خود کو باقی باللہ پایا اور دیکھا کہ نور مطلق ہوں اور سب میرے ساتھ قائم ہیں۔ اس حالت میں عجیب و غریب حکمتیں مجھ پر منکشف ہوئیں۔ مثلاً عرش کس وجہ سے ستارگان سے سادہ ہے اور تمام ستارگان آٹھویں آسمان میں کیوں ہیں اور ایک ایک کوکب ہر آسمان میں کیوں ہے۔

سایہ بودم نور حق بر من بتافت ۔ زاں تجلی سایہ خود را نور یافت
گر بہ پیش تو کنوں من سایہ ام ۔ خود نہ داری آگہی از پایہ ام
مہربانا ذرہ می خوانی عجب ۔ روز روشن را نمیدانی ز شب
قطرہ گوئی بحر بے اندازہ را ۔ آفتاب را ہمی خوانی سُہا

Marfat.com

شد مقید روح تو در جسم تن — کے توانی کرد فہم ایں سخن
گر تو می خواہی یابی زیں نشاں — سر بنہ بر خاک پائے کاملاں

آپ کے علو رتبت کا اندازہ ان مکتوبات اور اجازت نامہ سے کیا جا سکتا ہے جو حضرت سید محمد نوربخش نے آپ کے نام تحریر کیا ہے۔ اجازت نامہ میں لکھتے ہیں۔

"عنفوان شباب میں انہوں نے اکتسابِ علم کے بعد جذب خاص کے تحت مجھ فقیر کی صحبت میں کمالات حاصل کئے اور توبہ و انابت سے مشرف ہوئے ذکر خفی کیا اور عزلت و خلوت میں جو وظائف اربابِ طریقت کے ہیں ان سے بہرہ ور ہوئے جس کے بعد مکاشفات و مشاہداتِ غیبیہ سے سرفراز ہوئے اور میں نے انہیں اجازت دی کہ یہ بندگانِ خدا کو دعوتِ حق دیں اور ان کی رہنمائی کریں۔"

آپ سے حضرت شیخ المشائخ شیخ محمد غیاث نوربخش نے خرقہ خلافت حاصل کیا اور آپ سے حضرت شیخ حسن محمد نے۔ آپکو تینوں سلسلوں چشتیہ۔ سہروردیہ اور قادریہ سے نسبت و خلافت حاصل تھی حضرت شیخ حسن محمد کا وصال ۹۵ سال کی عمر میں ۹۸۲ھ کو ہوا۔

وصل ہفتم

تاجدار ممالک ولایت۔ تخت نشین اقلیم خلافت ثمرہ شجرۂ طور ہدایت۔ مظہر اللہ التام الصمد شیخ محمد بن حضرت شیخ حسن محمد رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ محمد نے اپنے والد بزرگوار سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

لہ۔ آپ کا نام شمس الدین اور لقب محمد ہے۔ حضرت چراغ دہلوی نے آپ کو قطب کا لقب دیا تھا۔ تاریخ

Marfat.com

صوری و معنوی کمالات کا جامع بنایا تھا۔ ۲۴ کتابوں کے آپ مصنف ہیں۔ تفسیر محمدی بھی آپ نے مرتب کی ہے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ حسن محمد نے حضرت شیخ محمد سے فرمایا کہ تم نے تفسیر لکھی ہے اور اس کا نام تفسیر محمدی رکھا ہے۔ خیال رہے کہ اس تفسیر میں کسی اہل دنیا بادشاہ کا نام نہ آنے پائے۔ تم نے یہ کام حق تعالیٰ کے لئے کیا ہے۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض تمہارے شامل حال رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم نے قاضی قدس سرہٗ کی تفسیر پر حاشیہ لکھا ہے۔ اگر اس کے دیباچہ میں یہ لکھ دیتے کہ اس میں ان کی رضا شامل ہے تو اچھا ہوتا۔

حضرت شیخ محمد صاحب کرامات تھے اور آپ کی کرامات بے حد تھیں۔ یہاں تبرکاً چند نکات جو آپ کے مقولوں پر مشتمل ہیں درج کئے جاتے ہیں۔

رسالہ الہامات میں آپ لکھتے ہیں کہ جب طالب کو یادِ حق میں لذت حاصل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات پر مکمل اعتماد کرے کہ اس نے یہ لذت خدا کے فضل سے حاصل کی ہے۔ اور سمجھے کہ اگر اس لذت کے حصول میں تمام عمر صرف کر دیتا تو اس کا حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ مزید فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ جو کچھ مجاہدہ سے ظاہر ہو اس پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس سے بہتر کا خواہشمند ہو اور جو کچھ ظاہر ہو اس کا ذکر سوائے اپنے مرشد کے کسی سے نہ کرے۔

ایک نکتہ یہ بیان فرمایا کہ عشق کی علامت یہ ہے کہ بغیر حق جو کچھ ہو وہ جل کر خاک ہو جائے یہاں تک کہ ذاتِ طالب بھی سوختہ ہو جائے یعنی خود کو فراموش کر دے۔

تاریخ وصال اس شعر سے برآمد ہوتی ہے۔

حضرت شیخ محمد در رہِ ربِ صمد
از ربیع الاولیں در بیت نوشد جاں فشاں

وصال بوقت شب بروز یکشنبہ ۲۹ ربیع الاول ۱۱۲۴ھ ہے

Marfat.com

وصل ہشتم

مالکِ تختِ سجادگی و خلافت، مقام احیا و اقامت

سراج شریعت۔ نور الطریقت، فرد الحقیقت، قطب مدینہ الشریفیہ حضرت شیخ المشائخ شیخ محی الدین یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ

آپ کا لقب محی الدین، کنیت ابا یوسف اور نام یحییٰ ابن الدین حضرت مظہر اللہ التام الصمد حضرت محمد بن قطب الاولیا شیخ حسن محمد ہے۔ اپنے جد امجد شیخ محمد سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

نقل ہے کہ آپ سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (خواب میں) فرمایا "اے یحییٰ ہمارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے پاس مدینہ میں رہو۔ اس بشارت کے بموجب آپ گھر بار چھوڑ کر مدینۂ منورہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں جوں جوں دن گذرتے جاتے آپ کو سونے اور کھانے کی خواہش ختم ہوتی جاتی تھی۔

حضرت شیخ فنا فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ مرقعہ شریف میں یہ حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ابتدائے حال میں راہِ سلوک کی طلب میں ایک بزرگ کے پاس گیا۔ اس وقت بھی میری یہ حالت تھی کہ مشغولیت سے یکسر خالی نہ تھا۔ بلکہ مشغولیت ایک جہت سے مجھے حاصل تھی لیکن چونکہ طلب و شوق کی فراوانی تھی اور ہل من مزید کی فکر میں تھا۔ اس لئے ان بزرگ سے رجوع کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ شغل سرمدی یعنی شغل دوام میں مشغول ہو جاؤ (جو ہر آن اور ہر لحظہ طاری رہتا ہے) اسے جوگ میں انہد کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس کی ترکیب بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں کانوں میں انگلی دے کر بند کرلو اور دل میں یہ تصور جماؤ کہ گویا دماغ میں ایسی آواز آرہی ہے جیسی پانی کے اوپر سے گرنے سے پیدا ہوتی ہے اس آواز کو پوری توجہ سے سنو اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہ ہو۔ جب اس میں پختگی پیدا ہو جائے تو انگلی کو تھوڑا سا ہٹا کر دیکھو کہ آیا وہ آواز سنائی دیتی ہے یا غائب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ کوشش کرتے رہو انگلی ہٹانے کے بعد بھی وہ آواز تمہیں سنائی

Marfat.com

دے ۔ اور دنیا کا شور و غل اس میں مزاحم نہ ہو بلکہ صوتِ سرمدی تم پر غالب آجائے۔ اس سے تمہارے قلب کے اندر ایسا ذوق و شوق پیدا ہوگا کہ بیان سے باہر ہے ۔

بعض کہتے ہیں کہ روئی میں مرچیں بھر کر اس سے کان بند کر لینے چاہئیں کیونکہ مرچ کی گرمی سے آواز میں قوت پیدا ہوتی ہے ۔ بعض سے یہ بھی سنا ہے کہ مرچوں کو سُرخ رنگ کے کپڑے میں رکھ کر کانوں میں دینے سے حرارت اور زیادہ ہوتی ہے ۔ اور آواز میں قوت پیدا ہو جاتی ہے ۔

میں نے اس بزرگ کے سامنے انگلیوں سے کان بند کرلئے اور فی الواقعہ وہی آواز سنی جس کا ذکر انہوں نے کیا تھا ۔ کچھ دیر تک یہی عمل کرتا رہا ۔ آخر میں نے کہا کہ حضرتؒ میرا مقصود کب حاصل ہوگا جس کی طلب میں سراپا ذوق بن چکا ہوں ۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرتؒ میاں میر لاہوری اور ان کے اصحاب یہی شغل کیا کرتے تھے ۔ اور اسی صوتِ سرمدی کو حضرتؒ حق کہا کرتے تھے ۔

میں چونکہ طالب علم تھا اور میں نے تمام کتب متداولہ کا مطالعہ کیا ہوا تھا اس لئے ان کی اس بات سے مجھے بہت کوفت ہوئی بالآخر اس شغل کو میں نے ترک کر دیا ۔ جب میں مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے شیخ یحییٰ مدنی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ان سے ذکر کیا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ شغل (سرمدی) بہت مفید ہے اور اصحاب کرامت مسلمان اور اصحاب استدراج جوگیوں میں یہ شغل مشترک ہے ۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے طبیعت میں جماؤ پیدا ہوتا ہے اور آدمی ہر کام سے آزاد ہو کر یکسوئی حاصل کرتا ہے ۔ اس آواز سے سالک اور مقصودِ حقیقی کے درمیان رابطہ مضبوط ہوتا ہے ۔ اور اس سے ایسی مستی و بیخودی پیدا ہوتی ہے کہ بالآخر مقامِ فنا فی الفنا حاصل ہو جاتا ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ حق یہی ہے یہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں اطلاق کے ساتھ مشابہت ہے ۔ ورنہ بمصداق آیت لیس کمثلہ شئی وھو السمیع العلیم ۔ (حق تعالیٰ کی کی نہ مثل ہے نہ مثال وہ سمیع و علیم ہے)

• خلاصۃ الفوائد میں جو حضرتؒ قبلۂ عالم و عالمیان ۔ مرشد علمائے دوراں شیخ الاسلام ۔ غیاث المسلمین ۔ مظہر انوار صمد حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضؓ کے ملفوظات ہیں اور جنہیں قاضی عمر مرحوم نے مرتب کیا ہے ۔ درج ہے کہ حضور قبلہ فرماتے تھے کہ جب یحییٰ مدنی مکہ معظمہ میں تشریف لے

Marfat.com

گئے تو بعض لوگوں کی طرف سے ان کے خلاف تعصب کا اظہار کیا گیا۔ چنانچہ ایک دفعہ مکہ میں پانی کی طغیانی آگئی جس سے مکہ پانی میں گھر گیا۔ حضرت شیخ نے اپنے حجرے کے گرد اپنی انگلی سے ایک خط کھینچ دیا جس سے حجرہ پانی سے محفوظ رہا۔ مخالفین یہ دیکھ کر ان کی مخالفت سے دستکش ہو گئے

• حضرت حافظ جمال ملتانی جو حضرت مہاروی کے خلفاء کبار میں تھے لکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ مہاروی فرماتے تھے کہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی ایام جوانی میں جبکہ آپ تحصیل علم میں مشغول تھے ایک کھتری کے لڑکے پر عاشق ہو گئے لیکن اس تک رسائی بہت مشکل تھی کیونکہ آپ فقیر و مسکین تھے۔ انہیں دنوں شہر میں ایک بزرگ مجذوب رہتے تھے۔ لوگ اُن کے پاس مرادیں لے کر جاتے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ جو شخص ان کے لئے شیرینی لیجاتا تو وہ توجہ کرتے اور اس کی مشکل حل ہو جاتی لیکن جو ایسا نہ کرتا اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ کلیم اللہ بھی مجبور ہو کر اس مجذوب کے پاس گئے اور ساتھ شیرینی کے طور پر ریوڑیاں لے گئے۔ مجذوب نے حضرت شیخ کو اپنے پاس بلایا اور شیرینی قبول کر لی۔ دوسرے دن شیخ اس لڑکے پاس گئے تو وہ التفات سے پیش آیا اور آپ کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا۔ لیکن اس التفات کے ساتھ ہی شیخ کا دل اس لڑکے کی طرف سے ہٹ گیا۔ اور اس بزرگ کی محبت آپ کے دل میں سما گئی آپ ان کے پاس آنے جانے لگے۔ ایک دن اس مجذوب نے شیخ کو اپنے پاس بلایا اور ان کے زانو پر سر کر سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو شیخ پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔ چونکہ آپ پابند شرع تھے اس لئے مزاج میں تغیر دیکھ کر اندیشہ ہوا۔ اس مجذوب نے کہا کہ اگر اس قسم کی آگ چاہتے ہو تو میرے پاس بہت ہے اور اگر پانی کی تلاش ہے تو حضرت یحییٰ مدنی کے پاس جاؤ۔ یہ سنتے ہی آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور کسی کو خبر نہ کی حتیٰ کہ اپنی والدہ ماجدہ کو بھی نہ بتایا۔ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو قافلے کے ساتھ کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے بیٹھ گئے۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی حضرت نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ شہر کے باہر جا کر قافلہ میں سے کلیم اللہ نام کے شخص کو بلا لاؤ۔

• حضرت یحییٰ مدنی کے غلام نے شہر سے باہر جا کر کلیم اللہ کا نام لے کر آواز دی لیکن آپ سمجھے کہ شاید کلیم اللہ نام کا کوئی دوسرا شخص ہو گا۔ اس لئے خاموش رہے۔ خادم نے واپس جا کر حضرت یحییٰ مدنی سے عرض کیا اس نام کا کوئی شخص وہاں نہیں ہے۔ حضرت مدنی نے خادم سے

Marfat.com

فرمایا۔ دوبارہ جاؤ اور کلیم اللہ جہان آبادی کا نام لے کر آواز دو۔ جب اس نے اس طرح آواز دی تو شیخ کلیم اللہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زیارت سے مشرف ہوئے۔

ایک دفعہ کوئی شخص حضرت یحییٰ مدنی سے شرح وقایہ پڑھ رہا تھا اور آپ نہایت سادہ انداز میں اسے سمجھا رہے تھے۔ شیخ کلیم اللہ کو چونکہ اپنے علم پر بڑا ناز تھا اس لئے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید حضرت کا علم سطحی ہے۔ ادھر ان کے دل میں یہ خیال آیا اور ادھر حضرت یحییٰ مدنی نے وہ کتاب شیخ کلیم اللہ کے ہاتھ میں تھما دی۔ آپ نے اس پر غور کیا تو یوں معلوم ہوا کہ جیسے تمام علم آپ کے ذہن سے محو ہو چکا ہے حتیٰ کہ کتاب کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکے۔ اس صورت حال پر آپ بہت نادم ہوئے اور اپنی خطا کا فی الفور دل میں اقرار کیا اور فرمایا الٰہی میری توبہ۔ اس عفو تقصیر کے بعد ذہن میں علم کی جولانیاں عود کر آئیں۔

وصال کی تاریخ اس شعر سے نکلتی ہے[1]

در مدینہ شیخ یحییٰ بست رہ ہشتم از صفر
گرد آہنگ سفر در وصل حق شد کامراں

مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

---

[1] ۔ ۲۷ صفر ۱۱۲۲ھ عمر ۱۱۲ سال کی ہوئی۔ زیر قبہ حضرت عثمان غنی آپ کا مزار ہے

Marfat.com

وصل نہم

قطب زماں، مقتدائے دوراں، فنا فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ

آپ قریشی تھے۔ صاحب تجرید و توحید اور بے شمار کمالات کے حامل تھے۔ اپنے احوال کو چھپانے کی بیحد کوشش کرتے تھے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد چند ہے لیکن سب کے سب مرتبۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کے خلفاء کو بڑی شہرت حاصل ہوئی چنانچہ ہندوستان میں حضرت مولانا و شیخنا نظام الدین اورنگ آبادی اور مولانا عبدالصمد بہت مشہور ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سواء السبیل و تسنیم عشرۂ کاملہ قرآن القرآن۔ مرقعہ شریف اور کشکول جن کو مشائخ چشت کے دستور العمل کی حیثیت حاصل ہے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہر آں کو لقمہ زیں کشکول ما خورد — قلندر گشت گو از دو جہاں برد
ہر آں کو ایں مرقعہ کرد بر دوش — بجاناں بیگماں گردد ہم آغوش

ترجمہ:۔ جس کسی نے ہمارے کشکول سے ایک لقمہ بھی کھا لیا وہ قلندر بن گیا۔ اور دونوں جہان میں سرخرو ہوا۔ اور جس کو ہم نے خرقہ پہنایا وہ محبوب حقیقی سے ہم آغوش ہو گیا۔

آپ کے احوال و مقام کا اندازہ عشرۂ کاملہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔

مشتے نمونے از خروارے ملاحظہ ہو۔

ان ادراک الحق تعالیٰ علی وجہین ادراک بسیط وھو عبارۃ عن ادراک وجود الحق سبحانہ مع الذھول عن ھٰذا الادراک وعن ان المدرک ھو وجود الحق سبحانہ وادراک مرکب وھو عبارۃ عن ادراک وجود الحق سبحانہ مع الشعور بھٰذا الادراک وبان المدرک وجود الحق سبحانہ والادراک الاول حاصل لکل احد فان کل من رأی شیئاً فیدرک منہ اولا الوجود ولکنہ غافل عن ادراک ھٰذا الادراک فانہ

Marfat.com

لغاية ظهوره تعالى قد غفل عن ادراك الحق السابق بعدم بغير المدرك فى ان
من الآنات واما الادرك الثانى فهو محل الصواب والخطأ والايمان والكفر
والتفاوت فى مراتب العارفين بتفاوت مراتب هذا الادراك المركب واذا
تمهد هذا فاعلم ان التائب يجب اولا ان يغتسل من ماء بارد او حار
ثم يلبس لباساً طاهراً ويصلى التحية ويجلس على المصلى مستقبلا للقبلة ويستغفر الله
تعالى كثيراً ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم كثيرا ثم يغمض عينيه ويتوجه الى حقيقة
وجود المطلق تعالى وتقدس من غير مزاحمة تغير فى حقه تعالى من كونه متعينا باى
تعين زائد ولاشك ان فى عنده الحالة يحصل له الغيبة ويزول من جميع
الحجب النورانية والظلمانية ولو يتطرق شوب تعين فى ذاته تعالى كالجوهرية
والعرضية والجسمية او غير ذلك يدفع بالهرب الى الوجود المطلق اذلا يتاتى
الله حق الا بالعقول عن السابق فلو يتطرق خاطر ووسواس فينصفيه بالقرار
الى الامانة بجنبة جل شانه وعز برهانه ويهتم فى امتداد الغيبة حتى يقوى هذا الربط
غلبة القوة ثم يشرع فى ان يفتح عينه ويرى فى كل موجود او وجود خاص وجود المطلق
عن كل قيد حتى الاطلاق وينشأ له فى هذا المقام نوع حرارة وحرقة فى النظر
فيكون كل من المنظر والمسمع والمشاهد والمذاق والملمس وغيرها متوجها
اليه بطريق التبع والوجود المطلق السارى فى الكل بطريق الاصالة ويتنوع
الامر الخاطر ههنا فالافعال التى لا يجب فيه كمال توجه الحقيقة الجامعة
كالمشى فى السبيل ونظارة البساتين والسواك وجواب المسلم وعند تهذيب
المهذب وامثال ذلك لايتطرق فى صدور ها عن فاعلها بت وقطع
فى اغلب الاحوال واما الافعال التى يجب فيها كمال توجهها كدرس العلوم
الغامضة وفكر الاشعار وحل المعنى واللغز وامثال ذلك يتطرق فى صدورها عن
فاعلها بت وقطع فى اغلب الاحوال ولكن يجب ان يجاهد حتى لا ينظم هذا الربط
فاطمحل هذه الا الدرجة القصوى والمرتبة العليا فى المعرفة والتوحيد و

Marfat.com

هٰذا الربط ذکر سرالسر و ذکر الروح و ذکر القلب و ذکر اللسان سوء الادب

ترجمہ :- حق تعالےٰ کے ادراک اور اسے پالینے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ادراک بسیط یعنی حق تعالیٰ کے وجود کا ادراک کرنا لیکن اس کے ساتھ ہی اس ادراک سے غفلت اور ذہول کرنا اور ساتھ ہی مدرک یعنی حق سبحانہٗ کے وجود سے بھی غافل ہو جانا۔ دوسرے ادراک مرکب یعنی حق سبحانہٗ کے وجود کا ادراک کرنا اور اس ادراک اور شعور کے ساتھ اس بات کا بھی علم حاصل کرنا کہ مدرک حق سبحانہٗ کا وجود ہے۔ اور پہلا ادراک یعنی بسیط تو ہر شخص کو حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کو دیکھتا ہے وہ اسے دیکھتے ہی اس کے وجود کا ادراک کر لیتا ہے۔ لیکن فوراً اس ادراک اور مدرک سے غافل و ذاہل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ اپنے غایت ظہور کی وجہ سے مدرک کے سابق ادراک سے غائب ہو جاتا ہے اور چونکہ اس میں کبھی اور کسی وقت تغیر دخیل نہیں ہوتا اس لئے انسان کے ادراک سابق کے ساتھ ہی اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور ادراک ثانی یعنی مرکب ادراک ایسا ادراک ہے جو صواب و خطا اور ایمان و کفر کا محل ہے اور اسی مرکب ادراک کے مراتب متفاوت ہونے کی وجہ سے عارفین کے مدارج میں تفاوت واقع ہوا کرتا ہے۔ جب اس مقدمہ کی تمہید ختم ہو گئی تو اب جاننا چاہئے کہ تائب کو سب سے پیشتر واجب ہے کہ ٹھنڈے یا گرم پانی سے غسل کر کے صاف اور پاک لباس زیب تن کرے۔ اس کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کر کے قبلہ رخ کئے ہوئے مصلے پر بیٹھا رہے اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور لغزشوں کی نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ گڑگڑا کر معافی مانگے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھے ازاں بعد اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے حقیقت جامعہ یعنی وجود مطلق تعالیٰ و تقدس کی طرف پوری اور کامل توجہ کرے لیکن بغیر مزاحمت تغیر کے خدا تعالیٰ کے حق میں یعنی اس کے کسی تعین زائد کے ساتھ متعین ہونے کا خیال نہ کرے۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس حالت میں سالک کو غیب حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ تمام ظلماتی و نورانی پردوں اور نقابوں سے غفلت کرتا ہے اور اگر اس وقت خدائے تعالیٰ کی ذات میں تعین کا کوئی شائبہ اسے عارض و طاری ہوتا ہے جیسے جوہریت و عرضیت اور جسمیت وغیرہ کا شائبہ ہو تو وہ اسی وجود مطلق

Marfat.com

کی طرف بھاگ کر دفع کر دیتا ہے۔ کیونکہ لاحق اسی وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ سابق سے غفلت کی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی خطرہ اور وسوسہ اسے عارض ہوتا ہے تو وہ خدائے جل شانہٗ کی صرافت وحدت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فوراً اس کی نفی کر دیتا ہے۔ اور امتداد غیبت میں بڑی سرگرمی اور کوشش کے ساتھ اہتمام کرتا ہے حتیٰ کہ یہ رابطہ غایت درجہ کی قوت حاصل کر لیتا ہے اور بہت قوی ہو جاتا ہے۔ پھر سالک کو چاہئے کہ اپنی دونوں آنکھیں کھولے اور ہر موجود میں اور ہر وجود خاص میں اسی کے وجود کو دیکھے جو ہر قید سے مطلق ہے حتیٰ کہ قید اطلاق سے بھی۔ اس وقت اس کی نظر میں ایک خاص قسم کی حرارت، حرقت اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے اور ہر منظر اور ہر مسمع ہر مشام ہر مذاق ہر ملمس وغیرہ اس کی طرف بالتبعیت متوجہ ہوتا ہے اور وجود مطلق ہر ایک چیز میں بالذات جاری وساری ہوتا ہے اور اس جگہ اس کا امر خاطر قسم قسم کا ہوتا ہے۔

پس جن افعال میں کمال توجہ حقیقت جامعہ واجب نہیں ہوتی جیسے راستہ میں چلنا باغات اور جنگلات کا نظارہ کرنا، مسواک کرنا اور سلام کا جواب دینا وغیرہ تو ان افعال کے صدور میں اس کے فاعل سے اکثر احوال میں بت دقطع عارض نہیں ہوتا۔ اور جن افعال میں کمال توجہ واجب ہوتی ہے جیسے دقیق وغامض علوم کا درس دینا اور اشعار میں فکر کرنا اور مشکل ولاینحل مضمون کا حل کرنا عجیب وغریب لطیفوں کی توضیح کرنا وغیرہ تو ان افعال کے صدور میں اغلب احوال میں فاعل سے بت قطع عارض ہوتا ہے۔ لیکن عارف کو ضروری ہے کہ اس قدر مجاہدہ کرے کہ یہ عظیم الشان رابطہ اس سے کبھی فوت نہو۔ کیونکہ یہی ایک ایسا درجہ ہے جو معرفت وتوحید میں مرتبۂ علیا اور درجۂ قصوی کہلاتا ہے اور یہی رابطہ ذکر سر السر اور ذکر روح اور ذکر قلب ہے اور ذکر لسان سوء ادب ہے۔

مولانا عارف خلیفہ خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے

کار ناداں کوتہ اندیشی است — یاد کرد کسے کہ در پیش است

واعلم ان ھٰذا الاشتغال لا یجوز عند مشیوخ الملاک وقت ورود الکلال علی البال فیجب عند ھٰذہ الامور بالنفی والاثبات خفیۃ وعندی ان الذکر

بالاسم الاعظم مناسبة بالمراقبة من النفی والاثبات یستلزم الامرین المستلزمین للتمایز عنهما المستلزم الشتات لحقیقة الجامعة وبیانها بخلاف الاسم الاعظم فانہ لبساطة وجامعیة لا یستلزم ذٰلک وبالجملة ھو خیر الاذکار من ھٰذہ الحیثیة۔

قال اللہ تعالیٰ قل اللہ ثمّ ذرھم فی خوضھم یلعبون الا ان للمبتدئین ذکر النفی والاثبات انفع من ھٰذا الذکر فان جبلة الانسان علی الکثرة لا الوحدة الا ما شاء اللہ تعالیٰ ومرتبة الکثرة یقتضی نفیا واثباتا۔

ترجمہ :۔ واضح رہے کہ جب سالک کے دل پر اندوہ و ملال کا ہجوم ہوا اور کسل و تکان عارض ہو تو اس وقت یہ اشتغال جائز نہیں ہے۔ ان امور کے پیش آنے کے وقت اسے نفی و اثبات کا خفیہ ذکر کرنا واجب ہے۔ مگر میرے نزدیک نفی و اثبات کے مقابلہ میں اسم اعظم کا ذکر کرنا اس لئے بہتر ہے کیونکہ نفی و اثبات کا ذکر ایسے دو امور کو مستلزم ہے جو باہمی امتیاز کو مستلزم ہیں اور یہ امتیاز حقیقت جامعہ کے افتراق کو مستلزم ہے۔ بخلاف اسم اعظم کے کہ وہ اپنی بساطت اور جامعیت کی وجہ سے اس بات کو مستلزم نہیں ہے۔ غرضیکہ اسم اعظم اس حیثیت سے خیر الاذکار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد آپ فرمایئے کہ اللہ پھر ان کو ان کی کج بحثی میں لہو ولعب کرتا ہوا چھوڑ دے۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ مبتدی کے واسطے نفی و اثبات کا ذکر اسم اعظم کے ذکر زیادہ نافع ہے کیونکہ انسان کثرت پر مجبول و مخلوق ہے نہ وحدت پر اور کثرت کا مراتبہ نفی و اثبات کو مقتضی ہے۔

مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں

ایں قدر گفتیم باقی فکر کن — فکر گر جامد بود رو ذکر کن
ذکر آں باشد کہ بکشاید رہے — فکر آں باشد کہ پیش آید شہے

ان الصوفی یجب ان یھم اھتماما ولیعتنی اعتناء فی تحصیل ذالک الربط وتربیة وتقویتہ مع ترشد العزیمة والجمعیة والاخلاص التام والمواظبة علی

Marfat.com

هذه الحالة على الدوام اوفى اكثر الاوقات دون فترة ولا توزع خاطر ولا تشتت عزيمة مع الجزم بأن كماله تعالى ذاتى وليستوعب جميع الاوصاف سواء يظهر حسنها اولا وان ادرك كل مدرك قاصر فى احاطة ذاته تعالى وهو كما هو لو شاء يظهر فى اىّ صورة من صور العالم ولو شاء تنزه من كلها ولا حلول ولا اتحاد تعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا وعليه فى الاوائل ان يترك جميع المشاغل من المخلة له ولو كانت النوافل والدعوات والاوراد وكلما يميل الطبع عن المراقبه يذكر قياما وقعودا او على جنبه الا ان يفوز فوزا عظيما۔

ترجمہ:۔ واضح ہو کہ اس ربط کے حاصل کرنے میں اہتمام بلیغ اور اعتناء کامل سے کام لینا چاہئیے اور اس کی تربیت و تقویت میں کوشش کرنی چاہیئے اور عزیمت کو مستحکم کرنا اور دلجمعی اور اطمینان پیدا کرنا چاہئیے۔ اس حالت پر ہمیشگی کرنی چاہیئے۔ یا اکثر اوقات میں کیونکہ کسل و تکان اور پریشانی خاطر اور تفرق عزیمت کے وقت اس میں اہتمام کرنا درست نہیں ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ اس بات پر عزم بالجزم کرلے کہ خدائے تعالےٰ کے تمام کمالات ذاتی ہیں اور وہ تمام اوصاف کو گھیرے ہوئے ہے عام اس سے کہ اس کا حسن ظاہر ہو یا نہ ہو۔ نیز اس امر کا بھی اسے عزم کرنا چاہیئے کہ ہر مدرک کا ادراک ذات باری کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے اور وہ جیسا کہ پہلے تھا اب بھی ہے اگر چاہے تو اس عالم کی صورتوں میں سے جس صورت میں اسے منظور ہو ظہور کرلے اور اگر چاہے تو تمام صورتوں سے تنزہ حاصل کرلے۔ لیکن پہلی شق میں نہ تو اس کے لئے حلول ہی جائز ہے نہ اتحاد۔ اسی طرح صوفی پر ابتدائے زمانہ میں واجب ہے کہ ان تمام مشاغل کو یکلخت چھوڑ دے جو اس کے موجودہ شغل میں خلل انداز ہوں۔ اگرچہ وہ مشاغل ونوافل اور دعا و وظائف ہی کیوں نہ ہوں۔ اور جب اس کی طبیعت مراقبہ سے اچاٹ ہو جائے تو کھڑے بیٹھے اور لیٹے خدا کا ذکر کرے یہاں تک کہ فوز عظیم کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو۔

Marfat.com

۔ ہا کے مکتوبات جو حضرت شیخ نظام الدین رضؓ کے نام ہیں وہ بڑی قدر و قیمت کے ہیں۔ یہاں ان میں سے ایک مکتوب درج کیا جاتا ہے۔ جو دس فقروں پر مشتمل ہے اور اس کی حیثیت طالبان سلوک کے لئے ایک دستور العمل کی سی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد ان القاب سے حضرت شیخ نظام الدین کو خطاب کرتے ہیں :۔

"احوال وآمال مولی الموالی مولانا شاہ نظام الدین والاسلام والایمان والاحسان سلمہ اللہ تعالیٰ از تغیرات کہ موجب انصرام شریعت وطریقت وحقیقۃ باشد مصئون ومحفوظ باد۔"

ترجمہ :۔ ہر قسم کے تغیرات سے خدا آپکو محفوظ رکھے تاکہ آپ شریعت وطریقت وحقیقت کا اہتمام کریں۔

پھر تحریر فرماتے ہیں :۔

"اے بھائی اس خط کو اپنا دستور العمل سمجھو اور اس کی تعمیل میں کمال احتیاط سے کام لو تاکہ کوئی چیز رہ نہ جائے اور افراط وتفریط کا باعث نہ ہو۔ حدود شریعہ ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔ ان احکام کو میں دفعات کی صورت میں تحریر کرتا ہوں اللہ کی اس پر رحمت ہو جس نے تقویٰ کیا وہی سمیع وبصیر ہے۔

"پہلی بات یہ ہے کہ حصولِ خیر کو مقصود بناؤ۔ خیر سے مراد وہ تمام امور ہیں جن کا تعلق سالک سے ہے۔ سالک کی بقا حق تعالیٰ سے ہے اور اس کا قیام حق تعالیٰ کی بقا سے ہے جس کے ساتھ اسے ہمیشہ منسوب رہنا چاہیئے۔ اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ مزید تشریح اس خط میں نہیں کی جا سکتی۔"

"دوسری بات یہ ہے کہ حصولِ خیر میں کوئی ایسی بات روا نہ رکھی جائے جو للّٰہیت پر نہیں بلکہ نفسانیت پر مبنی ہو ورنہ اس شراب کا خمار باعث ادبار ہوگا۔"

"تیسری بات یہ ہے کہ تغیر لباس کا کوئی اعتبار نہیں ہے پس جو کچھ پہنا جائے یا کھایا جائے یا پیا جائے وہ حظِ نفس کے لئے نہیں ہونا چاہیئے۔ بسا اوقات ایک صوفی کو لباسِ فقر سے شرم

Marfat.com

آتی ہے۔ ممکن ہے تم کو اس سے شرم نہ آتی ہو یا اس شخص کو جس کے سامنے تم ایسا لباس پہن کر جاتے ہو وہ اس میں مذائقہ نہ سمجھے۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور تمہیں لباسِ فقر سے عار ہے تو تم عجیب فقیر ہوئے اور جس کے پاس جاتے ہو اسے اس لباس پر اعتراض ہے تو تم اس کے پاس جاتے ہی کیوں ہو اور اس کی صحبت ترک کیوں نہیں کر دیتے۔

"چوتھی بات یہ ہے کہ اژدھام خلق موجب شکر الہٰی ہے اور رجوع خلق اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس سے بیزار نہیں ہونا چاہیئے۔

"پانچویں بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص تم سے بیعت کرے تو اسے فوراً تلقین و ارشاد کی اجازت نہ دی جائے اپنے اوپر اس کا قیاس نہ کرنا کیونکہ یہ اور راز ہے۔

"چھٹی بات یہ ہے کہ چونکہ خلافت کی استعداد کا انحصار کثرت ذکر اور مراقبات و مشاہدات پر ہے لہٰذا مرید کو اس مقام پر پہنچانا چاہیئے۔ اگر علم ظاہری بھی اس کو حاصل ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے اس کے بعد بسم اللہ کر کے اس کو خلافت دیدو۔

"ساتویں بات یہ ہے کہ چند فقراء کے ساتھ علیحدہ ہو کر رہنا چاہیئے۔ اور عام لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جو فتوح (غیب سے) حاصل ہوں انھیں فقراء میں تقسیم کر دینا چاہیئے جس روز کوئی چیز حاصل نہ ہو اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے کیونکہ فقر و فاقہ میں عظیم الشان تاثیر ہے۔ اس بات کو وہی سمجھے گا جسے سمجھ ہے۔

"آٹھویں بات یہ ہے کہ مسئلہ وحدت الوجود کو ہر کس و ناکس کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اپنے احباب و مریدین جو اس مسئلہ کو سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں ان کے ساتھ رمز و کنایہ میں بات کرنی چاہیئے۔ اگر وہ اس بات کو سمجھتے ہوں تو اس کی مزید وضاحت بھی کر دینی چاہیئے۔ ورنہ کنایات ہی کافی ہیں۔

"نویں بات یہ ہے کہ امراء سے رسمی ملاقات ہونی چاہیئے۔ ان سے قطع تعلق بھی کیا جا سکتا ہے اگر ان میں سے بعض کے ساتھ تعلقات کا سلسلہ رکھا جائے تو کوئی حرج بھی نہیں۔

"دسویں بات یہ ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کے مابین باہم صلح کا رابطہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ان دونوں فرقوں میں سے کوئی فرقہ تمہارے ساتھ اعتقاد رکھے تو اس کو ذکر و فکر اور مراقبہ کی تعلیم دو۔ ذکر کی

Marfat.com

خاصیت یہ ہے کہ اسے خود اسلام کی طرف کھینچ لائے گا۔ غیر معتقد اگرچہ سید زادہ ہو اسے اس امر کی تعلیم نہ دی جائے کیونکہ رابطہ مبنی بر اعتقاد ہے۔

" میرے بھائی شیخیت متابعت کا نام ہے نا کہ تابعیت کا۔ جہاں تک ہو سکے دنیا داروں کی متابعت اختیار نہیں کرنی چاہیئے خواہ وہ کتنے ہی مخلص ہوں کیونکہ درویش تابعیت کی حالت میں درویش نہیں رہ سکتا۔

" مجلسِ سماع جو تم ہماری طرح منعقد کرتے ہو اس سے ہمیں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ بہت اچھا کرتے ہو۔ البتہ عام مجلس میں شہرت ہوتی ہے۔ ذوق و شوق کم ہوتا ہے اور اصل مقصد ذوق و شوق ہے۔ بہرحال اگر علانیہ مجلس ضروری ہو تو اس کی بھی اجازت ہے۔ مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ یہ فیض عالمگیر ہو۔ اور چاروں طرف سے فقراء تمہارے دروازے پر آ کر ظاہری و باطنی فیض حاصل کریں۔

" اگر تم اس جگہ خوش ہو تو وہ جگہ تم کو مبارک ہو۔ اگر وہاں رہنا پسند نہ ہو تو جب لشکر اس طرف آئے تو اس کے ساتھ اِدھر آ جانا۔

" دوسری بات یہ ہے کہ اپنے متعلقین کو ادب و احترام کی تعلیم دو۔ انبیاء علیہم السلام کا طریق تعلیم بھی یہی تھا۔ والسلام

میاں محمد تقی تمہاری صحبت سے زیادہ مستفید نہیں ہوتے ان کے حال پر توجہ کی ضرورت ہے"

خلاصۃ الفوائد میں حضرت حافظ جمال ملتانیؒ کا یہ جمع کردہ ملفوظ درج ہے کہ

" حضرت شیخ نے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر حضرت شیخ مدنی سے بیعت کی درخواست کی۔ انہوں نے آپ کی درخواست منظور کر لی اور تھوڑے عرصے کے بعد رخصت کر دیا۔ بوقتِ رخصت کچھ زادِ راہ بھی عنایت فرمایا۔ حضرت شیخ کلیم اللہ کے دل میں خیال گذرا کہ مجھے نعمتِ باطنی سے نوازا گیا ہے تو پھر کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت شیخ مدنی نے فوراً کہا کہ مبارک ہو میں نے تمہیں ظاہری و باطنی دونوں نعمتیں دی ہیں۔

شیخ مدینہ سے روانہ ہو کر جب مکہ پہنچے تو جو شخص آپ کو دیکھتا یہی کہتا کہ قطب عالم آ رہے ہیں۔ آخر آپ جہان آباد پہنچے اور وہاں درس و تدریس علم میں مشغول ہو گئے۔ ایک

Marfat.com

حویلی آپ کی ملکیت تھی اس کا کرایہ مبلغ دو روپے آٹھ آنے ملتا تھا۔ اس پر آپ کی معیشت کا انحصار تھا۔ چنانچہ دو روپے آپ اپنی ضروریات پر صرف کرتے اور آٹھ آنے ماہوار کرایہ کا ایک مکان لیکر اس میں رہتے تھے۔ بادشاہ فرخ سیر نے بارہا التجا کی کہ آپ بیت المال میں سے کچھ لے لیا کریں لیکن آپ نے ہمیشہ انکار کر دیا۔ اس نے آپ کی رہائش کے لئے ایک حویلی پیش کرنی چاہی تو وہ بھی آپ نے قبول نہ کی۔ بادشاہ نے قدمبوسی کے لئے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ توکل اللہ ہے اور میں تیرے زیر سایہ دعا گوئی میں مصروف ہوں۔ تجھے تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت شیخ کلیم اللہ ہر جمعہ کو نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ بادشاہ بھی وہاں آتا تھا لیکن ملاقات نہ کر سکا کیونکہ اس کی اجازت نہ تھی۔ اور بغیر اجازت اس کی جسارت کرنا خلافِ ادب تھا۔

ذکر خواجگانِ نقشبندیہ

حضرت قطب جہان آبادی کو شرفِ تلمذ اور اجازتِ اعمال حضرت شیخ برہان الدین المعروف بہ شیخ بہلول بن کبیر محمد بن علی الصدیقی برہانپوری سے حاصل تھی جو حضرت شیخ محمد غوث صاحب جواہر خمسہ کے نواسوں میں سے تھے اور جنہیں خرقہ خلافت حضرت عیسٰی سے انہیں حضرت شیخ لشکر محمد سے اور انہیں حضرت شیخ محمد غوث سے حاصل تھا۔

قطب الاولیاء حضرت شیخ کلیم اللہ نے پیران چشت، پیران قادریہ اور پیران سہروردیہ کا خرقہ قطب المدینۃ الشریفہ حضرت شیخ یحیٰی مدنی سے حاصل کیا اور سلسلۂ نقشبندیہ میں سید السادات سید المتوکلین سند العارفین المکرم من اللہ حضرت شیخ میر محترم اللہ المتوکل علی اللہ سے حاصل کیا۔ آپ بڑے مرتاض بزرگوں میں سے تھے۔ اور آپ کا تمام تر سرمایہ توکل تھا۔ توجہ میں بید تاثیر تھی تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی توجہ سے مریدوں میں جذب و ازخود رفتگی پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ کا

Marfat.com

مرقد لاہور میں زیارت گاہ خلق ہے۔

حضرت میر محترم نے خرقۂ خلافت حضرت خواجہ محمد مسکین سے اور حضرت خواجہ مسکین نے خواجہ محمد ہاشم سے حاصل کیا۔ آپ مقتدائے ماوراء النہر تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی خواجہ محمد صالح تھے اور سمرقند میں رہائش رکھتے تھے۔ وہاں کے لوگ آپ کے معتقد تھے۔ خواجہ محمد ہاشم کا وصال ۵ ربیع الاول ۱۰۸۲ھ میں ہوا۔ مرقد مبارک شہر دہبیر میں ہے۔ خواجہ محمد ہاشم نے خرقہ اپنے والد ماجد شیخ فیض جہاں حضرت خواجہ کلاں دہبیری سے حاصل کیا۔ خواجہ کلاں نے خواجہ امکنگی سے اور خواجہ امکنگی نے حضرت خواجہ محمد قاضی سے حاصل کیا۔ حضرت خواجہ محمد قاضی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے تقریباً بیس سال خواجہ احرار کی خدمت میں گذارے اور آپ ہی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

نفحات و رشحات میں آپ کی کرامات و خوارق کا مفصل حال درج ہے۔ "کونوا مع الصادقین" کے متعلق آپ کا ارشاد کے مطابق کیفیت مع الصادقین کے دو معنیٰ ہیں۔ ایک صحبتِ ظاہری دوسری صحبتِ باطنی۔ صحبت باطنی یہ ہے کہ باطنی امور پر مشائخ کے ساتھ تعلق قائم رہے خواہ ظاہری صحبت میسر نہ آئے۔ اگر ظاہری صحبت حاصل ہو تو اسے بھی باطنی صحبت کا ذریعہ بنائے۔ مطلب یہ ہے کہ صورت سے عبور کر کے معنیٰ تک رسائی حاصل کرے۔ اس طرح دائمی عمل کرتا رہے گا تو حقائق و اسرار سے آگاہی حاصل ہو جائے گی اور مقصود اصلی مل جائے گا۔

با عاشقاں نشیں و ہمہ عاشقی گزیں
با ہر کہ نیست عاشق با وے مشو قریں

ترجمہ:۔ عاشقوں کی صحبت میں بیٹھو۔ عاشقی ہمیشہ اختیار کرو اور جو عاشق نہیں ان کے قریب نہ پھٹکو۔ آپ کا وصال ۳۰ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو ہوا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے شیخ المشائخ مقتدائے اولیاء نامدار۔ مقبولِ عرفاء روزگار حضرت خواجہ یعقوب چرخی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ چرخ توابع غزنین کے دیہات میں سے ہے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ غزنین میں ولادت ہوئی۔ مرقد مبارک موضع ہلفتو میں ہے۔ جو حصار شادماں کے مواضع میں سے ہے۔

Marfat.com

آپ نے خرقۂ خلافت خواجۂ خواجگاں قطب دائرۂ زماں۔ غوث اولیا۔ روزگار۔ کاشف اسرار کردگار حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ سے حاصل کیا۔ آپ کا نام مبارک محمد بن محمد البخاری ہے۔ نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد کمخواب بافی اور نقشبندی کا کام کرتے تھے۔ سلسلۂ نقشبندیہ آپ سے ہی منسوب ہے۔ خواجہ محمد بابا سماسی کی آپ پر توجہ تھی۔ حضرت سید امیر کلال کے مرید ہوئے اور اویسی طریقہ سے خواجہ عبدالخالق عجدوانی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کی ولادت محرم میں ۷۱۸ھ کو ہوئی۔ آپ کے کمالات بیحد و حساب ہیں۔ وصال شب شنبہ کو ۳ ماہ ربیع الاول ۷۹۱ھ کو ہوا۔ مرقد مبارک قصر عارفاں میں شہر بخارا کے قریب ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے ساتھ یہ شعر پڑھا جائے۔

مفسلانیم آمدہ در کوئے تو

شیئاً للہ از جمال روئے تو

آپ نے خرقۂ خلافت عمدۃ الواصلین، سید الکاملین، سند العاشقین، مظہر آیات کمال حضرت خواجہ سید امیر کلال سے حاصل کیا۔ آپ کی ولادت موضع سوفاری میں ہوئی اور وصال حالت نماز میں بروز پنجشنبہ ۸ ماہ جمادی الاول ۷۷۲ھ کو ہوا۔

آپ نے خرقۂ خلافت زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، سید المکملین حضرت خواجہ محمد بابا سے حاصل کیا۔ حضرت خواجہ محمد بابا کا مولد قریہ سماس تھا۔ محمد بابا سماسی نے خواجہ بہاؤالدین نقشبند کو اپنی فرزندی میں قبول کیا تھا اور اپنے اصحاب سے کہا تھا کہ یہ بہت مقتدائے روزگار میں سے ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے میر کلال کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمہارے خلیفہ ہوں گے، تم ان کی تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھنا۔ امیر کلال نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا اگر میں نے کمی کی تو میں مرد نہیں ہوں گا۔ آپ کا مرقد مبارک قریہ سماس میں ہے۔ آپ نے خرقۂ خلافت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ سے حاصل کیا تھا۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔ وصال ۷۲۱ھ میں ہوا۔ مرقد مبارک خوارزم میں ہے۔

آپ نے خرقۂ خلافت خواجۂ خواجگان خواجہ محمد الخیرؒ فغنوی سے حاصل کیا۔ فغن بخارا کے

Marfat.com

دیہات میں سے ہے۔ مزار مبارک بخارا میں ہے۔ وصال ۷۱۵ھ میں ہوا۔ آپ نے خرقۂ خلافت خواجۂ خواجگان خواجہ عارف ریوکری رضی سے حاصل کیا تھا۔ ریوکری بخارا کے دیہات میں سے ہے آپ کا مولد و مدفن یہی جگہ ہے۔

آپ نے خواجۂ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ کے والد کا نام امام عبدالجلیل ہے جو بادشاہان روم کی اولاد میں سے تھے۔ خضر علیہ السلام نے جوانی میں آپ کو فرزندی میں قبول کر لیا تھا۔ آپ نے خضر علیہ السلام سے ذکر قلبی کی تعلیم پائی تھی۔ آپ کے کلمات طیبات آٹھ ہیں۔ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگاہ داشت۔ علاوہ ازیں وقوف زمانی بہ وقوف عددی و وقوف قلبی —— ان اصطلاحات کا مطلب یہ ہے :- ہوش در دم —— یعنی نفس کا انتقال دوسرے نفس میں غفلت سے نہ ہو۔ نظر بر قدم —— یعنی حرکات و سکنات میں حاضر ہونا۔ سفر در وطن یعنی صفات ذمیمہ سے بہ اوصافِ حمیدہ انتقال کرنا۔ خلوت در انجمن —— یعنی ظاہر خلق کے اور باطن حق کے ساتھ ہو۔ یاد کرد —— یعنی ذکر قلبی یا بہ لسانی۔ بازگشت —— یعنی رجوعیت بحق اس طرح ہو کہ ہر بار کلمہ طیب کہے اور اس کے بعد کہے کہ اے خداوند میرا مقصود تو ہی ہے۔ نگاہ داشت —— یعنی محافظت اس رجوعیت کی بغیر گفتگو کے۔ یادداشت یعنی رسوخیت سے نگاہداشت ہے۔

وقوف زمانی سے مراد محاسبہ اوقات ہے۔ وقوف عددی عبارت ہے رعایت عدد سے ذکر کرنے میں۔ وقوف قلبی مراد از تبات و آگاہی مذکور سے ہے۔

آپ کا وصال ۵۷۵ھ میں ہوا۔ مرقد غجدوان میں ہے۔

آپ نے خرقۂ خلافت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی سے حاصل کیا آپ کی کنیت ابو یعقوب۔ وطن ہمدان ہے۔ مذہب حنفی تھا۔ اس سلسلہ کے اکثر خواجگان حنفی ہوئے ہیں۔ آپ کی ولادت ۴۴۰ھ میں ہوئی تھی۔ وصال ۵۳۵ھ میں ہوا۔ مرقد مرو میں ہے۔

آپ نے خرقۂ خلافت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ علی فارمدی سے حاصل کیا۔ فارمد توابع طوس میں سے ہے۔ آپ کا نام فضل بن محمد ہے۔ مولد قریہ فارمد ہے۔ خراسان کے شیخ الشیوخ تھے۔

Marfat.com

وصال ۴۱۱ھ میں ہوا۔ مرقد طوس میں ہے۔

آپ نے خرقۂ خلافت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی ؓ سے بطریق اویسیہ حاصل کیا تھا۔ آپ کا نام علی بن جعفر سلیمان خرقانی ہے۔ غوث زمان تھے۔ آپکو روحانی نسبت شیخ بایزید بسطامی ؓ سے ہے۔ اور خلیفہ شیخ ابوالمظفر مولانا ترک الطوسی کے ہیں۔ وہ مرید شیخ ابویزید العشقی اور وہ مرید شیخ محمد مغربی اور وہ سلطان العارفین بایزید بسطامی کے ہوتے ہیں۔ آپ کا وصال شب عاشورہ کو ۴۲۵ھ میں ہوا۔

حضرت خواجۂ خواجگان سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی ؓ کا نام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان ہے۔ بسطام کے رہنے والے تھے۔ حضرت سید الطائفہ شیخ جنید فرماتے ہیں کہ ابویزید ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے فرشتوں کے درمیان جبرئیل۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ تیری طرف کی راہ کیا ہے۔ جواب آیا کہ از خود گذشتی درستی۔

ایک روز کسی بزرگ نے حضرت شیخ غریب پرور ؓ سے دریافت کیا کہ اس میں کیا حکمت تھی کہ منصور نے اناالحق کہا اور انہیں شہید کر دیا گیا اور خواجہ بایزید نے انی انا اللہ کہا لیکن ان کے مریدوں نے ایسا کہا تو وہ زخمی ہو گئے۔ چنانچہ مثنوی مولوی معنوی میں مذکور ہے۔ حضرت شیخ غریب پرور فرماتے تھے کہ ہر درویش کی اپنی شان ہے لیکن چونکہ خلیفۃ اللہ تھے اس لئے خواجہ بایزید بسطامی جیسا کوئی اور نہیں تھا۔ آپ کا وصال ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو ہوا۔ بعض روایات کے مطابق سن وفات ۲۶۴ھ ہے۔

آپ نے خرقۂ خلافت بقول صاحب رشحات اور بقول تذکرہ بمواصلت جسمانی حضرت خواجۂ خواجگان امام ہمام بالحق والصواب ناطق حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا آپ کا ذکر مبارک سلسلۂ قادریہ کے سلسلہ میں آچکا ہے۔ اپنے والد بزرگوار امام ہمام حضرت محمد باقر سے سلسلۂ الذہب میں تعلیم پائی۔ اور اس سلسلہ میں خواجۂ خواجگان سید التابعین حضرت خواجہ محمد قاسم بن ابی بکر صدیق مقرر تھے۔ آپ کی کنیت قاسم ابو محمد ہے۔ بعض قول کے مطابق ابوعبدالرحمٰن ہے۔ آپ یتیم ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ کی پھوپی حضرت عائشہ ؓ نے آپ کی تربیت کی اور آپ علم و عمل میں بہت جلد پایہ کمال کو پہنچ گئے۔ آپ مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری

Marfat.com

نے آپ کو افضل زمانہ سے یاد کیا ہے ۔آپ کا وصال ۵۸؁ھ میں ہوا۔آپ کو نسبت ارادت اور خرقۂ خلافت خواجۂ خواجگان خیار اصحابِ رسولِ آخرالزماں حضرت سلمان الفارسی سے حاصل ہوا تھا۔آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور سلمان بن اسلام کہلاتے تھے ۔صحابۂ کبار میں سے تھے ۔آپ کی شان میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "سلمان من اہل بیتی"۔یعنی سلمان میرے اہلِ بیت سے ہے ۔
آپ کا وصال ۳۳؁ھ میں بعض کے قول کے مطابق ۲۵۰ سال کی عمر میں ہوا۔باوجودیکہ آپ کو حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ صحبت حاصل تھا۔لیکن ارادت و خلافت قدوۃ المہاجرین والانصار ثانی اثنین اذ ہما فی الغار معدن الصدق والصفا۔صاحب السیف والسخا۔ پیشوائے اصحاب بالتحقیق امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل تھی ۔آپ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب ہے ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عتیق رکھا تھا۔اس القاب سے آپ صحابہ میں معروف تھے ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے ۔آپ کے مناقب اتنے ہیں کہ ان کے لئے دفتر چاہیئے۔
آپ کا وصال ۱۳؁ھ میں ہوا۔آپ کو خلافتِ ظاہری و باطنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی ۔

مہترین و بہترینِ انبیار — رہنمائے اصفیاء و اولیاء
خواجہ دنیا و دیں گنجِ وفا — صدر بدر ہر دو عالم مصطفیٰ

الغرض حضرت قطب الاقطاب ۔فنا فی اللہ ۔باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی میں تمام سلاسل جمع ہو گئے تھے ۔حضرت شیخ کلیم اللہ کا وصال ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲؁ھ میں ہوا۔روضۂ مطہرہ شہر جہاں آباد (دہلی) میں زیارت گاہ خلق ہے

شد کلیم اللہ بر طور تجلی گرم شوق!
بیست چارم از ربیع الاولیں برق جہاں

Marfat.com

وصل دہم

غیاث العاشقین، سراج الواصلین، سندالکاملین فخرالمکملین حضرت شیخ نظام الحق والدین رضی اللہ عنہ

آپ کی نسبت نسبی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے واسطہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا فخرالاولین والآخرین رضی اللہ عنہ خود کو صدیقی لکھتے ہیں۔

مناقب فخریہ میں درج ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین کے ایک لاکھ سے زیادہ مرید تھے جن میں سے اکثر صاحب حال اور اہل کمال ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک ان میں سے احیائے موتیٰ کی ہم صورتی کی شان رکھتے تھے۔ آپ کا اصل وطن پورب ہے۔ وہاں سے آپ تحصیل علم کے خیال سے جہان آباد (دہلی) میں تشریف لائے اور اس طرح حضرت قطب الاقطاب فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی تک رسائی ہوئی۔ ایک روز آپ حضرت کے دروازے پر پہنچے تو آپ سماع میں مشغول تھے۔ جس میں غیروں کی شرکت بعض شرائط پر موقوف تھی۔ حضرت شیخ نظام الدین کو در دولت پر حاضر ہونے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی تھی اس لئے آپ نے مجلس خانہ کے دروازے پر دستک دی۔ حضرت فنا فی اللہ نے ایک صاحب کو باہر بھیجا کہ آنے والے کا نام اور احوال دریافت کریں۔ آپ نے اپنا نام بتایا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حاضرین نے کہا کہ مجلسِ سماع میں کسی دوسرے کا داخل ہونا آپ کے دستور کے خلاف ہے حضور نے زبانِ حق ترجمان سے فرمایا کہ یہ مرد عزیز اجنبی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت نظام الدین اندر آگئے حضرت شیخ نے شرفِ تعظیم بخشا اور سلام کا جواب دیا اور آپ کے آنے کا مقصد پوچھا۔ آپ نے کہا کہ استفادۂ علم کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت شیخ نے یہ بات قبول کرلی اور اپنی صحبت میں مستقلاً آنے کی اجازت دیدی اس کے بعد آپ نے حضور کی خدمت میں آکر استفادہ شروع کردیا۔ ابتداء میں جب آپ دیکھتے کہ آپ کے مریدوں پر ذوق و شکر کی کیفیت ہے تو آپ حیران ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ کی طبیعت کا بھی اس طرف میلان ہوگیا اور آپ میں اعتقاد و ارادت کے اطوار پیدا ہونے

Marfat.com

لگے۔ آپ نے خدمت گذاری کے آئین پر عمل شروع کر دیا۔ ایک روز جب حضرت مجلس سے اُٹھ کر گھر میں جانے لگے تو آپ نے آپ کی جوتیاں اُٹھا کر آپ کے آگے رکھیں۔ اس پر حضرت شیخ نے نظرِ عنایت سے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ علوم باطنی کے کسب کی طرف توجہ دینا اولیٰ و احسن ہے۔ آپ نے جواباً عرض کیا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے رخصت کرتے ہوئے حضرت کلیم اللہ جہاں آبادی سے کہا تھا کہ ایک نیک بخت جس کا نام نظام الدین اور اس شکل و صورت کا ہے تمہارے پاس آئے گا۔ اسے دعوتِ حق دینا۔

چنانچہ حضرت شیخ فنافی اللہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنی صحبت سے کثیر نعمتیں عطا کر کے سرزمین دکن روانہ کیا۔ وہاں پہنچ کر آپ فیضِ رسانِ خلق بنے۔ نواب مستطاب نظام الملک آصف جاہ جدِ امجد حضرت نواب صاحب نظام الملک غیاث الدین خاں مشرف بہ بیعت ہوئے۔ ان کے علاوہ سعادت و ولایت آثار خواجہ کامگار خاں جو آنحضرت کے مقربان اور خلفائے ذی شان میں سے تھے شرف اندوزِ بیعت ہوئے۔ انہوں نے ایک رسالہ آپ کے احوال و کرامات پر مشتمل تحریر کیا تھا جس کا نام احسن الشمائل رکھا تھا۔ اس کے مطالعہ سے ہزاروں طالبانِ کمال کو وفورِ ذوق حاصل ہوا۔

حضرت قطب جہاں آبادی سے آپ کی بیعت کے متعلق مجھ درویش نے مظہر جمال الٰہی حافظ جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے اور خلاصۃ الفوائد میں بھی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی حضرت قطب جہان آبادی کی خدمت میں اصول کی کتاب پڑھ رہے تھے کہ اتفاقاً ایک شخص جو حضرت شیخ مدنی کے دوستوں میں سے تھا حضرت شیخ مدنی کے وصال کے بعد مدینہ سے آیا۔ جب شیخ کلیم اللہ پر اس کی نظر پڑی تو اس پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوگئی اور دیر تک بے ہوش زمین پر پڑا رہا۔ ہوش آنے پر ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ حضرت شیخ نظام الدین اس صورتِ حالات سے حیران ہوئے اور عرض کی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ایک سبق ہے۔ اور اس کا درس دوسرا ہے۔ یہ بات سن کر ان کے دل میں اس درس کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت شیخ کلیم اللہ سے عرض کیا کہ مجھے بھی اس سبق کا درس دیجئے۔ چنانچہ انہیں بیعت سے سرفراز فرما کر سبق سے نوازا۔ اور وہ صاحبِ کمال ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ کلیم اللہ نے انھیں اجازت دیکر اورنگ آباد روانہ کر دیا۔ وہاں پہنچے تو آن سے کمال درجہ

Marfat.com

کا جذب ظاہر ہونے لگا۔ وابستگانِ شیخ میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ذکر اور فکر سے غافل ہو۔

خلاصۃ الفوائد سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت شیخ الاسلام حضرت خواجہ نور محمد مہاروی نے فرمایا کہ حضرت سند الکاملین شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کا فیض عام تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک منشی کو اپنی مہر مبارک دیکر اپنی حویلی کے دروازے پر صرف اس غرض سے بٹھا رکھا تھا کہ جب بھی کوئی سائل کسی قسم کی سفارش کے لئے آئے تو وہ اسے سفارشی خط لکھ کر مُہر لگا دیا کرے۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر شیخ کی سفارش پر کسی کا کام ہو جاتا تو بہتر ورنہ ورنہ آپ رنجیدہ نہیں ہوتے تھے۔ قبلۂ عالم نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت شیخ کی مہر کا سجع تھا۔ "ذکر مولیٰ از ہمہ اولیٰ"۔ ایک طرف یہ شعر درج تھا۔

در رعایت دلہا بکوش
نظام الدین بدنیا مفروش

آپ کے اکثر اقوال رسالہ نظام القلوب سے منقول ہیں جو حضرت کا تصنیف کردہ ہے۔
آپ فرماتے ہیں کہ ذکر جہر کسی وقت بھی منع نہیں بلکہ ہر وقت پڑھنا ثواب ہے۔

اِنَّ الذکر محبوب فی جمیع الاحوال الا فی احوال ورد بہ منع الشرع یعنی انہ یکرہ الذکر حالۃ الجلوس علی قضاء الحاجۃ وفی حالۃ الجماع وفی حالۃ الخطبۃ وفی الصلوٰۃ بعد الامام ولا یکرہ فی الطریق ولا فی الحمام اجمع العلماء علی جواز الذکر بالقلب وللسان للمحدث والجنب والحائض والنفساء وذالک فی التسبیح والتحمید والتہلیل والتکبیر والصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء وغیر ذالک ولکن قراۃ القرآن حرام علی الجنب والحائض والنفساء سواء قرأ قلیلاً او کثیراً حتی بعض آیۃ ویجوز لھم اجراء القرآن علی القلب من غیر لفظ ثم ینبغی ان یترک الذکر باللسان مع القلب خوفاً من ان یظن بہ الریا بل یذکر بھما جمیعاً ویقصد بھما وجہ اللہ تعالی وقد قال اقدمنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالی عنھما ان ترک العمل لاجل الناس ریاء ولو فتح علی الانسان باب ملاحظۃ الناس والاحتراز من تطرق ظنونھم

Marfat.com

الباطلة لا نفسد علیه اکثر الابواب الخیر و ضیع علی نفسه شیئاً عظیما من مہمات الدین۔

ترجمہ:۔ "ذکر محبوب تمام احوال (اوقات) میں درست ہے سوائے حالت جماع یا تقاضائے حاجت یا خطبہ نماز باجماعت میں۔ اور مکروہ نہیں ہے نہاتے وقت اور علماء کے مجمع میں اور جائز ہے ذکر زبان اور قلب کے ساتھ اور منع ہے نجاست اور حیض اور نفاس کی حالت میں۔ اسی طرح تسبیح، تحلیل، تکبیر اور نماز میں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرأتِ قرآن جنابت کی حالت میں حرام ہے۔ لیکن اگر زبان کے بجائے دل سے خدا کا ذکر کرے تو جائز ہے۔ ذکر جلی و ذکر خفی ریا کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے۔ تمام مقاصد کے حصول کے لئے ذکر اچھا ہے۔ جیسا کہ حضرت فضیل ابن عیاض رضؓ نے فرمایا ہے کہ عمل چھوڑنا لوگوں کے لئے موت کے مترادف ہے۔ ریا انسان پر گمراہی کے راستے کھول دیتا ہے اس طریق سے بچنا چاہیے۔ نیک ذکر اچھائی کے دروازے کھول دیتا ہے اور یہ نفس پر گراں گذرتا ہے۔ دنیا کی مہمات کے لئے ذکر کی بہت عظمت ہے۔"

آپ فرماتے تھے کہ بندگی حضرت شیخ قطب الدین حاجی قدس سرہٗ نے شروع میں ذکر جہر ۱۲ سال صبح سے شام اور شام سے صبح تک کیا۔ وہ کہتے تھے کہ ذکر جہر سے جو فائدہ ہوا وہ کسی اور عبادت سے حاصل نہیں ہوا چنانچہ ختم قرآن کرتے تو کم از کم تین ختم کرتے۔ نماز پڑھتے تو ہزار رکعت سے کم نہ پڑھتے۔ صائم الدہر تھے اور ہر ماہ اکثر روزہ طے رکھتے تھے۔ جب دعوتِ اسما کرتے تو لاکھ بار سے کم نہ پڑھتے۔ غرض ذکر جہر کا انہوں نے بہت فائدہ اُٹھایا۔

آپ کا قول ہے کہ جب پیر مرید کو کلاہ عطا کرے تو اس راہ میں صادق وہی ہے جو قدر تاقیہ یعنی کلاہ کی قدر کرے۔

در تاقیہ جملہ عشق و شوق است ہمہ | اسرار جمال دوست و ذوق است ہمہ
چوں بر سر خود نہادی آں مونس دوست | می سوز د عشق او چہ شوق است ہمہ

سوتے وقت سو بار تہلیل لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتے اور اہل شجرہ کی ارواح پر فاتحہ پڑھتے۔ آپ کا متوارثہ

انفاس پاس دار اگر مرد عاقلی | ملک دو کون تواں کرد یک نفس

Marfat.com

بُرندہ گردن شیطان خناس | برمرد آنست تیغ پاس انفاس
تُرا یک حرف بس از جملہ عالم | کہ از جانت نیاید جز خدا دم
اگر تو پاس داری پاس انفاس | بہ سلطانی رسانندت ازاں پاس
اگر یک ذکر گوید صبح تا شام | رسد کارش بہ فضلِ حق باتمام

ترجمہ:۔ اگر تم مردِ عاقل ہو تو شغلِ پاس انفاس جاری رکھو دیہ ایک شغل ہے جس کے ذریعہ ہر سانس کے ساتھ اسم ذات اللہ اللہ یا اللہ ھُو کا ذکر کیا جاتا ہے) دونوں جہان ایک لمحہ میں تمہاری ملکیت ہو جائیں گے۔

شغل پاس انفاس مردانِ خدا کے ہاتھ میں ایسی تلوار ہے جس سے شیطان خناس کی گردن کٹ جاتی ہے۔

ترے لئے سارے جہان سے یہ ایک حرف کافی ہے کہ تیرے سینے سے اسم الہٰی کے علاوہ کوئی سانس باہر نہ آئے۔

اگر تو پاس انفاس پر عمل پیرا ہو گا تو اس ہی بدولت سُلطانِ جہان ہو جائے گا

اگر صبح سے شام تک یہی ذکر کرتا رہے تو بفضل تعالیٰ ترا مقصود تجھے حاصل ہو جائے گا۔

آپ کہتے ہیں کہ اشیائے خورد نوش سے معدہ خالی ہونا چاہیئے خصوصاً ابتدائے حال میں یعنی مبتدی کے لئے

کجا ذکر گنجد درا ہنان عصر | بسختی نفس می کند با دراز

ترجمہ:۔ طالب دنیا ذکر کی لذت کو کیا جانیں وہ تو مرتے دم تک نفس کی سختی جھیلتے رہتے ہیں

آپ کا قول ہے کہ ہر سانس کے ساتھ ذکر میں مشغول رہو تا کہ غیر کا خطرہ دل میں نہ آئے۔

پاسبانِ دل تراندر کل حال | تا نیاید ہیچ دزدِ آنجا مجال!
ہر خیالے غیر حق را دزد داں | ایں ریاضت سالکاں را فرض خواں

ترجمہ:۔ ہر حال میں دل کی پاسبانی کرو تا کہ وہاں کسی چور کے جھکنے کی مجال نہ ہو۔ غیر حق کا دل میں خیال پیدا ہو تو اسے چور سمجھنا چاہیئے۔ اس بات کی مشق کرنا سالک کا فرض ہے

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہر لیست | کاں را خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کایں خزانہ دہی رائیگاں بباد | وانگہ روی بخاک تہیدست وبے نوا

Marfat.com

ترجمہ:۔ ہر سانس جو تم لیتے ہو وہ تمہاری زندگی کا ایک گوہر ہے اور اس کی قیمت دو جہان سے بھی زیادہ ہے۔ اس بے بہا خزانہ کو رائیگاں نہ جانے دو ورنہ تم قبر میں خالی ہاتھ اور بے نوا ہو کر جاؤ گے۔

فرماتے ہیں کہ اے عزیز! عاشقوں کا یہ مقام ہے جو کمال عشق کے بغیر میسّر نہیں آتا۔ چنانچہ سلطان المشائخ کا فرمان ہے

عشق آمد چو خونم اندر رگ و پوست
بر کرد مرا از من و پُر کرد ز دوست

ترجمہ:۔ عشق میرے اندر اس طرح داخل ہوا ہے جیسے یہ میرا خون اور پوست ہو۔ اس نے میری نفسانیت کو نکال لیا ہے اور اس کی جگہ دوست نے لے لی ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقَلْبِ ذکر اللہ (ہر چیز کو صیقل کیا جاتا ہے۔ دل کا صیقل ذکر الٰہی سے ہوتا ہے)

تا بجاروب لا نروبی راہ ۔۔۔ نرسی در سرائے الا اللہ

ترجمہ:۔ جب تک تم لا الٰہ کی جھاڑو سے اپنا راستہ صاف نہیں کرو گے اقلیم الا اللہ میں تمہاری رسائی نہیں ہوگی۔

فرماتے ہیں کہ ذاکر کو اس طرح بے اختیار ہو کر ذکر کرنا چاہیئے کہ قضائے حاجت کے وقت بھی چاہے وہ کتنا ہی اس وقت اس کا قصد نہ کرے لیکن ذکر جاری رہے۔ ایسی حالت میں ذکر کرنے کی بے ادبی معذوری کے ذیل میں آتی ہے۔

زاہل دل چوں بصفا دل شدہ ۔۔۔ موکبہ قرب بمنزل شدہ
تا کہ باشد یاد غیرے در حساب ۔۔۔ ذکر مولا باشد از تو در حجاب
چوں ہمہ یاد تو از مولا بود ۔۔۔ ہمچو مجنونت ہمہ لیلےٰ بود

ترجمہ:۔ اصحاب اہل دل کی صحبت سے جب تجھے صفائی قلب حاصل ہو جائیگی اور مقام قرب پر پہنچ جائے گا تو اس حالت میں غیر کا تصور تیرے دل میں نہیں آئے گا۔ اور ذکر مولا تجھ پر غالب رہے گا۔ جب مولیٰ تیری یاد کا موجب ہو تو پھر مجنوں بھی لیلیٰ بن جاتا ہے۔

Marfat.com

چوں نماند در دل از اغیار نام | پردہ از محبوب برخیزد تمام
گر ترا موئے بماندت از خودیت | ہفت دوزخ پر برآید از بدیت

ترجمہ :۔ جب دل میں غیر حق کا نام ہی نہیں رہتا تو محبوب سے تمام پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اگر تیرے اندر بال برابر بھی خودی (خود غرضی) موجود ہے تو تیری برائی سے سات دوزخ بھر سکتے ہیں۔

حضرت شیخ کامگار خانؒ جو آپ کے خلفا میں سے تھے احسن الشمائل میں آپ کے خصائل، لباس خوراک مصاحبت یا جہاد میں آپ کی کیفیت سلوک۔ سوار و پیادہ سفر کا حال، مخلصوں اور اجنبیوں کے ساتھ آپ کے حسن سلوک کے متعلق لکھا ہے۔ یہاں اس میں سے چند فوائد درج کئے جا رہے ہیں تاکہ اس درگاہ کے معتقدان اور آں والا جاہ کے متوسلان پیر و مرشد کے طریقہ و روبہ کو حتی الامکان اختیار کرنے کی سعی کریں۔ پیر طریقت کی متابعت مریدوں پر واجب ہے۔ بالخصوص ایسے سراپا حمیدہ اوصاف کی متابعت تو فرض عین ہے۔ اللہ جس کو توفیق دے۔

" حضرتؒ کا رویہ تمام امور میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق تھا۔ لباس کے معاملہ میں آپ قطعی تکلف نہیں فرماتے تھے جو میسر آگیا وہی پہن لیا۔ اکثر سفید رنگ کے کپڑے کو مٹیالہ رنگ کرکے بطور ملبوس استعمال کرتے تھے۔ پیراہن سیلہ کا ہوتا تھا جس کی قیمت ڈھائی تین روپے ہوتی تھی جامہ بھی اتنے ہی قیمت کا ہوتا تھا۔ سراویل (شلوار) سرہندی سوسی کا ہوتا تھا جس کی قیمت ڈیڑھ یا دو روپیہ ہوتی تھی۔ اکثر اوقات پیرہن میں پیوند لگے ہوئے ہوتے۔ بیش قیمت کپڑوں سے آپ ہمیشہ گریز کرتے تھے۔ ایک روز سردیوں میں کمترین چند شال الوان اور چھینٹ کے جن کی خاص قیمت نہ تھی نذر کے لئے لایا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس قسم کا لباس قطعی پسند نہیں اور میں کبھی نہیں پہنتا۔ احقر نے دوبارہ عرض کیا تو از راہ بندہ پروری فرمایا اگر چھینٹ کم قیمت کی لاتے تو تمہاری خاطر اسے استعمال کر لیتا۔ وہ شال اور چھینٹ جو میں لایا تھا واپس کر دی"

حضرتؒ مدظلہٗ کسی کی نذر بھی قبول نہیں کرتے تھے لیکن اپنے مخلصوں کی خاطر داری کے طور پر قبول فرما لیتے تھے۔ اس نذر کے قبول کرنے کی وجہ یہ تھی۔ اس نذر کے قبول کرنے کی وجہ یہ تھی کہ پہلے آپ اپنوں اور بیگانوں کی بھی نذر قبول نہیں فرماتے تھے۔ جب اس بات کی خبر حضرت شیخ کلیم اللہ

Marfat.com

جہان آبادی کو ہوئی تو آپ نے ان کے نام اس مضمون کا ایک عنایت نامہ تحریر فرمایا کہ سنا ہے کہ تمہارے دوست اور مخلص تمہارے لئے کوئی نذر لائیں تو تم قبول نہیں کرتے۔ اگرچہ یہ امر مستحسن ہے لیکن اس سے محبّوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جو شخص سچے اخلاص کے ساتھ کوئی چیز لائے وہ "لا ترد و لا تکد" کے حکم کے مطابق قبول کر لو۔ اور محتاجوں میں تقسیم کر دو۔ کیونکہ محتاجوں کی امداد ہر حال بہتر ہے۔

اینکہ ستانی و ببخشا نیش — بہتر ازاں کہ نستانیش

ترجمہ:۔ نہ لینا اس سے بہتر ہے کہ تم لے لو اور اسے تقسیم کر دو۔

یعنی لینے سے محبت اور نہ لینے سے وحشت ہوتی ہے۔ مخلصانِ صادق کی دلجوئی ہر لحاظ سے فائق ہے۔ اس روز سے آپ مخلصوں کی نذریں قبول کرنے لگے۔ چنانچہ جمعہ کے روز جو مجلسِ سماع کے لئے مقرر تھا جو نذر آتی آپ قوالوں اور مستحقوں کو جو اس وقت مجلس میں موجود ہوتے عطا کر دیتے۔ دوسرے دنوں میں جو نذر آتی وہ محتاجوں میں تقسیم فرما دیتے۔ جنس، میوہ یا طعام و شیرینی کی صورت میں کوئی چیز آتی تو آپ اسی وقت حاضرین مجلس میں بانٹ دیتے۔ مخلصوں کے گھروں پر بھی آپ تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ نماز جمعہ یا سیر کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو تنہا اور پیادہ جاتے تھے۔ البتہ لباس تبدیل فرما لیتے تھے۔ کبھی کبھی گھوڑے پر بھی سواری کر لیتے تھے۔ لیکن گھوڑا، ہاتھی یا پالکی کوئی سواری آپ کے ہاں کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

معتقدوں میں اکثر اپنے غلام زادوں کو خدمت کے لئے بھیجدیا کرتے تھے۔ جملہ خادمان میں سے دو آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔ ایک کھانا پکانے کے لئے اور دوسرا فرش بچھانے اور قوالوں کا حصہ تقسیم کرنے کیلئے۔ یہ دونوں شخص مستقل نہیں تھے بلکہ تبدیل ہوتے رہتے تھے۔

آپ کا سلوک اپنوں اور بیگانوں اور واقف و اجنبی کے ساتھ ایک جیسا تھا۔ چھوٹا بڑا جو بھی آپ کے پاس آتا آپ اس کی تعظیم و تکریم فرماتے۔ ان میں چاہے چار سال کا بچہ ہو یا ستر سال کا بوڑھا۔ شرف حاضری حاصل کرنے والوں میں اگر شیرینی موجود ہوتی تو تقسیم کی جاتی۔ اور عطر جو ہمیشہ موجود ہوتا تھا عنایت کرتے تھے۔ کبھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ کوئی آنے والا خالی ہاتھ گیا ہو۔

جب تک آنے والے بیٹھے رہتے آپ دو زانو بیٹھتے۔ لوگوں سے زیادہ خلا ملا نہیں رکھتے تھے۔

Marfat.com

اگر مجلسِ ہمایوں میں کوئی گفتگو میں مشغول ہوتا تو آپ کو سخت کوفت ہوتی۔ اس وجہ سے آپ نے اپنے مخلصوں میں سے ایک شخص کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ کتاب میں سے کچھ پڑھتا رہے۔ اور حاضرین خاموشی کے ساتھ بزرگوں کے احوال سنتے رہیں۔ اپنے مخلصوں کو شغلِ باطنی کی اکثر تاکید فرماتے تھے۔ مجلسِ سماع میں حاضرین کو خاموش رہنے کے لئے کہتے تھے۔ اگر قوال وغیرہ سے کوئی بات چیت کرتا تو آپ منع فرماتے۔ اگر کوئی مجلس میں زانو اٹھا کر بیٹھتا تو آپ اُسے دو زانو بیٹھنے کا حکم دیتے۔ خاص طور پر آپ محفلِ سماع میں بہت احتیاط فرماتے۔ اور آدابِ سماع کا خیال رکھتے تھے۔ آپ متواتر سماع نہیں سنتے تھے۔ مثلاً ایک روز سنا تو دو تین روز نہ سُنا۔ اگر اتفاق سے جمعہ کے روز کسی بزرگ کے عرس کی تاریخ آجاتی تو آپ عرس کے دن تک کے لئے سماع موقوف کر دیتے۔ بعض اوقات یہ عبارت پڑھتے۔

یا بنی لا تکثر السّماع ولا تمکث۔ یعنی زیادہ سماع دل کو خود داری سے عاری بنا دیتا ہے۔

حضرت تنہا کھانا تناول نہیں فرماتے تھے بلکہ چند مخلصوں کو شریکِ طعام کرتے تھے۔ اگر کبھی کوئی نہ ہوتا تو از راہِ کرم مخلصوں کے گھر پر طعام بھجوا دیا کرتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ شفقت سے پیش آتے اور اس کی مزاج پرسی کرتے۔ آپ کے خُلق اور شفقت کا حال احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ جو کوئی بھی آپ سے نیاز حاصل کرنے کا شرف حاصل کرتا اسے خُلقِ عظیم کے معنی کا پتہ چل جاتا۔ آپ کے تمام افعال و اعمال سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھے اور اس میں ذرہ بھر فرق نہیں آتا تھا۔

آپ نمازِ فجر با جماعت ادا فرماتے تھے۔ اور نماز پڑھنے کے بعد اپنے حجرہ میں تشریف لے جاتے اور پانچ چھ گھنٹے یادِ حق میں مصروف رہتے۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی نہیں جا سکتا تھا اس شغل سے فراغت کے بعد حجرہ کھلتا اور مخلصوں سے ملتے اور الطاف و عنایات سے نوازتے۔ کچھ دیر ان کے ساتھ تشریف رکھتے پھر ظہر کی نماز کے وقت باہر آتے اور نمازِ ظہر کے بعد حجرہ میں داخل ہو کر مشغول ہو جاتے۔ اور باقی ماندہ وقت میں لوگوں کو شرفِ قدمبوسی عطا کرتے۔ محمد نور الدین مشکوٰۃ شریف یا کوئی دوسری کتاب پڑھتے۔ نمازِ عصر تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ نمازِ عصر کے بعد کثیرین

Marfat.com

کے ذمہ تھا کہ احوال مشائخ کے سلسلہ میں کسی کتاب سے کچھ پڑھ کر سنائے۔ اس وقت میں پڑھتا اور آپ سنتے تھے۔ دیگر حاضرین مجلس بھی سنتے تھے۔ نماز مغرب تک یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔ نماز مغرب کے بعد پھر حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ اس وقت مولانا نورالدین آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اور لوگوں کی سفارش کرتے کیونکہ مسکینوں کو خوش کرنا اور محتاجوں کی مقصد براری طاعت سے کم نہیں۔ اس وقت دولتمند لوگ بھی سعادتِ قدمبوسی حاصل کرتے اور ہدایت پاتے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی ذات سے دنیا کو اتنا فیض پہنچا کہ شاید بزرگانِ سلف سے ہی اتنا فیض جاری ہوا ہو۔

آپ تصوف کے حقائق و معارف کے متعلق کوئی بات زبانِ مبارک سے کہنے کے بجائے سائل کو کسی کتاب کا حوالہ دیتے اور فرماتے کہ فلاں کتاب پڑھ کر دیکھ لو۔ آپ فرماتے تھے کہ علم لدنی خدا کی عطا ہے یہ تحریری یا تقریری نہیں اور وہبی باتوں کا بیان نہیں ہو سکتا۔

ایک روز کمترین نے شرفِ قدمبوسی حاصل کیا تو دیکھا کہ حضرتؒ تنہا تشریف فرما ہیں سلام کر کے کھڑا تھا کہ ازراہِ کرم و فضل مجھے اپنے پاس بٹھایا اور بے حد شفقت و رحمت فرمائی اور فرمایا کہ سیادت پناہ مرزا محمد جعفر حیدرآباد سے آئے تھے اور بتاتے تھے کہ ایک رباب نواز قوال اپنے ساتھ لائے ہیں جسے آئندہ مجلس میں حاضر کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ رباب دیگر سازوں سے زیادہ موثر ہے آپ نے یہ شعر پڑھا

از کاسۂ رباب مرا نعمتی رسید　　شد آفتاب ہر کہ ازاں ذرہ چشید

ترجمہ:۔ رباب میں وہ نعمت ہے کہ جس نے اس سے ذرہ بھر لطف اٹھایا وہ آفتاب بن کر نمودار ہوا۔

یہ شعر سُن کر کمترین پر بڑی رقت طاری ہوئی۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر آپ نے یہ دو شعر پڑھے۔

خشک تار و خشک چوب و خشک پوست　　از کجا می آید ایں آوازِ دوست

نے ز تار و نے ز چوب و نے ز پوست　　خود بخود می آید ایں آوازِ دوست

ترجمہ:۔ تار بھی خشک ہے۔ لکڑی بھی خشک ہے اور پوست بھی خشک ہے تو کس میں سے

Marfat.com

آواز دوست کیسے آتی ہے۔

یہ آواز نہ تار سے آرہی ہے نہ لکڑی سے نہ پوست سے بلکہ خود بخود دوست کی طرف سے آرہی ہے۔

ان شعروں پر آپ کی آنکھیں بھی تر ہوگئیں۔ کمترین کو جتنی دیر شرفِ صحبت حاصل رہا صرف یہی کچھ زبان سے سنا۔ اس کے علاوہ یاد نہیں کہ آپ نے کچھ فرمایا ہو۔

آپ ہر دفعہ تازہ وضو کرتے۔ وضو کے بعد بالوں میں کنگھی کرتے۔ نماز با جماعت کا آپ کو بہت خیال رہتا تھا۔ فرائض کے علاوہ نوافل کے زیادہ پابند نہ تھے۔ اکثر مخلصوں کو یاد الٰہی اور ذکر کی تلقین فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے صدقہ میں تمام طالبانِ حق کو ہمیشہ ذکر و فکر میں مستعد رکھتا کہ وہ منزلِ مقصود کو پا سکیں۔

خلاصۃ الفوائد میں درج ہے کہ آپ پر استغراق کا عالم اس درجہ طاری رہتا تھا کہ بے شغل دوستوں کو بھی نہیں پہچانتے تھے۔ جو شخص مشغول رہتا تھا اس پر خاص توجہ رہتی تھی چنانچہ محمد شفیع ساکن ٹھٹھہ جو آپ کے دوستوں میں سے تھے جب بھی آپ کی خدمت میں آتے آپ ان پر توجہ فرماتے اور پرسشِ حال کرتے۔ ایک دفعہ عرصہ کے بعد حضرتؒ کی خدمت میں آئے تو آپ ان کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ وہ حیران اور فکرمند تھے کہ آخر ان سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے انہوں نے حضرتؒ کے ایک عزیز سے اس پریشانی کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ شاید تم سے کوئی قصور ہوا ہے محمد شفیع نے کہا کہ میں بہت غور کرتا رہا ہوں لیکن مجھے یاد نہیں آتا کہ وہ کونسی لغزش ہے جو اس بے التفاتی کا موجب ہے۔ حضرتؒ کے عزیز نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ جو اوراد و اشغال حضرتؒ نے تمہیں بتائے تھے وہ کر رہے ہو یا نہیں۔ محمد شفیع نے کہا کہ کچھ عوارض کی وجہ سے ان کا سلسلہ منقطع ہے انہوں نے کہا کہ جاؤ انہیں دوبارہ شروع کر دو۔ چنانچہ انہوں نے واپس جا کر ایسا ہی کیا۔ پھر جب حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے نہ صرف التفات فرمایا بلکہ دریافت کیا کہ اتنے عرصے کہاں رہے۔ غرض بے ذکر و اشغال کے کوئی کسی کو نہیں پہچانتا۔

Marfat.com

فصل یازدھم

فخر الاولین والآخرین محبوب الٰہی محبوب رب العالمین شیخ المشائخ قطب الاولیاء مولانا فخر الملت والدین رضی اللہ عنہ بن سیدنا مولانا حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رحؒ

آپ کی تعریف میں نظام الملک کے چند اشعار مرتع کی مناسبت سے یہاں نقل کئے جاتے ہیں

کمالات آں خاص رب جلیل — کثیر سخن را بضاعت قلیل
کجا بار در حضرت عز تش — چہ کار آید آنجا عقل دلیل
عبارت ز اوصاف او قاصر است — چہ قوت کند حرف طبع علیل
باد چوں تواں زد دم از دوستی — عزیزے کہ باشد خدا را خلیل
نظام معاش چو جوید نشاں — مگر او شود خود سوئے خود دلیل

مثنوی

سراپا حسن در عالم یگانہ — ندیدہ مثل او چشم زمانہ
بصورت آفتاب عالم افروز — ملک از وے بسیرت بہرہ اندوز
درو جمعند اوصاف حمیدہ — بر و شد ختم اخلاق گزیدہ
بہ بیرنگی عجب رنگیں مزاجے — بہ بے پروائے الفت امتزاجے
رخش آئینۂ اطوار قدسی — دلش گنجینۂ اسرار قدسی
ہدایت لمعۂ نور چراغش — ولایت نکہت ریحاں باغش

Marfat.com

بشہر عقل میر خاندانی — بہ بزم عشق شمع دودمانی
عجائب ہدیۂ از مخزن غیب — بغایت تحفۂ از کنز لاریب
نسیم خلق او ہرجا وزیدہ — زخاک تیرہ آنجا گل دمیدہ
شعاع مہر برقے از جلالش — فروغ ماہ نورے از جمالش
مروت را بچشمش عہد و پیمان — حیا بر طینتش آوردہ ایمان
بجرأت دستمش شاگرد خانے — بجودش حاتم طائی غلامے
قناعت مسند و تسلیم صدرش — توکل تکیہ گاہے عزّ و قدرش
نسیم خندۂ صبح جنبش! — اثر نگذاشت از خاشاک جنبش
زبانش را بہ نیت ہم زبانے — لبش را با تبسم ہم عنانے
نگہ در سینہ گلریز تجلی — سخن در دل درافشان تجلی
ز تقریر سخن یک سلک گوہر — بیانش را لطافت ناز پرور
ادا فہمی طریقہ نکتہ دانی — فصاحت ترجمان خوش زبانی
عجب کوچک دلیہا بر دلیہا — غریبی با بعلے منزلہا
تواضع خوئی دلجوئش عادت — برائے خلق رنج خود عبادت
نہ تمکین کوہ اندر علم دریا — برحمت ابر در رفعت ثریا
معظم بادشاہے لاأبالی — بملک ہیئتش پس قدر عالی

خلاصۃ الفوائد میں حضرت قبلہ مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی درج ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب فخر العاشقین کی ولادت باسعادت عجیب طریقہ سے ظہور میں آئی۔ حضرت والا کی والدہ محترمہ حضرت سید محمد گیسو دراز رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھیں۔ آپ کے تمام خاندان پر جذب کا اثر تھا۔ شادی کے بعد حضرت مولانا اورنگ آبادی ایک عرصہ تک گھر نہ گئے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق جب حضرت مولوی صاحب کے ظہور کا وقت آیا تو حضرت کی توجہ گھر کی طرف ہوئی اور مخدومہ کے بطن سے مولوی صاحب پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی نے آپ کا نام فخر الدین رکھا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ جب حضرت مولوی صاحب سات برس کے ہوئے تو ایک

Marfat.com

دن حضرت شیخ صاحب آرام فرما رہے تھے اور مولوی صاحب ان کے پاؤں دبا رہے تھے کہ مولوی صاحب پر نیند کا غلبہ ہوا اور آپ نے اپنا سر اپنے زانو پر رکھ لیا۔ اسی حالت میں آپ نے دیکھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ نے مولوی صاحب کو بُن کے چند دانے عطا فرمائے ہیں۔ اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے۔ بیدار ہونے پر دیکھا کہ بعینہٖ وہی بُن کے دانے آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت قطب اورنگ آبادی بھی بیدار ہو گئے اور انہوں نے مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اس میں سے ہمیں بھی حصہ دو۔ چنانچہ دونوں بزرگوں نے بُن کے دانے کھائے۔

مناقب فخریہ سے منقول ہے کہ آپ کے چار بیٹے تھے۔ ایک عیلی تھے جن کا نام محمد اسمٰعیل تھا۔ یہ حضرت مولانا سے بڑے تھے۔ ان کو حضرت [illegible] رحمۃ اللہ [illegible] نے اپنے خلیفہ حضرت کامگار خاں سے بیعت کرایا تھا۔ تین دوسرے بھائی علاتی (یعنی دوسری والدہ سے) تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ غلام بہاؤ الدین۔ غلام کلیم اللہ۔ غلام معین الدین۔ ان تینوں کی بیعت والد بزرگوار نے مولانا صاحب سے کرائی تھی۔ ایک ہمشیرہ تھیں اور ان کی بیعت بھی مولانا سے ہی تھی۔

مناقب فخریہ اور خلاصۃ الفوائد میں درج ہے کہ حضرت نظام العاشقین کے وصال کے وقت آپ کی عمر سولہ سترہ سال کی تھی۔ مناقب فخریہ میں لکھا ہے کہ حضرت نظام العاشقین نے وصال کے وقت قاضی کریم الدین سے جو آپ کے عزیزوں میں سے تھے کہا کہ فرزندم محمد فخر الدین کو بلاؤ۔ قاضی صاحب فوراً گئے اور آپ کو لے آئے۔ آپ دیر تک اپنا سینہ ان کے سینے سے ملتے رہے اور اس طرح آپ نے تمام نعمتِ باطنی ان کی طرف منتقل کر دی۔ آپ کی رحلت کے بعد حضرت مولانا نے مرتبۂ فضیلت حاصل کرنے کے لئے کمرِ ہمت باندھی اور تین سال شبانہ روز محنت کر کے تحصیل علم مکمل کر لی۔

حضرت شیخ الاسلام قطب زماں مہاروی صاحب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت مولوی صاحب فخر الملت والدین نے علم اور فنون صاحب کمال حضرات سے حاصل کئے۔ چنانچہ میاں محمد جان جیو سے تحصیل علم کی۔ فصوص الحکم آپ سے ہی پڑھی۔ اس کے بعد دیگر کتب مثلاً صدرہ اور شمس بازغہ وغیرہ بھی آپ سے پڑھیں۔ میاں محمد جان ایسے صاحبِ کمال اور صاحبِ نسبت تھے

Marfat.com

کہ جب کبھی فصوص الحکم کے کسی مسئلہ کو حل کرنے میں مشکل پیش آتی تو ایک دو گھڑی آسمان کی طرف دیکھتے اور اس کے بعد مسئلہ بیان کر دیتے۔ گویا مصنف کی روح نے آکر مسئلہ حل کر دیا ہے۔ کتاب ہدایہ آپ نے مولوی عبد الحکیم سے پڑھی تھی۔ مولوی عبد الحکیم بھی بڑے عالم تھے اور علم فقہ میں مہارت رکھتے تھے۔ ان میں توکل بے انتہا تھا۔ کافی اولاد تھی اور فقر و تنگدستی کے عالم میں دن گذارتے تھے۔ اگر کبھی جامہ نہ ہوتا تو صرف ایک نیمہ میں گذارہ کر لیتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے اکسیر کا نسخہ آپ کو دیا۔ آپ نے اس شخص کے سامنے اس پر عمل کیا تو وہ درست ثابت ہوا۔ مولوی صاحب موصوف نے حضرت فخر العاشقین سے کہا کہ میرے ہاتھ اکسیر کی ترکیب آگئی ہے آپ بھی سیکھ لیں۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے اس چیز کی خواہش نہیں۔ آپ نے بہترا سمجھایا لیکن آپ نہ مانے۔ اس کے بعد مولوی صاحب اپنے گھر گئے تو ان کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگرچہ اس وقت یہ طلائی درست ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ سو سال کے بعد خراب ہو جائے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے اور آخرت میں پکڑ ہو۔ اس خیال کے آتے ہی آپ نے اکسیر کو کنوئیں میں پھینک دیا اور نسخہ اکسیر پارہ پارہ کر دیا۔

حضرت والا نے قبل ازیں چند کتب مثلاً شرح وقایہ، مشارق الانوار، نفحات الانس طب کی ایک کتاب اور ایک رسالہ تیر اندازی کے متعلق اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں خود ان سے پڑھا تھا۔ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے سخت ریاضت اور مجاہدہ کیا۔ ظاہرا طور پر نوکری پیشہ اختیار کیا اور اس طرح نظام الدولہ اور ہمت یار خاں سے تعلقات کی صورت پیدا ہوئی۔ اور فوج کشی و شمشیر زنی کا موقع ملا۔ مناقب فخریہ میں زبان مبارک سے منقول ہے کہ ان دنوں تمام رات ایک چھوٹے سے خیمے میں جسے ہندی زبان میں پال کہتے ہیں اوراد میں مشغول رہتے اور دن کے اوقات ظاہری امور میں صرف کرتے۔ اس طرح کسی کو آپ کے اس راز کا پتہ نہ چلا مگر بعض اعمال چالیس روز کے ہوتے تھے اس لئے لوگ متعجب ہو کر آپ سے اتنے دن تک لباس تبدیل نہ کرنے کی وجہ پوچھتے اور آپ کوئی بہانہ کر دیتے۔ سبحان اللہ کیا ہمت تھی۔ بعد میں سپہ گری کا پیشہ چھوڑ کر اورنگ آباد میں والد بزرگوار کی خانقاہ میں سارا وقت گذارنے لگے۔ چنانچہ صبح سے دو پہر تک بیرونی دالان میں فراغت کے وقت بیٹھتے ایک دن دل میں آیا کہ جہاں آباد تک

Marfat.com

طرف جانا ضروری ہے کیونکہ حضرت شیخ نے بھی فرمایا تھا لیکن پھر یہ خیال آیا کہ حضرت کی خانقاہ کو چھوڑ کر کیسے جائیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نظام العاشقین یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

شہ اقلیم فقرم بیخودی تخت روان من

نہ چوں فرہاد مزدورم نہ چوں مجنوں زمیندارم

گویا آپ کو دہلی جانے کی اجازت مل گئی۔ خلاصتہ الفوائد میں حضرت قبلۂ عالم مہاروی صاحب سے منقول ہے کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ جب دہلی تشریف لائے تو چند ماہ یہاں قیام فرمایا۔ ۱۲ ذلیقعد کو اپنے والد گرامی کا عرس کیا۔ ۱۴ ماہ ذلیقعد کو پاکپتن کا قصد کیا۔ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ بھی ہمراہ تھے۔ جب پانی پت پہنچے تو خانقاہ شاہ بو علی قلندر میں قیام کیا اور فرمایا کہ جس کام کے لئے ہم جا رہے تھے وہ حضرت بابا صاحب نے یہیں انجام دیدیا۔ لیکن حضرت بابا صاحب کی خانقاہ کا طواف کر لینا چاہیئے۔ کاتب الحروف کی اس سلسلہ میں تحقیق ہے کہ یہ کام یہ تھا کہ حضرت بابا صاحب نے آپ کو حضرت سلطان المشائخ کے سپرد فرما دیا تھا۔ لہذا حضرت قبلۂ عالم فرماتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب جہان آباد سے جب پاکپتن روانہ ہوئے تو پا پیادہ تھے۔ پاکپتن پہنچے تو آپ کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے آپ نے چار راتیں یہاں گذاریں۔ چھالوں پر مہندی لگانے سے کچھ تخفیف ہوئی تو دوبارہ پاکپتن کی طرف چل پڑے جس سے چھالے پھر ابھر آئے۔ اس پر آپ نے مجھ (قبلہ مہاروی صاحب) سے فرمایا کہ کہیں سے کوئی سواری کرو کیونکہ پیدل چلنے کی اب تاب نہیں۔ حسب الارشاد میں ایک گھوڑا کرایہ پر لے آیا۔ گھوڑے کا مالک کرایہ زیادہ مانگتا تھا۔ حضرت نے فرمایا جو کرایہ مانگتا ہے وہ اسے دیدیا جائے لیکن اس کے بعد بھی آپ گھوڑے پر سوار ہونے کی بجائے پیدل چلتے رہے۔ گھوڑے کے مالک نے جب یہ دیکھا تو اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کا کرایہ نہ مارا جائے اس لئے وہ بار بار عرض کرتا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو کرایہ دیدو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر آپ نے گھوڑے کے مالک سے کہا کہ اب تو خاطر جمع رکھ تیری مزدوری مل گئی ہے اور آپ اسی طرح پیدل چلتے رہے اس کے بعد کچھ دیر کے لئے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ لیکن راستے میں دیکھا کہ ایک شخص ایک بوڑھی عورت کے پاس کھڑا ہے اور رو رہا ہے آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ میری ضعیف والدہ ہیں جو ضعیفی اور کمزوری کی وجہ سے چلنے کی ہمت نہیں رکھتیں۔ آپ اسی وقت گھوڑے پر

Marfat.com

سے اُتر پڑے اور اس بڑھیا کو گھوڑے پر سوار کر دیا۔ خود بدولت انہیں آبلوں کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔ اثنائے سفر میں اس ملک کا ایک محافظ سپاہی بھی ہمارے ساتھ تھا۔ اس نے حضرت مولانا کا یہ انداز دیکھا تو بہت متاثر ہوا۔ بعد میں وہ اکثر حضرتؒ کی خدمت میں آکر بیٹھنے لگا۔ ایک روز حضرت مولانا نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے پاس کیوں آتا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر میں نے اس شخص سے پوچھا کہ تم یہاں کیوں آتے ہو۔ اس نے کہا کہ تم اس شخص کے نوکر ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ لیکن میں نے آپ کے فضائل اور اپنی بندگی کے متعلق اس سے کچھ نہ کہا۔ اس نے کہا کہ تمہارا سردار عجیب آدمی ہے۔ اس دن جو انہوں نے اپنی سواری بوڑھی عورت کو دی تھی اس دن میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ امیرالمومنین حضرتؓ امام حسین ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور ان کے ساتھ ہی دوسرے گھوڑے پر جو بہت خوبصورت ہے یہ صاحب سوار ہیں۔ امیرالمومنین حضرت امام حسین فرما رہے ہیں کہ یہ گھوڑا اس گھوڑے کے بدلے میں ہے جو تم نے اس بڑھیا کو سواری کے لئے دیا تھا۔ اس موقع پر قبلۂ عالم مہاروی صاحب نے فرمایا کہ درحقیقت مقبول عمل یہی ہے۔

حضرتؒ قبلہ فرماتے تھے کہ دوران سفر حضرتؒ مولانا آگے نکل جاتے تھے اور کچھ دور ٹھہر کر میرا انتظار کرتے تھے۔ ایک دن میں کافی پیچھے رہ گیا اور آپ بہت آگے نکل گئے۔ اس روز تمام راستے میں مولوی صاحب نظر نہ آئے۔ میں سوچنے لگا کہ آخر اس کا کیا سبب ہے۔ آخر جب منزل پر پہنچا تو دیکھا کہ مولانا ایک مکان کرایہ پر لے کر وہاں مقیم ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ اس مسجد میں جاؤ وہاں جو شخص بیٹھا ہے اس سے کھانے کے متعلق دریافت کرو اور جس چیز کی اُسے ضرورت ہو وہ لادو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی۔ وہ شخص بہت بوڑھا تھا۔ اس نے حقہ کے لئے تمباکو طلب کیا اور کہا کہ کھانے کو جو مل جائے گا کھا لوں گا۔ میں اس کے لئے تمباکو اور کچھ کھانا لایا۔ وہ شخص بہت بوڑھا اور بزرگ تھا۔ اس نے حضرتؒ مولوی صاحب سے علم صناعت پر گفتگو کی تھی اور دوران سفر اس کو تمام راہ گھوڑے پر سوار کرایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دن حضرتؒ میرے انتظار میں نہ ٹھہر سکے تھے۔

حضرتؒ جمال الٰہی حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرتؒ قبلہ مہاروی صاحب فرماتے تھے کہ پاکپتن کے ایک موضع میں حضرتؒ مولوی صاحب قبلہ نے قیام فرمایا تھا۔ صبح بیدار ہوئے تو دیکھا کہ حضرتؒ مولوی صاحب کی جوتیاں مٹی میں اٹی ہوئی ہیں۔ جو لوگ ہمراہ تھے انہیں تجسس ہوا

Marfat.com

کہ حضرت کہاں گئے تھے۔ میں نے کہا کہ حضرت مولوی صاحب پاکپتن کی طرف گئے تھے اور نعلین مبارک میں نے اٹھا کر دی تھیں۔ ذات مبارک متعدد بار وہاں تشریف لے گئے اور اس دوران آپ ہر رات ہزار رکعت ادا فرماتے تھے۔

خود حضرت مولوی صاحب سے منقول ہے کہ تین روز قبل از رخصت صبح کی نماز سے پہلے مواجہہ میں مخدوم شکر بار ایدنا اللہ تعالیٰ بلطفہ الخفی والجلی تشریف فرما ہیں۔ یکبارگی میں نے دیکھا کہ گویا محفل قائم ہے اور خرما تقسیم ہو رہا ہے۔ ایک خادم نے ایک یا پانچ عدد خرما اغلب ہے کہ پانچ تھے، میرے ہاتھ پر رکھے۔ میں حضرت قبلہ کے اور نزدیک ہو گیا۔ اسی اثنا میں میری آنکھ کھل گئی۔ پھر میں خود اس جگہ گیا اور دیکھا کہ نماز صبح کی تکبیر ہو رہی ہے۔ الحمدللہ میں بھی نماز میں شریک ہو گیا۔ اس کے بعد کئی دن تک خرما کا منتظر رہا۔ حالانکہ رسم دستار و سالاری کے وقت تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ صاحب سجادہ سے رخصت ہوا تو انہوں نے دستار و سالاری عنایت کی۔ بعدازاں کچھ توقف کرنا پڑا کیونکہ صاحبزادہ عالیقدر کہیں گئے ہوئے تھے۔ ان کے انتظار میں پندرہ سولہ دن گذر گئے۔ جب وہ واپس آئے تو یہ غلام برائے ملاقات گیا۔ فقرائے جلال بھی آ گئے۔ انہوں نے صاحبزادہ صاحب کو خرما نذر کئے۔ صاحبزادہ صاحب نے خرما ایک خادم کے حوالے کئے۔ کاتب الحروف (مولوی صاحب) نے اس خادم سے ایک خرما مانگا۔ صاحبزادہ صاحب نے سنتے ہی تمام خرما عنایت کر دیئے۔ میں نے انہیں گنا تو وہ پانچ تھے۔ حالانکہ رخصت مل گئی تھی لیکن اس کے دو دن بعد وہاں سے روانہ ہوا۔

حضرت قبلہ مولوی صاحب رضی اللہ عنہ سے پاکپتن میں آنے کے بعد اتنی وارداتِ غیبی اور لطائف لاریبی ظہور میں آتی تھیں کہ راقم سے ان کا اظہار ممکن نہیں۔

حضرت شیخ غریب پرور فرماتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب کا انداز عجیب و غریب تھا کبھی کبھی حضور اور جمیع غلامان کا روزہ ہوتا تھا۔ اس روزہ کا نام غرّہ رکھا ہوا تھا۔ اس دن حضرت مولوی صاحب قبلہ رضی اللہ سے فرمایا کرتے تھے کہ آج غرہ ہے۔ جس دن غرّہ ہوتا تھا۔ اس دن کسی جگہ سے دعوت آتی تھی اور نہ کوئی فتوح وصول ہوتی تھی۔ حضرت غریب پرور اسے تسلیم سے تعبیر فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ذات مبارک دوسروں کے لئے فاقہ کرتی تھی۔ اور یہ عمل اس

Marfat.com

طرح تھا کہ جس طرح استاد تیر اندازی سکھاتے وقت کمان کو اپنے ہاتھ میں پکڑتا ہے۔ حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب کا طریق تعلیم سلطانی طرز کا تھا جس میں کوئی تجاوز کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ مثلاً جب خلوت خانہ سے آپ مدرسہ میں تشریف لاتے تو کسی کی مجال نہ تھی کہ تعظیم کے لئے اُٹھے یا سر جھکائے۔ آپ کو زیادہ خوشامد پسند نہ تھی۔

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ ہم خود جب حضور کی خدمت میں جاتے تھے تو یہی وضع اختیار کرتے تھے۔ غریب پرور فرماتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کی جیب میں از قسم اشرفی روپیہ اور فلوس جو ہوتا وہ سائلان کو عطا فرما دیتے تھے اور یہ بخشش اور عطا اس کی اپنی قسمت کے مطابق ہوتی تھی اگر کوئی زیادہ کی خواہش کرتا اور اس سلسلہ میں منت سماجت بھی کرتا تو آپ اس کی درخواست قبول نہیں کرتے تھے۔ نیز جو کچھ عطا کرتے خفیہ طور پر عطا کرتے۔

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ اگر کوئی کسی کے مرنے پر نالاں ہوتا تو حضرت مولوی صاحب قبلہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

دریا بوجود خویش موجے دارد ❊ خس پندارد کہ ایں کشاکش با ماست

ترجمہ:۔ دریا اپنی ذات سے موجیں مارتا ہے اور تنکا یہ سمجھتا ہے کہ یہ کشاکش میں نے پیدا کی ہے۔

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت مولوی صاحب نے اس شعر کے معنی بیان فرمائے۔

برزخ ذات وصفات مدو شد و تحت و فوق
میفزاید طالبان را کل نعنی ذوق و شوق

آپ نے فرمایا کہ ذات وصفات۔ مد و شد اور تحت و فوق برزخ کو جانے۔ یہی کلام کا منتہی ہے باقی تفصیل مرشد سے معلوم کی جائے۔

حضرت مولوی صاحب قبلہ کے لقب محب النبی کی وجہ تسمیہ خود آپ نے اپنے ہاتھ سے یہ تحریر فرمائی ہے کہ آپ عرس کے روز حضرت چراغ دہلی کے مزار پر گئے تو لنگر تقسیم کرنے والے نے کہا کہ مجھے حضرت موصوف کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں محب النبی کو کھانا دوں (حضرت مولوی

Marfat.com

صاحب نے ہندی زبان میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں) چنانچہ تقسیم کنندہ نے مجھے بلایا اور لنگر کا تبرک مجھے دیا۔

خلاصۃ الفوائد سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت خلیفہ صاحب قبلہ نارروالہ رض نے حضرت قبلہ مہاروی صاحب سے عرض کیا کہ کسی شخص نے حضرت مولوی صاحب کی تاریخ وصال محب النبی ہادی محمد فخر الدین ۱۱۹۹ھ کے الفاظ سے نکالی ہے تو حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ یہی لفظ مبارک محب النبی جو حضرت مولوی صاحب کا لقب ہے اس کے متعلق کسی کو علم نہ تھا۔ ایک دن حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایک روز میں حضرت مخدوم نصیر الدین محمود رض کے مزار پر گیا تو دیکھا کہ رات کے وقت مخدوم صاحب نے لنگر میں سے عرس کا تھوڑا سا تبرک اپنے ہاتھ سے مجھے دیا ہے اور فرما رہے ہیں کہ تم محب النبی ہو۔ چونکہ یہ لقب حضرت مخدوم صاحب کی زبانِ درفشاں سے نکلا ہے اس لئے مجھے بہت ہی مرغوب و پسند ہے۔

مناقب فخریہ سے حضرت مولوی صاحب کے چند اطوار جو طالبوں کے لئے دستور العمل کی حیثیت رکھتے ہیں یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

دلجوئی آپ کا شیوہ تھا۔ بات نہایت نرمی سے اور کم فرماتے تھے۔ چھوٹے بڑے کی تعظیم سروقد کھڑے ہو کر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ شدید بیماری کی حالت میں بھی آپ کا یہی عمل تھا۔ توکل کے ساتھ بسر اوقات فرماتے تھے۔ کبھی نذر نیاز آ گئی اور کبھی فاقہ رہا۔ آنے والوں کو جو کچھ موجود ہوتا تھا عطا فرما دیتے تھے۔ خود ستائی آپکو قطعی پسند نہ تھی۔ اگر کوئی تعریف کرتا تو آپ گردن جھکا لیتے۔ مریدوں اور معتقدوں سے زیادہ اظہار ادب بھی آپ کی طبع کے خلاف تھا۔ چنانچہ یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے کسی کو بیعت کیا تو اسی وقت ذوق شوق و مستی کی ایسی حالت طاری ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ جمالِ یار کے دیدار کے بغیر اس کو قرار نہیں آتا تھا۔ وہ دست بستہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے اپنا شیخ مقرر کیا ہے اتنا کہنا تھا کہ اسی وقت اس کی وہ حالت سلب ہو گئی۔ آپ مجلس میں پہلے نہیں بیٹھتے تھے۔ اٹھنے بیٹھنے اور راستہ چلنے میں آپ مریدوں اور آشناؤں کے ساتھ مساوات برتتے تھے۔ جب تک آپ میں طاقت تھی مزارات پر پاپیادہ تشریف لے جاتے تھے۔ اس کے بعد دو ہمراہیوں کے ساتھ سواری پر تشریف لے جاتے۔ اس وقت بھی

Marfat.com

خود سوار ہوتے اور کبھی دوسروں کو سوار کرتے۔ عہد کے معاملہ میں آپ بہت محتاط تھے۔ بہت کم عہد کرتے لیکن اگر عہد کر لیتے تو اس کو پورا کرتے۔ اکثر مخاطبین سے لفظ صاحب کے ساتھ گفتگو کرتے۔ سوتے وقت "فوائد الفوائد" آپ کے سینے پر یا نزدیک رکھی ہوتی تھی۔ بشاشت اور خندہ روئی کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ مریدوں اور دوستوں کی غمگساری کرتے۔ مرنے والوں کے لئے اظہار تاسف کرتے۔ دنیوی امور پر مطلقاً التفات نہیں تھا۔ ہر چند ظل سبحانہ اور امراء آپ کے مرید و معتقد تھے اور گاؤں وغیرہ آپ کی نذر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے انہیں قبول نہ کیا فرماتے تھے کہ اگر چاہتے ہو کہ میں اس شہر میں رہوں تو یہ بات آئندہ مت کہنا۔ امورِ ظاہری و باطنی کے معاملہ میں محاسبہ کرنا آپ کا معمول تھا۔ ایک روز سلطان آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور قلعۂ مبارک میں تشریف لے چلنے کی استدعا کی۔ اخلاقاً آپ نے یہ درخواست قبول کر لی۔ اگلے روز آپ نے قلعہ میں قدم رنجہ فرمایا۔ آپ کی خدمت میں وہاں ماحضر پیش کیا گیا۔ واپسی پر آپ نے سید احمد سے کہا کہ آج ایک دولتمند کی ملاقات میں وقت صرف ہوا ہے اور ان کے ہاں کھانا کھایا ہے۔ اس کا کیا تدارک کیا جائے۔ سید نے عرض کیا کہ حضرت والا خود بہت دانا ہیں آپ نے کہا کہ وہاں جانے کا تدارک یہ ہے کہ اس وقت شہر میں درویشوں کے پاس جایا جائے اور عمدہ کھانا پکوا کر ان میں تقسیم کیا جائے۔ یہ فرما کر آپ خود روانہ ہو گئے، دولتخانہ مبارک میں نماز مغرب پڑھی اور عام لوگوں کی صحبت میں وقت گذارا۔ اس وقت اہل غرض نے بادشاہ کے دل میں ضابطہ خاں کی طرف سے غبار عناد بھرا۔ یہ حسن اعتقاد کے معاملہ میں بے نظیر اور سعادت ازلی کے لحاظ سے یکتائے روزگار تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین کے عرس پر زریں شامیانہ اور چاندی کے چراغ نیز نقدی ارسال کیا کرتا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب سلطان المشائخ اور مخدوم نصیر الدین کے عرسوں پر بھی یہ سامان فراہم کرتا تھا۔ آپ کے بھی خدام میں سے تھا درویشوں اور اکابر کی خدمت میں مثلاً شاہ ولی اللہ مغفور کے فرزندوں تک اس کی رسائی تھی۔ وصال سے چند سال قبل حضرت قبلہ سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ بادشاہ کو لوگوں نے ان کے خلاف اس قدر بھڑکایا کہ بات بڑھ گئی اور ان کے خلاف فوج کشی کے صلاح و مشورے ہونے لگے۔ اسی دوران حضرت بادشاہ جناب کرامت مآب میں تشریف لائے اور قلعہ میں قدم

Marfat.com

رنجہ فرمانے کی درخواست کی جسے آپ نے ازراہ کرم قبول کر لیا۔ ما حضر تناول فرمانے کے بعد ملک کے بندوبست کا صلاح و مشورہ ہوا آنجناب نے فرمایا کہ آپ کو امور دنیا سے کوئی علاقہ نہیں کیونکہ اس میں سوائے دکھ اور پریشانی کے کچھ نہیں رکھا۔ لہذا مجھے ان معاملات سے معاف رکھا جائے یہی کافی ہے کہ میں یہاں آجاتا ہوں۔ سلطان کو چاہیئے کہ وہ ملک داری اور امور سلطنت کی طرف خود متوجہ ہو۔ دوسروں کو ان کاموں کی طرف مامور کرنے سے امراء کے درمیان حسد پیدا ہوتا ہے جو لوگوں کی ناخوشی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس طرح سلطان کا رعب ختم ہو جاتا ہے اور فوج امراء کی محتاج ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کا سلطان سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ امراء کے دماغ میں انا ولا غیری کا نشہ سوار ہو جاتا ہے جس سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا پہلی بات یہ ہے کہ سلطان خود اپنے معاملات اپنے ہاتھ میں رکھے مستعدی سے ملک گیری کرے۔ دوسرے یہ کہ امراء اہل اسلام میں سے ہوں جو خود خطا کار اور گنہگار نہ ہوں۔ اگر ان کا آپس میں کوئی جھگڑا ہو تو وہ مسلمانوں کی ایذا رسانی کا موجب نہ ہو۔ کفار کا ملک پر بڑا تصرف ہے۔ سکھ جو پہلے مطیع تھے اب ملک کے ایک بڑے حصہ پر قابض ہو گئے۔ اور خطبہ میں سلطان کا نام خارج کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد تمام امراء کو تسلی دی اور فلاح دارین کے لئے تنبیہ کی۔ پھر آپ واپس تشریف لے آئے اور صحبت کا یہ تدارک کیا کہ فقراء کے ساتھ کھانا کھایا اور درویشوں کے پاس جا کر بیٹھے۔

آپ کا خلق کریم ایسا تھا کہ دور و نزدیک سے لوگ آپ کی محبت کے اسیر تھے۔ غریب نوازی اور دستگیری کا یہ حال تھا کہ اگر اہل غرض اور ضرورتمندوں کو آنے میں تاخیر ہوتی تو خود ان کے پاس تشریف لے جاتے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ آپ کا خاکروب پیرا دو روز تک نہ آیا اور اس کی جگہ دوسرا آدمی کام کرتا رہا۔ آپ نے فرمایا پیر محمد دو روز سے نظر نہیں آیا خیریت تو ہے۔ کسی نے بتایا کہ وہ بیمار ہے تو آپ اسی وقت اس کے گھر گئے۔ اس کی مزاج پرسی کی اور نقدی کی صورت میں کچھ اسے عنایت کیا۔ پھر سید احمد سے ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے اس کی دوا کا انتظام کیا جائے۔ ساتھ ہی میر کلیم حسین کو ہدایت کی کہ اس کا علاج کریں۔ اس وقت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میاں پیر محمد ہم دو روز تک آپ کی پرسش احوال نہیں کر سکے اس

Marfat.com

کے لئے ہم معافی کے خواستگار ہیں۔ اندازہ فرمائیے کہ آپ کا کیا اخلاق تھا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ ہزاروں کے حساب سے نذر و نیاز کی آمدنی تھی جو خانقاہِ مبارک اور خدام وحاجتمندوں پر صرف ہوتی تھی۔ اپنے لئے اس میں سے کچھ استعمال نہیں فرماتے تھے۔ بعض معتقدوں کے پاس خاطر سے بطور نیاز لایا ہوا لباسِ فاخرہ پہن لیا کرتے تھے۔ ورنہ وہ بھی اکثر لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ایسا لباس بھی لوگوں کو عطا کر دیا کرتے تھے۔

ہر چہ میپوشی جو گل نام خدا میزیبدست

کسی نے عرض کیا کہ کبھی کوئی خاص لباس زیب تن نہیں فرمایا۔ آپ فرماتے تھے کہ دو روپیہ کا کپڑا منگاتا ہوں اور اس کا پیراہن تیار کراتا ہوں۔ دوستوں نے عرض کیا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ کے جسمِ مبارک پر پرانا لباس نہ دیکھا ہو۔ آپ فرماتے تھے کہ درویش کو جو میسر آتا ہے اُسے وہ رد نہیں کرتا۔ اور اپنے آپ اپنی ذات کے لئے اسراف نہیں کرتا۔ نذر و نیاز کی صورت میں جو اجناس آتی تھیں وہ صرف میں آنے کے بعد جتنی بچتی تھی اس کا کبھی حساب نہیں لیتے تھے اکثر آپ کے کتب خانہ سے کتابیں گم ہو جاتی تھیں اور اجنبی لوگ وہی کتابیں آپ کی خدمت میں فروخت کرنے لے آیا کرتے تھے۔ لیکن آپ یہ کبھی دریافت نہیں کرتے تھے کہ انہیں یہ کتابیں کہاں سے ملی ہیں۔ اجناس اور ملبوسات کے سلسلہ میں بھی اکثر ایسا ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خاص پوشاک چھری کاٹ کر نکال لی۔ آپ کو اس کا پتہ بھی چل گیا۔ لیکن آپ نے اس شخص سے کچھ باز پرس نہ کی۔ بلند خاں صوبہ دار کشمیر نے مبلغ ایک ہزار روپیہ ارسال کئے اور ایک خط بھی بھیجا۔ یہ روپیہ کسی نے وصول کر کے استعمال کر لیا اور آپ کو بتایا بھی نہیں۔ دوسری بار خان مذکور کے خط سے معلوم ہوا تو فرمایا کہ اس کی قسمت میں تھا اور اس سے کچھ باز پرس نہ کی۔

حاجی الحرمین الشریفین محمد واصل لاڈبالی حج کی سعادت سے مشرف ہو کر دکن سے ہوتے ہوئے آئے تھے اور اجناس اور تین چار سو روپیہ بطور نذر لائے تھے۔ لیکن مجلسِ سماع میں وہ سب کچھ انہوں نے قوالوں کو دیدیا۔ ملاقات ہونے پر آپ نے صورتِ حالات سے حضرت کو مطلع کیا تو آپ نے نہایت خوشی کے ساتھ فرمایا کہ بہت اچھا کیا۔

رمضان شریف میں ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ برات ہوتی تھی۔ شبِ قدر کو تہجد کے

Marfat.com

وقت ایا ۔ حافظ قرآن پڑھتا اور آپ رات بھر جاگتے ۔ سر تسبیح کے بعد قہوہ (گلاب و نبات اور دودھ میں پکا ہوا) لوگوں میں تقسیم کراتے تا کہ نیند غالب ہو۔ ستائیسوں شب عرب سرائے میں گذارتے ۔ حضرت قطب الاقطاب یا سلطان المشائخ کی درگاہ پر اعتکاف فرماتے ۔ شاہجہاں آباد کے نواح میں ایک مسجد میں آپ نے مدرسہ قائم کیا ہوا تھا۔ اس عشرہ کی برکات زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ شہر سے باہر یا شہر کے اندر جاتے وقت دوستوں کے گروہ کے بجائے دو ایک آدمی ساتھ ہوتے تھے تا کہ خود نمائی کی صورت پیدا ہو۔ ہمیشہ غریبوں کی دعوت قبول کرتے ۔ اور ان کے مکان چاہے کتنے بھی دور ہوتے اور کھانا کتنا ہی ناپسند ہوتا لیکن کسی کی دل شکنی نہ کرتے ۔ تشریف بھی لے جاتے اور کچھ نہ کچھ تناول بھی فرما لیتے ۔

بیگانوں کو کبھی پند و نصیحت نہ فرماتے ۔ البتہ اپنے مخلصوں کو اپنی نصیحتوں سے خوب خوب نوازتے ۔ اور امورِ دارین کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتے ۔ اگر آپ کو یہ محسوس ہوتا کہ کوئی آپ کی نصیحت پر عمل نہیں کرتا تو اُسے دوبارہ نصیحت نہیں کرتے تھے ۔

کلی اور جزوی امور میں اتباعِ سنّتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا خیال تھا۔ تحریر و تقریر کے ذریعہ لوگوں کو اس کی تاکید فرماتے ۔ سواری کے وقت آپ دستار ۔ جامہ اور دوپٹہ استعمال فرماتے تھے اور گھر میں جُبہ و کلاہ ۔ سردی میں فرغل اور دوشالہ استعمال فرماتے تھے شروع شروع تلوار اور دکھنی کٹار اپنے پاس رکھتے تھے ۔ کھانے پینے میں پان ۔ رب ۔ قہوہ ۔ دودھ شربت اور گلاب و نبات آپکو بہت مرغوب تھا۔ کیسا بھی لذیذ کھانا ہوتا درویشوں اور مہمانوں کو اس میں سے حصہ دیتے تھے

جیسا آدمی ہوتا اس سے ویسی ہی گفتگو فرماتے ۔ سپاہی سے سپاہگری کی، مہوس سے کیمیا گری کی، عالم سے علم کی اور درویشوں سے درویشی کی بات کرتے اور فضول بحث سے احتراز کرتے تھے ۔

یار ما چوں آب در ہر رنگ شامل مے شود

درویشی کا اظہار اور مسئلہ وحدت الوجود پر گفتگو سخت ناپسند تھی ۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ مسئلہ حالی قالی نہیں ۔ ذات مبارک کا کیا کہنا کریم و رحیم ۔ جواد و شجاع ۔ متواضع ۔ عاقل و عاشق ۔ خوش

Marfat.com

صورت وخوش سیرت۔ خنداں رو۔ دلکش نگاہ۔ نرم وخوش سخن۔ خوش تقریر۔ جاذب القلوب وغمخوار۔ ہمہ داں وہمہ بیں۔ صادق القول۔ قانع ومتوکل۔ بامروت وباحیا وباوفا۔ وفجو وشہنشاہ تمام مسکینوں کے ساتھ۔ سراپا انکسار۔

حکماء کے کہنے کے مطابق ایک عارضۂ بدن کے ازالہ کے لئے اورنگ آباد میں آپ نے شادی کی۔ جن سے مولانا وسیدنا حضرت غلام قطب الدین پیدا ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت غلام قطب الدین مہار شریف میں حضرت مہاروی صاحب کی خدمت میں آئے اور آپ سے خلافت واجازت حاصل کی۔

حضرت مظہر جمال الٰہی حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ حضرت مہاروی صاحب کو قبلہ مولوی صاحب سے جو کچھ حاصل ہوا تھا وہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے سپرد کر دیا تھا اور اس میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔

حضرت غلام قطب الدین نے دہلی میں سلوک وارشاد کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند مخدوم غلام نصیر الدین مسند سجادگی پر بیٹھے۔

حضرت مولوی صاحب کے خلفا کی تعداد کافی ہے۔ لیکن ان سب کے سرتاج حضرت شیخ قطب مہاروی صاحب ہیں۔ جن کا ذکر اگلے صفحات میں آئے گا۔ آپ کے بعض خلفا جن کا ذکر نواب صاحب نے مناقب میں کیا ہے ان میں میاں عبداللہ۔ شاہ ظہور اللہ۔ مولوی روح اللہ سید احمد۔ سید محمد شمس الدین جن کا مزار اجمیر شریف میں ہے۔ راقم الحروف ان کے مرقد پر حاضر ہوا ہے۔ عجیب آرام دہ جگہ ہے اور مرزا جن بیگ جو شاہ شمس الدین کے ہی مرید تھے۔

مولوی صاحب کے دیگر خلفاء کے نام یہ ہیں:۔

سید بدیع الدین۔ مولوی نور اللہ۔ مولوی مکرم۔ مولوی فرید الدین۔ مولوی روشن علی۔ مولوی جمال الدین۔ مولوی حسن علی۔ محمد فتح اللہ۔ صوفی یار محمد۔ حاجی محمد واصل۔ سید محمد میر مولانا میر ضیاء الدین کہ تیس سال شب وروز سفر وحضر میں ساتھ رہے۔ سید قمر الدین متخلص بہ منت۔ ملا گل محمد۔ حافظ سعد اللہ۔ شاہ مراد۔ شیخ محمد زماں۔ مولوی علاؤ الدین۔ مولوی ضیاء الدین مولوی محمد صالح۔ مولوی عبدالوہاب بیکانیری۔ محمد قطب الدین شرفی۔ حاجی خدا بخش۔ محمد غوث

Marfat.com

کرت پوری۔ محمد غوث صاحبزادہ بنسہ۔ حضرت قطب المشائخ شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے مریدوں کی تعداد بے حد و حساب ہے۔ بعض خلفاء کو اجازتِ خاص اور بعض کو اجازتِ عام حاصل تھی۔ مناقب فخریہ میں درج ہے کہ ۱۹۱۹ء میں آپ نے اجازت ارشاد عام فرمادی تھی۔ اور یہ فرما دیا تھا کہ سنت کی اتباع اور کتاب پر عمل ضروری ہے۔ بعض مقربانؔ "مخصوص حکم" کی استدعا کرتے تھے تو انہیں خاص حکم نہیں دیتے تھے۔ اسی سال آپ کا وصال ہوا۔

بست ہفتم از جمادی آخریں آں مخبر دیں
شد بہار روضۂ فردوس چوں روح رواں

آپ نے ۷۴، سال کی عمر پائی۔ مرقد مبارک حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں ہے۔

Marfat.com

وصل دوازدہم

غیاث العاشقین، سراج الواصلین، سند المکرمین
شیخ الاسلام، سید الانام، قطب الاقطاب
مظہر انوار صمد، حضرت نور محمد رضی اللہ عنہ

آپ کا نام نامی پہلے بہبل تھا۔ مولوی صاحب (حضرت فخر جہاں دہلوی) نے نور محمد سے موسوم کیا جو مثل مہر منور آج تک روشن ہے۔ اور قیامت تک اسی طرح چمکتا رہیگا کھرل قوم سے تعلق رکھتے تھے جو عشق و وفا۔ جوانمردی۔ نیکی اور سخا و حیا میں مشہور ہے۔ عاشق صادق مرزا[1] اسی قوم سے تعلق رکھتا تھا۔

زہے مملو بہ عرفان الٰہی — کمالش وافر اطوارش گواہی
ہدایت بخش عالم مرشد دیں — سراپا بحرِ عرفاں کرہ تمکیں
بفقرِ احمدی رکنے رکینے — بفیضستان ربّانی امینے
لکار تربیت از رب ارباب — بدبراز حضرت حق قطب اقطاب
بہفت اقلیم شد صیت کمالش — بہفتم آسماں صدر جلالش
بمیدان تجرد شہ سوارے — باقلیم تفرد شہریارے
زمیں از مقدم او تازہ کردہ — فلک را فرش پا اندازہ کردہ
تعالی اللہ چہ محبوب الٰہی — بعین فضل مرغوب الٰہی

میرے شیخ غریب پرور فرماتے تھے کہ کامل انسان کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ دوسرے دل کو اپنا جیسا کامل بنا دے۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام قبلہ مہاروی رضی اللہ عنہ کے ہر سلسلہ میں کامل خلیفہ تھے

---

[1] پنجاب کا مشہور رومان "مرزا صاحباں" اسی مرزا سے متعلق ہے۔

Marfat.com

اور آپ نے انہیں درجۂ کمال تک پہنچایا تھا۔ سلسلۂ سہروردیہ میں حضرت شیخ محمد مسعودؒ کو خلافت عطا کی تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے کہ ایک روز مصلے پر سوئے ہوئے تھے اور ایک درویش پاؤں کے تلوے مل رہا تھا کہ اس نے آپ کی آستین سے پانی بہتا ہوا دیکھا۔ درویش یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ پہلے تو آپ نے چھپایا آخر اس کی منت سماجت پر بتایا کہ میرے ایک دوست کی کشتی دریا میں غرق ہو رہی تھی اسے بچانے کے لئے میں نے دریا میں ہاتھ ڈالا تھا۔ اس وجہ سے آستین بھیگ گئی ہے۔ فی الواقع چند روز بعد وہ صاحب جن کی کشتی کو غرق ہونے سے بچایا تھا آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا تو حقیقت حال ظاہر ہوئی۔

سلسلۂ چشتیہ میں آپ سے جن کمالات کا ظہور ہوا وہ تو اظہر من الشمس ہیں لیکن سلسلۂ قادریہ میں بھی آپ کے کمالات کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ مجھ عاجز کی کیا ہمت کہ آپ کے کمالات کا احاطہ کرے۔

بدیں زبان ملوث مراچہ زہرہ بود | کہ وصف ذات تو گویم من شکستہ گدا

قاضی محمد عمر[1] حکیم مرحوم نے آپ کے کچھ ملفوظات جمع کئے ہیں[2] جن سے نگاہ و دل کو تسکین ہوتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس فقیر کی کوشش سے بھی آنحضرت کے بعض خصائل سپرد قلم ہوئے ہیں۔ آپ کریم الاخلاق۔ دلربا۔ جاذب اور باہیئت تھے۔ بہت کم تنہائی پسند فرماتے تھے۔ اکثر محفل میں جلوہ افروز ہوتے تھے۔ جو شخص آتا اس کے مناسب حال اس سے اختلاط فرماتے۔ ظاہر و غائب آپ ایک جیسے تھے۔ کوئی کام آپ چھپ کر نہیں کرتے تھے۔ غلاموں کے جملہ امور پر آپ کی نظر رہتی تھی۔ چنانچہ غریب پرور (حضرت محمد عاقلؒ) فرماتے تھے کہ جو سوال آپ سے کیا جاتا اس کا آپ تسلی بخش جواب دیتے اور بلاشبہ اس کا ثمرہ ظاہر ہوتا۔ ایک روز میرے برادر زادہ قاضی ابوالخیر و مولوی سلطان محمود اور میرے فرزند میاں احمد علی نے آپ کی خدمت میں عرض احوال کی۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ قاضی صاحب متلون مزاج ہیں۔ مولوی صاحب بارد المزاج ہیں اور

---

[1] آپ بستی جھانگی والی میں رہتے تھے جو بہاول پور سے تین کوس مشرق کی طرف ہے۔ آپ کو شیخ بہاؤالدین ۔۔۔ ے اتنی عقیدت تھی کہ آپ سفر حضر میں ملتان کی طرف پاؤں کر کے نہیں سوتے تھے۔

[2] آپ کے جمع کردہ ملفوظات کا نام خلاصۃ الفوائد ہے۔

Marfat.com

میاں احمد علی آخری عمر میں اپنا کام درست کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صاحبزادہ صاحب میاں احمد علی نے اپنے وصال سے ایک سال قبل درستی احوال کی کوشش کی اور پھر وفات پائی حضرت غریب پرور کو آپ نے بعض واردات کا مژدہ دیا تھا جو اسی طرح ظہور میں آئیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر حضرت غریب پرور کے بیان میں درج کیا جائے گا۔

حضرت استاذی و مخدومی مدظلہ العالی (حضرت مولوی غوث محمد صاحب تحفۂ غوثیہ) فرماتے تھے کہ اگر کوئی کسی تکلیف کے وقت آپ کی طرف رُخ کرتا تو محض روانگی سے وہ تکلیف دور ہو جاتی تھی۔ اور ناممکن تھا کہ کوئی شخص کسی غرض سے آپ کے پاس جائے اور اس کا مطلب پورا نہ ہو۔ مریضوں کو شفا بخشنا آپ کے خواص میں سے تھا۔ چنانچہ راقم الحروف کو بچپن میں ام الصبیان کا مرض تھا اور کسی طرح مرض ختم نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز میری قسمت نے یاوری کی اور حضرت قبلہ اوچ میں جو میرا مولد ہے تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت مجھ پر مرض کی شدت تھی۔ میرے والدین اس مرض کے علاج سے مایوس ہو چکے تھے۔ میرے جد امجد یعنی والد مخدومی حضرت مولوی محمد بخش[1] جنہیں حضرت خواجہ فخر الدین سے نسبت بیعت حاصل تھی اس حال میں مجھے اٹھا کر حضرت قبلہ کی خدمت میں لے آئے۔ حضور نے[2] اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ گویا وہ آب حیات تھا۔ جس سے خدا کا شکر ہے مجھے شفا ہو گئی۔ اس کے بعد پھر زندگی بھر یہ تکلیف مجھے نہیں ہوئی۔ آپ کے اسم مبارک میں یہ خاصیت ہے کہ اگر کسی مریض پر پڑھ کر دم کیا جائے تو اسے شفا ہو جاتی ہے۔ اکثر آپ ایسے اشعار سے شرقی اور ناشرقی کاموں کا اشارہ فرما دیتے تھے۔ جنہیں عقل سلیم ہی سمجھ سکتی ہے۔ اہل ظواہر نہیں سمجھ سکتے۔ چنانچہ حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ ایک روز برادرم قاضی نور محمد کا خط ان کے نام مہار میں آیا جس میں لکھا تھا کہ دریا کوٹ شریف میں آ گیا ہے جس کی وجہ سے بعض مکانات منہدم ہو گئے ہیں۔ حضور دعا فرمائیں۔ غریب پرور یعنی

---

[1] آپ کا مزار اوچ شریف میں خانقاہ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے قریب ایک پختہ چار دیواری میں ہے۔

[2] آپ کا مزار بھی اوچ میں قدم مبارک شیر خدا جناب مرتضوی کے قریب ہے۔

میرے شیخ حضور کی خدمت میں گئے اور مشورے کے طریقے سے آپ نے عرض کیا کہ غریب نواز دریا کوٹ مٹھن کے قریب آگیا ہے۔ جس سے شہر کی چند عمارات بھی منہدم ہو گئی ہیں۔ حضور کا کیا مشورہ ہے کہ اب وہاں سے کہاں جایا جائے اور کس جگہ اقامت اختیار کی جائے۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ جس جگہ بھی اقامت کرو گے وہ اقامت باسلامت ہوگی کہیں کوچ نہ کرو۔ حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ جونہی حضور کی زبانِ مبارک سے یہ نکلا مجھے یقین ہو گیا کہ ہر طرح سے خیریت ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دریا وہاں سے واپس ہٹ گیا اور ہر شخص سلامتی کے ساتھ جہاں بیٹھا تھا وہاں بیٹھا رہا۔

حضور کی عادت تھی کہ حضرت مولانا مولوی صاحب کے احوال کا ذکر نہیں فرماتے تھے کیونکہ خود موصوف ان اوصاف سے متصف تھے۔ یہ عین کمال تھا۔ مولوی تاج محمود زمانی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت قبلہ نارووالہؒ سے سنا ہے کہ ایک روز حضرت مہاروی صاحب حکایت بیان فرما رہے تھے کہ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب کو تمام رات نیند نہیں آئی۔ بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے رات گذر گئی لیکن صبح ہونے کے قریب ایک دو گھڑی آنکھ لگ گئی اور خراٹے لینے کی آواز آنے لگی۔ مولوی تاج محمود علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں اور مولوی سلطان محمود کریجہ نے آپس میں صلاح کی رات کو حضور کے قریب بیدار رہ کر معلوم کریں کہ آیا حضرت بھی اس وصف شب بیداری سے متصف ہیں۔ چنانچہ دونوں نے چھپ کر تمام رات دیکھا کہ حضرت بیدار رہے اور مضطرب ہو کر کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف کروٹیں بدلتے۔ کبھی کبھی درد انگیز اشعار پڑھتے۔ اس طرح صبح ہونے کے قریب دو تین ساعت نیند فرما کر پھر بیدار ہو گئے۔

مریدوں کی تعلیم و تربیت کا طریقہ عجیب و غریب تھا جس طرح حکیم مرض کی تشخیص کرتا ہے درجۂ حرارت اور برودت مرض کو سمجھتا ہے اور اس کے ازالہ کے لئے گرم یا سرد مزاج کی مناسبت سے دوا تجویز کرتا ہے۔ اسی طرح ذات مبارک ہر شخص کو اس کے مناسب حال اشغال کی تلقین فرماتے۔ حضرت منظہر جمال الٰہی حافظ صاحب ملتانی فرماتے تھے کہ جب حضرت قبلہ مجھے شغلِ وحدت کی تعلیم فرماتے تھے۔ تو کچھ عرصہ تک فاصلہ قائم رکھ کر یاد دہانی فرماتے اور بار بار امتحان لیتے چنانچہ خود بدولت کسی تاریک جگہ میں تشریف فرما ہوتے اور بندہ خدمت میں جاتا تو دریافت

Marfat.com

فرماتے کہ تو کون ہے ۔ میں عرض کرتا کہ جمال ہوں ۔ فرماتے ابتک جمال ہے ۔ پھر کچھ مدت بعد ایک دم سوال کرتے تو کون ہے ۔ میں جواب میں عرض کرتا کہ جمال ہوں ۔ آپ تبسم فرماتے اور کہتے کہ ابتک جمال ہے ۔ اسی طرح چند مرتبہ یہی فرماتے رہے ۔ جب تک غفلت کا عالم رہا یہ نسبت باقی رہی ۔ بعد مدت اتفاقاً دریافت کیا کہ تو کون ہے تو اس وقت آپ کے کرم سے یہ نسبت محو ہو چکی تھی ۔ لہٰذا میں نے عرض کیا کہ گرفتار حق ہوں ۔

آپ کے روحانی نکات بے حد وحساب ہیں ۔ ایک روز جناب حافظ غلام حسن جیو ؒ نے جو آپ کے خلفاء میں سے ہیں راقم الحروف کے سامنے حکایت بیان کی کہ بیعت کے بعد مجھے حضور سے موانست و مجالست میں کوئی حجاب نہیں رہا تھا اور میں آپ کی خدمت میں پرانی حکایتیں بیان کرتا تھا ۔ ایک دن میں نے عرض کیا کہ حضور نے مجھے جو دست بیعت فرمایا ہے اس میں آپ کے فضل و توجہ کو دخل ہے ورنہ میرا خیال حضور سے بیعت کرنے کا نہ تھا ۔ بلکہ حضرت صاحب السیرؒ سے بیعت کا ارادہ تھا حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حافظ صاحب مجھ میں کیا کمی تھی ۔ عرض کیا کہ غریب نواز کمی تو کوئی نہ تھی لیکن جناب کی خدمت میں امراء اور دولتمندوں کی آمد ورفت ہے اور حضور والا ان پر التفات بھی فرماتے ہیں ۔ اس کے برعکس میاں صاحب صاحب السیرؒ مجرّد ہیں اور ایسے لوگوں سے ملنے میں احتراز کرتے ہیں اس وجہ سے میرا خیال ان کی طرف تھا ۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں ایک شخص بیعت کے ارادہ سے آیا اور واپس چلا گیا ۔ حضرت حسن علی سنجری نے اس سے پوچھا کہ تو نے بیعت کیوں نہیں کی ۔ اس نے کہا کہ جب میں یہاں آیا تو میں نے دیکھا جامہائے نایاب رکھے ہوئے ہیں اور شمعیں فروزاں ہیں ۔ یہ دیکھ کر میرا اعتقاد بدل گیا ۔ حضرت سلطان المشائخ نے اس کے سامنے آکر فرمایا کہ یہاں جام اور شمعیں کہاں ۔ لیکن چونکہ اس کی قسمت میں اس روز سعادت نہ تھی اسی لئے اسے سب کچھ نظر آتا رہا ۔

آپ کھانا عام مجلس میں تناول فرماتے تھے ۔ خود کم کھاتے اور دوسروں کو زیادہ پیش فرماتے حضرت غریب پرور فرماتے ہیں کہ ایک روز چونکہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب تھی اور شوربے کی

لہ آپ کا اصل وطن بستی کھائی علاقہ ملتان ہے

قسم کی کوئی چیز آپ کے لئے تیار کی گئی تھی اور جو برتن آپ کے سامنے رکھا تھا اس میں ڈال دی گئی تھی اور حاضرین میں سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا اور پی گیا۔ اس پر باورچی کو فہمائش کی گئی کہ حاضرین محفل کے لئے بھی ایک جیسے برتن رکھے جائیں۔ ایک روز باورچی آپ کے لئے کھانا لایا۔ اس کے ہمراہ اس جیسا اور طعام بھی تھا۔ آپ نے کہا کہ بل بھک جلدی لاؤ۔ حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا کہ بل بھک کیا ہے۔ حضرت غریب پرور نے عرض کیا کہ دوستوں کے لئے جو کھانا تیار کیا گیا ہے اس کا نام "بل بھک" ہے۔ حضور نے تبسم فرمایا بل بھک کے معنیٰ دافع بلیات ہیں۔

حضرت منشی جمال الٰہی سے منقول ہے وہ فرماتے تھے کہ میں ملتان سے حضور کے لئے چمچے لیکر گیا۔ حضور نے دریافت کیا کہ یہ کس کام آتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کھانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس وقت سے محفوظ رکھے جب یہ حالت پیش آئے۔ یعنی مرض کی حالت میں جب ہاتھ کام نہیں کرتے تو چمچے کام کرتے ہیں۔ آپ کا مدعا یہ تھا کہ جو چیز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہے اس کے بغیر ضرورت استعمال کا کیا فائدہ ہے۔ سبحان اللہ کیا کمالِ متابعت تھا۔

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ ایک روز جبکہ حضرت قبلہ مہاروی صاحب نے جو حضرت شکر گنج کے عرس کے موقع پر پاکپٹن میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ تم اس مجلس میں جو خانقاہ مبارک میں ہو رہی ہے حاضر ہونا بلکہ الگ کسی گوشہ میں بیٹھ جانا۔ حسب الارشاد میں نے اس کی تعمیل کی۔ حضرت بابا علیہ الرحمۃ کے سجادہ صاحب نے کہا کہ ہم حضرت قبلہ مہاروی صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ کو حکم دیں۔ اس کے بعد وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں گئے۔ مجھے خوف ہوا کہیں حضور کو یہ وہم ہو کہ مجھ غلام نے خود انہیں آپ کے پاس بھیجا ہے کہ وہ آپ سے اجازت لے آئیں۔ لہٰذا میں ان کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب دروازے کے قریب پہنچا تو سنا کہ قبلۂ عالم ان سے فرما رہے تھے کہ فلاں یعنی غریب پرور عالم ہے اور پیروں کی کتابیں خود اس نے پڑھی ہیں۔ اس مجلس میں جانے کا کیا فائدہ جہاں آدابِ مجلس محفوظ نہ ہوں۔ جب یہ الفاظ میرے کان میں پہنچے تو میں نے شکر ادا کیا اور وہاں سے واپس آ گیا۔

Marfat.com

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ مہاروی صاحب نے مجھے وقتِ رخصت تین نصیحتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ کسی پر غصہ نہ کرنا۔ غصہ باطن میں جو ہر ہے اور اس کے اظہار سے نورِ معرفت نکل جاتا ہے۔ دوسرے اگر کوئی کسی کی شکایت کرے تو اس کی خیر کے ساتھ تاویل کرنا۔ راقم الحروف نے اس کلام کے معنی حضور سے سمجھے ہیں جو یہاں لکھتا ہوں۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص بھنگ پیتا ہے تو اس کی تاویل اس طرح کرنا کہ وہ چیز گیاہ سبز ہوگی۔ اس شخص کے خیال میں وہ بھنگ تھی۔ مثلاً کوئی کہے کہ فلاں شخص زانی ہے تو اس کی تاویل یوں کرو کہ ان کا نکاح پوشیدہ ہوگا یا یہ کہنے والے کو مغالطہ ہوا ہوگا۔ کوئی اور غیر شرعی عمل تو دیکھنے میں آیا نہیں علیٰ ہذا القیاس۔ سبحان اللہ اس تاویل میں کتنے فوائد ہیں۔ ایک تو یہ کہ گلہ کرنے اور گلہ سننے یعنی دونوں باتوں سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ کاتب الحروف کے نزدیک یہ اور تمام کلام معانی سے پُر ہے۔ ظاہری امور میں حساب نہ لینا ظاہر ہے کہ موجب رزق بے حساب ہے۔ دیگر فوائد بھی بہت ہیں جو غور و فکر سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ امور باطنی میں بھی عدم محاسبہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے تضیع اوقات ہوتی ہے۔ بہتر ہے کہ جو وقت اس میں ضائع ہو اسے یادِ حق میں صرف کیا جائے۔

حضرت مظہر جمالِ الٰہی فرماتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب کے وصال کے بعد حضرت قبلۂ عالم کا بدن گھلنا شروع ہو گیا تھا۔ روز بروز لاغری بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جب حضرت نارووالہ نے وفات پائی تو یہ لاغری اور بڑھ گئی اور تپ دائمی لاحق ہو گیا۔ آخری سال میں خویش و اقارب سے ملنا جلنا بھی ختم ہو گیا۔

ایک روز آپ گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ کی اولاد میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضور کسی سے گفتگو نہیں فرماتے اور خاموش بیٹھے رہتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میری گفتگو تفسیر و حدیث میں ہوتی ہے۔ کس سے بات کروں کون میری بات سمجھے گا۔

ایک روز حافظ محمد الیاس صاحب حضرت مولوی صاحب کے وصال کے بعد حضرت قبلہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا جب زندہ اولیاء اولیائے واصلِ حقیقی سے ملاقات کر لیتے ہیں تو پھر ولی کو ولی کے وصال سے حزن و ملال کیوں ہوتا ہے۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ فی الواقع

Marfat.com

ملاقات ہو جاتی ہے۔ لیکن جسمانی ملاقات کے برابر حظ نصیب نہیں ہوتا اور جو فوائد جسمانی ملاقات سے ہوتے ہیں وہ روحانی ملاقات سے حاصل نہیں ہوتے۔

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ جب مہار شریف میں ہر طرح سے فراغت میسر تھی ایک رات کو صاحبزادہ کلاں قبلہ میاں نور الصمد حضرت نارووالہ اور یہ فقیر میاں احمد کے ساتھ خوش طبعی کر رہے تھے۔ ہم نے ان کے ہاتھ باندھ دیئے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت قبلۂ عالم کا ادھر سے گذر ہوا۔ آپ کے رعب سے ہر شخص خاموش ہو گیا۔ مگر ایک میاں احمد تھے کہ جو ہاتھ بندھے کھڑے تھے۔ حضرت قبلہ نے ان کی طرف دیکھ کر لاحول پڑھی اور کہا کہ یہ حرکت نور الصمد نے کی ہو گی۔ میاں احمد بولے حضرت سب اس میں شامل ہیں۔ حضرت نے فرمایا تو میاں احمد کے ہاتھ باندھنے پر اجماع امت ہے اور یہ کہہ کر آپ وہاں سے گذر گئے۔

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ آخری سال جبکہ حضرت قبلہ تپ دائمی میں مبتلا تھے میں نے حضور سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس مرض کی کیا صورت ہو گی۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ سالک کو شیخ سے ایسی باتیں دریافت نہیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ خود قیاس کر لینا چاہیئے۔

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ آخری دنوں میں بعض دوستوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں آپ سے دریافت کروں کہ آپ کا مزار کہاں ہو گا۔ مجبوراً میں نے حضور سے یہ سوال کر دیا۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ میں غیب داں نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ مجھے کہاں لیجایا جائے گا۔ حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا مزار مہار شریف کے بجائے کہیں اور ہو گا۔ چنانچہ جب آپ کا وصال ہوا تو لوگ آپکو مہار شریف سے تاج سرور میں لے آئے اور اس مکان میں جہاں آپ کا روضۂ مبارک ہے مزار بنا دیا۔ بعد میں لوگوں نے یہ صلاح کی کہ قبلہ کو یہاں سے مہار شریف لے جائیں تاکہ وہاں کی رونق ختم نہ ہو۔ غریب پرور فرماتے تھے کہ یہ معلوم ہونے پر میں نے کہا کہ اب حق تعالیٰ کسی کو یہ توفیق عطا نہیں کریگا کہ آپ کو یہاں سے منتقل کرے۔

آپ کی تاریخ وصال ۳ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ ہے۔

Marfat.com

در شب ثالث ز ذی الحجہ شد مہر چرخ بقا
شیخ دیں نور محمد خواجۂ چرخ آستاں

مخفی نہ رہے کہ حضرتؒ کا وصال حضرت مولوی صاحب قبلہ کے وصال کے چھ سال پانچ ماہ اور چھ روز بعد ہوا۔

حضرت قبلۂ عالم کی اولاد

آپ کے بڑے فرزند حضرت شیخ نور الصمد تھے آپ کے وصال کے بعد مسندِ سجادگی پر بیٹھے اور تھوڑی ہی مدت بعد جامِ شہادتؒ نوش کر کے حضرت قبلۂ عالم سے جا ملے۔ اس حادثہ کے بعد چند سال تک مہار شریف ویران رہا۔ پہلے ہر شخص اس جگہ کو مہار شریف کہتا تھا۔ اس کے بعد اس کا نام کہولی یعنی ویران آباد رکھ دیا گیا۔ حضرتؒ کے قاتل بہت جلد خراب و خوار و مردود ہوئے اور مارے گئے۔

آپ کے تین صاحبزادے صاحبِ نام و نشان اور مقبول و مشغول باللہ ہوئے۔ حضرت نور حسین بڑے صاحبزادے تھے جو زاہد و پاکباز شب بیدار اور صاحب نسبت تھے دوسرے صاحبزادے جو مظہر عشق الہٰی تھے اور علم و حلم و شوق و ذوق اور کمالات میں سب پر سبقت لے گئے تھے ان کا نام حضرت غلام نبی تھا۔ تیسرے صاحبزادے جن کو حضرت غریب پرور سے نسبتِ

لہ کہتے ہیں کہ قوم مہاراں کے کسی شخص نے خاندانی عداوت کی بنا پر آپ کو شہید کر دیا تھا۔ روایت ہے کہ حضرت قبلۂ عالم نے بھی بیٹے کی شہادت کی خبر دی تھی۔ ایک دفعہ حضرت قبلۂ عالم پاکپتن روانہ ہوئے تو حضرت نور الصمد بھی ہمراہ تھے۔ عرس کے بعد حضرت قبلۂ عالم نے بیٹے سے فرمایا کہ آج رات فلاں کلام پڑھو اور جناب گنجشکر کے سرہانے سو جاؤ اور جو اشارہ تم کو ہو اس کا ذکر مجھ سے کرو۔ انہوں نے حضور کے حکم کی تعمیل کی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت اور نیک سیرت شخص نے ایک کٹورا خون میں بھرا ہوا ان کو دیا اور کہا کہ اسے پی جاؤ چنانچہ آپ نے پی لیا۔ صبح کو یہ قصہ حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں بیان کیا۔ حضور نے پوری کیفیت سن کر فرمایا کہ تمہیں شہادت نصیب ہوگی۔ قبلۂ عالم کا فرمان پورا ہوا۔ ۱۲۰۶ھ آپ کی شہادت کی تاریخ ہے۔

Marfat.com

چوں براہِ صفا قدم بکشاد
گام بر گام مصطفےٰ بنہاد

آپ کے متعلق حضرت مولوی صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد جو آپ کی تعریف میں انہوں نے فرمایا ہے کافی وناطق ہے۔ شیخ غریب پرور (حضرت خواجہ محمد عاقل) اور حضرت ناروواله جب حضرت قبلہ مہاروی صاحب کے ہمرکاب دہلی گئے تھے تو حضرت مولوی صاحب قبلہ نے فرمایا تھا کہ میاں ناروواله سے مشک کی بُو آتی ہے اور غریب پرور کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ بیس خواجگان کے سجادہ نشین ہوں گے۔ آپ کے مناقب جو مولوی محمد نے تحریر کئے ہیں اور جن کا نام خیر الاذکار رکھا ہے واقعی خیر الاذکار ہیں۔ یہاں تبرکاً ایک رقعہ درج کیا جاتا ہے جو میاں محمد جیو کے نام ہے۔

القاب ودعا کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ فقیر نور محمد کو آپ نے از راہ مہربانی وکمال عاطفت کے ساتھ جو گرامی نامہ ارسال کیا تھا مل گیا۔ بفضل الٰہی یہاں ہر طرح خیریت ہے اور آپ کی خیر وعافیت مطلوب ہے۔ حضرت سلامت کے اوقات تقسیم شدہ ہیں۔ تعلیم کے وقت تعلیم۔ ذکر کے وقت ذکر اور جب منظور خاطر ہو تو وجد وکیفیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ مولوی معنوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

سر شکستہ نیستی سر را مبند　　　چند روزے جہد کن باقی بخند
ہر چہ غیر از سورش دیوانگی است　　　اندریں رہ دوری وبیگانگی است

ہر چند حصول مطلب میں فضل وعطائے الٰہی کا بڑا دخل ہے۔ لیکن پھر بھی جدوجہد بڑی ضروری ہے کیونکہ یہی اللہ کا فرمان ہے۔

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند　　　آں قدر اے دل کہ توانی بکوش

دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔ اور جانبین میں محبت پیدا کرے۔"

حضرت غریب پرور فرماتے تھے کہ حضرت قبلۂ عالم نے صاحبزادۂ کلاں کی شادی کے بعد دو کمبل جن میں ایک زیادہ قیمتی اور دوسرا کم قیمت کا تھا حضرت ناروواله اور حضرت غریب پرور

Marfat.com

ارادت تھی اور صاحب جود و سخا اور پیکرِ مروت و حیا تھے۔ ان کا نام غلام مصطفےٰ تھا۔

حضرت قبلۂ عالم کے دوسرے فرزند جنہیں شیخ دودمان کرام و سراج خاندان عظام کہنا چاہیے حضرت شیخ نور احمد مدظلہٗ ہیں۔ آپ حضرت نور الصمد کے بعد مسندِ سجادگی پر فروکش ہوئے۔ آپ کا دامنِ فیض شرق و غرب میں عوام و خواص تک پھیلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کو ہمیشہ جاری رکھے اور مہار شریف ابدالآباد تک آباد رہے۔ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے کثیر اولاد سے نوازا تھا۔ بڑے صاحبزادے میاں خواج محمود صاحب علم و حلم و ذوق و شوق تھے۔ آپ کو حضرت غریب پرور سے نسبتِ ارادت تھی۔ دوسرے صاحبزادے میاں حافظ غلام فرید۔ تیسرے حافظ میاں نبی بخش۔ چوتھے حافظ میاں خدا بخش۔ پانچویں حافظ میاں قادر بخش اور چھٹے حافظ میاں گنج بخش تھے۔

حضرت قبلہ مہاروی صاحب کے تیسرے فرزند شمع شبستانِ ہدایت۔ چراغ دودمان ولایت۔ مظہرِ الطاف ربانی۔ مصدرِ فیوضات سبحانی حضرت صاحبزادہ میاں نور حسن ہیں۔ آپکو نسبتِ ارادت و اجازت حضرت غریب پرور سے ہے۔ سلسلہ حضرت کے تمام واصلین پر آپ کی شفقت و عنایت ہے۔ آپ کے بڑے فرزند میاں نظام بخش۔ دوسرے فرزند نصیر بخش اور تیسرے فرزند میاں تاج محمود ہیں۔

خلفائے کرام اور بعض یارانِ آں حضرت

چونکہ اس رسالہ کی علتِ غائی غریب پرور حضرت قاضی محمد عاقل کے حالات تحریر کرنا ہے اور آئندہ فصل میں اس کا ذکر آئے گا اور باقی باب دوم میں تفصیل آچکی ہے۔ لہذا اس جگہ دیگر صاحبان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خواجہ نور محمد ناروالہؒ

حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ سے بیعت کرنے والوں میں آپ مقدم ہیں۔ آپ کا وصال بھی تمام خلفا سے پہلے ہوا۔ آپ اس شعر کے مصداق تھے۔

Marfat.com

کو مرحمت کرنے کے لیے منگائے۔ دونوں کمبلوں کو ایک جگہ رکھ کر فرمایا کہ آپ دونوں مجھے عزیز ہیں اور آپ دونوں کے لیے کمبل میں نے منگائے ہیں۔ ان میں سے جو اچھا ہے، سائز میں چھوٹا ہے اور دوسرا بڑا ہے لہٰذا پہلے اچھا والا اُٹھایا جائے اور بعد میں بڑے سائز والا۔ حضرت نارروالہ نے سبقت کی اور جو عمدہ کمبل تھا وہ اُٹھالیا اور کہا کہ میری ریش حضرت میاں صاحب کی ریش سے زیادہ سفید ہے اور معاملہ صورت پر منحصر ہے نہ کہ عمر پر۔ سبحان اللہ کیا عمدہ بات فرمائی۔

داند آں کس کہ جستے دارد　　　　داند ایں راہ نسبتے دارد

خلاصۃ الفوائد سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ اگر میاں صاحب حضرت نارروالہ صاحب کو چند روز اور مہلت ملتی تو ایک عالم آپ سے منوّر ہو جاتا۔ ایک روز فرمایا کہ میاں صاحب نے مجھے بہت سے لوگوں کی تکلیف رسانی سے نجات دلا رکھی تھی۔ جب بھی ان کا کوئی دوست خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اس کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے۔ اور فرماتے کہ میاں صاحب نے جو کچھ تمہیں بتایا ہے اس پر سختی سے عمل کرنا۔ اور اگر کوئی حاجت پیش آئے تو بلا تکلف مجھ سے دریافت کر لینا۔ آپ کا وصال ۷ جمادی الاول کو ۱۲۰۶ھ میں ہوا[1]۔ مزار مبارک حاجی پور[2] کے نواح میں ہے۔

حضرت حافظ محمد[3] جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت قبلہ مہاروی صاحب کے خلیفہ تھے۔ خلقِ محمدی کے پیکر تھے۔ بندہ دو سال تک ملتان میں کسب علم کرتا رہا ہے اور آپ کے فیض صحبت سے مستفیض ہوا ہے۔

---

[1] گلشنِ ابرار میں ۱۲۰۶ھ تاریخ وصال درج ہے۔
[2] حاجی پور ڈیرہ غازیخاں کا ایک قصبہ ہے
[3] آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے بعد مدت حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کی خانقاہ میں بیٹھ کر سلسلۂ چشتیہ میں خواجہ خدا بخش صاحب کو بیعت کیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت قبلۂ عالم۔ حافظ صاحب اور دیگر حضرات حضرت مولانا فخرالدین فخر جہاں دہلوی کے پاس بیٹھے تھے کہ ذکر آیا کہ ملتان

Marfat.com

ایک روز حضرت غریب پرور (حضرت قاضی محمد عاقل رح) نے فرمایا کہ طالب کو اپنے پیر کے علاوہ کسی دوسرے شیخ کے پاس آمد و رفت نہیں رکھنی چاہیئے۔ اگر برائے استفسار جاتا ہے۔ اور راستہ میں اس طالب کے ارادہ میں خلل پڑ جاتا ہے تو اس کا کام نامکمل رہتا ہے۔ اور اگر استفسار نہیں کرتا تو ویسے ہی اس کا جانا بیکار ہو جاتا ہے۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ آج تو ذات مبارک نے یہ فرمایا ہے۔ لیکن اس سے پہلے غلام سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت مظہر جمال الہی کے پاس سبق سے فراغت کے بعد حاضر ہوا کرو۔ آخر ان دونوں میں کونسی بات درست ہے حضرت غریب پرور نے فرمایا کہ میں نے یہ بات غیر کے متعلق کہی ہے اور حضرت جمال الہی اور مجھ میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ اور میں ایک ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد میں ایک مدت تک ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔

ایک روز حضرت جمال الہی نے خلوت میں مجھ سے یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت قبلۂ عالم کے بعد ہم فقرائے کے سرگروہ کون ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم فقرائے کے سرگروہ تمہارے شیخ یعنی حضرت غریب پرور ہیں۔

ملتان میں جب مجھے کسی قسم کی حاجت پیش آئی تو میں نے بے دریغ آپ سے عرض کیا اور آپ نے میری مدد فرمائی۔ سبحان اللہ میرے شیخ اور آپ کے درمیان کیسی اعلیٰ نسبت تھی۔ میں نے آپ کی زبانِ درفشاں سے جو فوائد سُنے ہیں اگر انہیں ایک جگہ جمع کروں تو ایک دفتر تیار ہو جائے۔ بہر حال کاتب الحروف نے چند نکات جمع کئے ہیں اور یہ شعر حضرت کی زبان سے سُنا ہے۔

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر سوا اللہ واللہ مافی الوجود

حضرت بہاؤالدین ذکریا کے قبضہ میں ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ وہاں کسی اور ولی کا عمل دخل ہو۔ یہ سُن کر حضرت مولانا خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ اگلے دن جب پھر محفل میں لوگ جمع ہوئے تو مولانا نے قبلۂ عالم کو مخاطب کر کے کہا کہ آج رات ملتان ہمیں بخش گیا ہے۔ تم حافظ محمد جمال کو حکم دو کہ حضرت غوث پاک کے مزار پر بیٹھ کر طالبانِ طریقت کو بیعت سے مشرف کریں۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق حافظ محمد جمال نے خواجہ خدا بخش کو پہلے پہل بیعت کیا۔

Marfat.com

ایک روز اپنے مکان سے حضرت مولوی صاحب (مولانا خدا بخش خیرپوری) کے مدرسہ میں تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ہمرکاب تھا اتفاق سے راستہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ فلاں شخص حق ہو گیا ہے (یعنی فوت ہو گیا ہے) اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جا رہا ہوں۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ تم نے سنا یہ کیا کہہ رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ وہ حق ہو گیا۔ اس لفظ کا آپ پر اتنا اثر ہوا کہ آپ دیر تک حالتِ وجد میں رہے۔ یہ شعر بھی میں نے آپ کی زبانِ مبارک سے سنا ہے

کار ہا برخواہشِ خود خواستن کارِ خداست　　　بندہ باشی و خدا گردی توای ناداں چراست

آپ مجھ پر بے حد شفقت و کرم فرماتے تھے۔ آپ کے سامنے جب بھی کوئی بات میرے دل میں آتی اور میں آپ سے عرض کرتا آپ فی الفور اس کا جواب مرحمت فرماتے۔ خدا تعالیٰ آپ کی نوازشوں سے مجھے ہمیشہ سرفراز رکھے۔

ایک روز فرمایا کہ درویشی کیا ہے۔ اس سے نہ کسی کے کفِ پا کو درد ہوا اور نہ پشتِ پا کو گرد لگے۔ ایک روز فرمایا کہ اصول سلوک چار چیزوں سے عبارت ہے۔ قلتِ طعام۔ قلتِ منام قلتِ کلام۔ قلت صحبت مع الانام۔ ایک روز فرمایا کہ شروع شروع میں جب میں مہاروی صاحب کی خدمت میں جایا کرتا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کسی سے ناخوش ہو تو اسے چاہئیے کہ وہ اسے خوش کرے۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے ایک صاحب یاد آئے جو مجھ سے اس درجہ ناراض تھے کہ شاید مرنے سے پہلے ان کا خوش ہونا ممکن نہ تھا۔ میرا اپنا یہی حال تھا۔ لیکن حضرت شیخ کی تعلیم کے مطابق میں نے اپنا دل تو پاک صاف کر لیا اور اس کے حق میں یہ تصور کر کے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی میں ہرگز سرتابی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ سے رخصت ہو کر جب میں ملتان آیا تو اس کے پاس گیا اور دونوں ہاتھوں میں جوتیاں اٹھا کر اس کے قریب گیا اور اس کے آگے جوتیاں رکھ کر اس کے پیروں پر ہاتھ رکھا۔ میری صدق دلی کا اس پر یہ اثر ہوا کہ وہ مجھ سے بغلگیر ہو گیا۔ میں نے اس سے یہ سبق حاصل کیا کہ دوست دوست کو مجبور نہ کرے۔ خلاصۂ سخن یہ ہے کہ

صاف شو صاف تا صاف بینی ہمہ را　　　در کسی نیست بتو صاف زنا صافی تو است

Marfat.com

آپ کا وصال ۵ رجمادی الاول ۱۲۲۵ھ کو ہوا۔[1]

حضرت مولوی خدا بخش خیرپوری[2]

آپ حضرت مظہر جمال الٰہی کے کامل ترین خلفاء میں سے ہیں۔ آپ سراپا خلقِ محمدی اور قلزم وحدت میں مستغرق ہیں۔ توحید کے مضمون میں آپ نے رسالہ توفیقیہ تصنیف فرمایا ہے جو گلزار معانی کی مہکتی ہوئی نسیم کے مانند ہے۔

آپ کے اوصاف کا شمار کرنا ایسا ہی ہے جیسے بحر مواج کے قطروں کا شمار کرنا۔ اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ زاد اللہ شرفہم وبرکاتہم (آمین)

حضرت حافظ غلام حسن رح

آپ حضرت قبلہ مہاروی صاحب کے بہترین خلفاء میں سے تھے۔ خرقہ تجرید و تفرید و توحید سے ایسے ممتاز تھے کہ بیعت کے بعد تمام عمر آستانۂ حضور پر گذار دی۔ اور دونوں جہان کی نعمتوں سے مستفیض ہوئے۔ آپ کے اوصاف لاتعداد ہیں۔

آپ کا وصال ۹ ماہ ذی قعدہ شبِ دوشنبہ بعد از نماز مغرب سنہ ۱۲۴۰ھ میں ہوا۔ آپ کے خلیفہ غلام مرتضیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو آپ کے چھوٹے بھائی بھی ہیں۔ خدا آپکو اپنی حفاظت میں رکھے۔ حضرت مہاروی صاحب کے دیگر خلفاء میں مولوی محمد سعود ساکن قریہ جھانگی۔ شیخ محمد فاضل (نیکوکارہ) ساکن شاہ اوم والہ اور حافظ غلام محمد (کرڑی والا) بھی شامل ہیں۔

---

[1] منشی غلام حسن شہید نے آپ کی تاریخ وصال اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ سے نکالی ہے جس کے اعداد ۱۲۲۶ھ ہیں (گلشن ابرار صفحہ ۱۸۶) شاہ جمال ملتان میں آپ کا مزار زیارت گاہ خلق ہے۔

[2] آپ کے خلفاء مولوی محمد عبداللہ ملتانی اور مولوی عظیم بخش صاحب احمدپوری ہیں۔ نیز حضرت مولوی محمد حسین پنوار۔ منشی غلام حسن ملتانی۔ قاضی محمد عیسیٰ خانپوری۔ مولوی محمد موسیٰ ملتانی۔ مولوی خدا بخش ملتانی موہن شاہ احمدپوری۔ مولوی نور اللہ۔ مولوی نور محمد بھنڈی والا۔ مخدوم حامد شاہ گیلانی وغیرہ۔ آپ کے تین شیرزادہ تھے جو آپ کے وصال کے بعد خانقاہ کے متولی ہوئے۔ ایک مولوی عبدالستار صاحب دوسرے مولوی عبدالوہاب
(باقی صفحہ ۱۵۷ پر)

Marfat.com

شیخ المشائخ حضرت محمد سلیمان مدظلہ العالی

آپ حضرت قبلہ مہاروی صاحب کے خاتم خلفاء ہیں۔ آپ قافِ توکل وہدایت کے سیمرغ اور اقلیم ولایت وکرامت کے تخت نشین ہیں

آں جہانِ معرفت دریائے راز	شمع ساں در آتشِ وحدت گداز
گنجِ اسرارِ حق وکانِ کرم	درگروہِ عارفاں بس محترم

آپ کی ذاتِ مبارک سے اطراف عالم میں فیض جاری ہوا۔ ہندوستان اور خراسان میں آپ کے خلفاء صاحب ارشاد ہیں۔ آپ کے کمالات اظہر من الشمس ہیں۔ مریدوں اور خلفاء کا شمار کرنے کے لئے دفتر درکار ہے[1]

حضرت مولوی محمد غوث بخش مدظلہ العالی

یہ کاتب الحروف (خواجہ گل محمد) کے ماموں ہیں۔ ظاہری وباطنی فیض آپ کی ہی پرورش

(بقیہ صفحہ ۱۵۶ کا حاشیہ) اور تیسرے مولوی عبد الرزاق صاحب۔ بعد میں ان کی اولاد ہی مسندِ سجادگی پر بیٹھی۔

[2] آپ کا مزار قبلۂ عالم کی درگاہ کے جنوبی طرف واقع ہے۔ چیدو امن میں آپکی رہائش تھی۔ آپ کی اولاد میں حافظ غلام مرتضیٰ۔ حافظ محمد افضل مسند سجادگی پر بیٹھے۔ ان کے علاوہ حافظ محمد اکمل۔ حافظ حامد۔ حافظ نور احمد۔ حافظ غلام فخر الدین۔ حافظ غلام قادر بھی آپ کی اولاد میں سے ہیں۔

[3] ان کے مزارات بھی قبلۂ عالم کی درگاہ کے پاس ہیں۔

[1] حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے وصال کے بعد شیخ المشائخ خواجہ اللہ بخش تونسوی مسند سجادگی پر بیٹھے۔ ان کے دو صاحبزادے تھے۔ میاں محمد موسیٰ اور میاں محمود صاحب۔ چھوٹے صاحبزادے مسند نشین ہوئے۔ اور ان کے بعد صاحبزادہ میاں خیر محمد صاحب۔ آپ کے خلفاء میں مولوی محمد شمس الدین سیالوی میاں صاحب مکھڈ والہ۔ میاں صاحب تونسہ والا اور حضرت میاں محمد یاران خان ہیں۔

Marfat.com

سے ہوا۔ آپ کی تعریف میں لکھنے کو بہت جی چاہتا ہے۔ لیکن یہاں مجبوراً چند کلمات لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ صفتِ ابراہیمی رکھتے تھے۔ جب تک مہمان نہ ہوں کھانا نہیں کھاتے تھے اور آپ کا مکان کبھی مہمانوں سے خالی نہ رہتا تھا۔ آپ کو شیخ الاسلام کا مرتبہ حاصل تھا۔ جمیع مشائخ نے آپ کے حق میں دعا کی تھی کسی نے ملتان میں حضرت مظہر الٰہی کو یہ خبر دی کہ آپ پر جذبہ طاری ہے اور ہندوستانی بولی بولتے ہیں۔ نماز وطاعت درست ہے لیکن امام کے ساتھ خلق نہیں۔ نیاز مندی کی موجودگی میں فرمایا کہ سبحان اللہ کیسا قحط الرجال ہے کہ جو شخص مخلوق کے لئے نفع رساں ہوتا ہے اس پر جذبہ طاری ہوجاتا ہے۔ آخر چند روز بعد خدا کے فضل اور بزرگوں کی دعا سے آپ کی حالت درست ہوئی۔

اس شعر پر آپ کا ذکر ختم کرتا ہوں۔

دل از نور حضورش باد معمور

جز آں نور از حضور خدمتش دور

دیگر:- میاں محمد مقبول رہکلہ کو حضور کی خدمت میں بڑی مقبولیت حاصل تھی اور حافظ محمد ناصر نے حضرت قبلۂ عالم کے [illegible] تمام عمر حجرہ میں گذاری۔ میاں غلام رسول لانگری بھی مرد خدا یاد تھے۔ بغرض ایسے ایسے خدا پرست اور صاحب مقام وحال تھے کہ شمار سے باہر ہیں۔

Marfat.com

وصل سیزدہم

سلطان الاولیاء، شمس الہدیٰ، قطب العرفاء
محبوب رب العالمین، حضرت خواجہ محمد عاقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نظم

خواجۂ دنیا و دیں گنج وفا — صدر بدر ہر دو عالم مجتبےٰ
آفتاب شرع و دریائے یقیں — او ز عالم رحمۃ اللعالمیں
در زبانم جز ثنائے او مباد — نقد جانم جز وفائے او مباد
آں شہنشاہے جہانے معرفت — ذات او بیروں ز ادراک وصفت
خسرو ملک فنا تخت و تاج — از خود و را غیر خود بے احتیاج
غرق بحر عشق از صدق وصفا — از خود و بیگانہ با حق آشنا
کرد مرغ ہمتش زوج کمال — بیضۂ افلاک را در زیر بال
اخترے برج سپہر لم یزل — گوہر درج کمالِ بے بدل
قمر دیں عاقل محمد نور حق — پردہ از پیشانیاں بے شک سبق
گام برگامے محمد مصطفےٰ — رفت در راہِ خدا آں مرتضیٰ
بادشاہے کامرانے کن فکاں — عرصۂ داد و ستد را کامراں

آپ کے حلیۂ مبارک کے متعلق کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ماکہ در شکل یار حیرانم — سرّ اوصاف او کجا دانم

بہرحال تبرک کے طور پر چند ظاہری آثار کے متعلق تحریر کرتا ہوں۔ حضرت سلطان الاولیاءؒ کا سر مبارک بڑا تھا۔ خلق کے مالک تھے۔ حجامت کا دن مقرر نہ تھا۔ فرماتے تھے کہ اس سلسلہ میں کسی

Marfat.com

دن کا تعین مجمہ کے مترادف ہے۔ اور حلق کے لئے دن کے تعین کی کوئی روایت مذکور نہیں مگر شنبہ اور چہار شنبہ کو دیکھنے میں نہیں آیا کہ حجامت کرائی ہو۔ دوسرے دنوں میں اکثر حجامت کراتے دیکھا ہے۔ آپ کا چہرہ مبارک روشن اور قدرے ملبز ترا تھا۔ جیسا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ آنکھیں بھی بالکل ویسی ہی ترادر کشیدہ تھیں۔ ان کے گرد سیاہ نیلگوں حلقہ تھا۔ جیسے کہ چاند کے گرد ہالہ ہو۔ اور بڑی کاریگری سے کسی نے بنایا ہو۔ اس سے آنکھوں کا تمام حسن ظاہر ہوتا تھا۔ چہرے کا رنگ سفید مائل بہ سرخی تھا۔ ذات مبارک میں متانت تھی۔ جملہ ہڈیاں اور بدن کے جوڑ بڑے تھے۔ انگلیوں کی پوریں باریک اور ہتھیلی چوڑی اور نرم تھی۔ ریش مبارک سفید تھی۔ رخسار کے قریب کسی قدر بال تھے۔ مختصر یہ کہ آپ کا حلیہ جمالِ مصطفوی کا آئینہ تھا۔

سلطان الاولیاؒ قدس سرہٗ کا حسب و نسب

آپ کا عرف کوریجہ تھا۔ آپ کے اجداد اسی نام سے مشہور تھے۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ نسبی طور پر قوم قریش سے تھے۔ تاہم کتابوں میں اور عرف کے طور پر آنحضرتؐ کی زبانِ مبارک سے بھی لفظ کوریجہ سُنا اور دیکھا ہے۔ سات پشتوں سے ولی ابن ولی تھے۔ ایک روز خود بدولت نے فرمایا کہ نسب کے سلسلہ میں یہ آیۂ کریمہ کافی ہے۔ "ما ھٰذا بشراً ان ھٰذا الا ملک کریم" فرماتے تھے کہ میرے اجداد میں سے ایک صاحب کا نام مولوی محمود تھا۔ جو صاحب نسبت اور صاحب باطن تھے ان کے سامنے ایک شخص جس کی ٹانگ میں لنگ تھا اور اہلِ کمال میں سے تھا زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔ ایک دفعہ مولوی محمود کے ایک فرزند اس شخص کے ساتھ مذاق کر رہے تھے اور اسے تنگ کر رہے تھے۔ اس اثنا میں اس صاحب کمال کی زبان سے نکلا کہ تم مجھ فقیر سے چھیڑ خانی کرتے ہو کاش تم بھی میری طرح لنگڑے ہو جاؤ۔ مولوی محمود کو جب یہ معلوم ہوا تو فوراً اس شخص کے پاس گئے اور کہا کہ میری شاگردی کا یہ فائدہ ہوا کہ تم میرے بیٹے کو لنگڑا بنانا چاہتے ہو۔ اس شخص نے کہا کہ صاحبزادہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ کی اولاد میں نسلاً بعد نسل۔ بطناً بعد بطنٍ مجھ جیسا صاحب دل فقیر ہو۔ وہ شخص صاحب نفس تھا۔ اس روز سے میرے اسلاف میں ایک نہ ایک صاحب دل اور صاحب نسبت ہوتا آیا ہے۔ خود آپ کے ماتھے سے جو

Marfat.com

آثار سعادت ظاہر ہوئے تھے ان کے متعلق بتایا گیا تھا کہ یہ اسی صاحب دل ہستی کی دعا کا نتیجہ تھا۔
فی المهد ینطق عن سعادة جده اثر النجابة ساطع البرهان ÷ یہ بات آپ کی نجابت کے ثبوت میں ساطع برہان کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت سلطان الاولیاؒ فرماتے تھے کہ اسی روز سے میرے ایک زانو میں درد ہونا شروع شروع ہوا جو اسی نسبت کا سبب تھا۔

سلطان الاولیاء کے والد کا اسم مبارک محمد شریف تھا جو بڑے زاہد اور عابد اور صاحب کمال وصاحب نفس تھے۔ قناعت اس درجہ تھی کہ جنگل کے ساگ اور بکن پر گذارہ کرتے تھے۔ اولیائے کرام کے اکثر مزارات سے روحانی تعلق تھا۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاں رضی اللہ عنہ کی درگاہ سے ایک کتاب جواہر جلالی عطا کی گئی۔ واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ خانقاہ سے باہر آرہے تھے تو ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں کتاب پیش کی۔ کتاب کا یہ نسخہ آج تک بطور تبرک اس خاندان میں موجود ہے۔

حضرت محمد شریف کی کرامات وتصرفات کافی مشہور ہیں۔ رکن الدولہ نصرت جنگ بہادر محمد بہاول خاں علیہ الرحمۃ حکایت بیان کرتے تھے کہ میں ایک روز میاں محمد شریف کی خدمت میں دعا کے لئے گیا اور عرض کیا کہ مجھے میاں سرائی نے طلب کیا ہے۔ وہ بہت بارعب حاکم تھا اور مخالفین نے اسے نواب صاحب کے خلاف بہت کچھ بھڑکا رکھا تھا۔ نواب صاحب نے کہا کہ دعا فرمائیے یہ ملاقات بخیر وخوبی ہو جائے۔ میاں محمد شریف نے مجھے ایک لفظ پڑھنے کے لئے بتایا اور کہا کہ ملاقات کے وقت یہ پڑھ لینا۔ اور ہر طرح سے خاطر جمع رکھنا وہ تم سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ ایک ہاتھی بھی تم کو عطا کرے گا چنانچہ ان کی برکت سے ایسا ہی ہوا جیسا انہوں نے فرمایا تھا۔

حضرت سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ ایک روز میں نے اپنے فرزند اور بھائی کے دو بیٹوں کو تعلیم کے سلسلے میں سرزنش کی تو مجھ سے فرمایا کہ معلوم ہوا ہے کہ تم نے ان بچوں کو نہ پڑھنے پر مارا ہے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں یہ خود پڑھنے لگیں گے۔ اگر کر سکتے ہو تو اپنے برادر زادہ کمال الدین کے لئے کوشش کرو۔ اس وقت میاں کمال الدین بہت چھوٹے تھے

Marfat.com

اوران کے پڑھنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ حضرت صاحب میاں محمد شریف کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر ان کی تعلیم تمہاری کوشش پر موقوف ہے تو میاں کمال الدین پر یہ محنت صرف کرو۔ حق تعالیٰ نے ان ہی کی برکت سے سلطان الاولیاءؒ اور ان کے بھائی میاں نور محمد کو نوازا

آفرین خدائے بر پدرے ۔۔۔۔ کہ از و ماند ایں چنیں پسرے

سلطان الاولیاء کو علم دراست اور علم وراثت میں کمال حاصل تھا۔ اپنے زمانے میں مشرق سے غرب تک علم ظاہری میں کوئی ان کے برابر نہ تھا اصول و فروع میں اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے۔ جزوی مسائل میں آپ کی یاد داشت کا یہ حال تھا کہ بغیر کتاب دیکھے ان کی وضاحت کر دیتے تھے۔ درس و تدریس سے آپکو خاص دلچسپی تھی۔ تدریس کے لئے آپ نے متبحر عالم مقرر کر رکھے تھے۔ جو طلبا تعلیم پاتے تھے ان کا وظیفہ مقرر تھا اور انہیں کھانا لنگر سے دیا جاتا تھا۔ جب آپ کوٹ مٹھن سے چاچڑاں منتقل ہوئے تو دونوں جگہ علیحدہ علیحدہ مدرسے قائم کئے اور لنگر بھی دونوں جگہ جاری رکھا۔ طلبا کو ایک دو سبق خود بھی پڑھاتے تھے۔ جن کتابوں میں سے آپ کا درس سننے کا اتفاق راقم کو ہوا ان میں شرح ہدایہ حکمت میر ہاشم۔ شرح عقاید۔ خیالی۔ مولوی عبد خیالی، مطول وتلویح و توضیح۔ شیخ الاسلام و نور محمد مدقق بر مقدمات اربع و شرح وقایہ مع حواشی و ہدایہ و شرح مواقف مع مولوی و زواہد ثلاثہ۔ حدیث شریف میں مشکوٰۃ و احیاء العلوم و بعض صحیح بخاری اور تصوف میں لوائح و شرح قصیدہ فارضیہ حمزیہ و سواء السبیل و تسنیم و فصوص الحکم۔ کتب حدیث اور تصوف میں راقم یا تو سامع ہوتا یا قاری۔

وضو اور غسل کے سلسلہ میں آپ کی عادت یہ تھی کہ وضو کسی اونچی جگہ میں چارپائی پر بیٹھ کر فرماتے۔ پانی کے چھینٹوں سے احتراز کرتے۔ بے ضرورت دوسرے وقت میں وضو نہیں کرتے تھے تمام سر کا مسح کرتے تھے۔ ریش مبارک اگرچہ گھنی تھی لیکن اسے پوری طرح پانی سے تر کرتے تھے۔ صرف مسح اس پر جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر غسل کبھی ترک نہیں کرتے تھے نماز کے سلسلہ میں یہ عادت تھی کہ سفر ہو یا حضر نماز با جماعت اول وقت کسی مسجد میں ادا کرتے تھے۔ سفر کے دوران اگر جائے قیام سے مسجد دور بھی ہوتی تو نماز پنجگانہ مسجد میں ہی جا کر ادا کرتے تھے۔ صرف بیماری کی حالت میں نماز تنہا پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مریض کے لئے جماعت کا

Marfat.com

ترک کرنا اور تنہا نماز پڑھنا جائز ہے۔آپ نوافل زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور نماز سے پہلے اور نماز کے بعد سوائے سنتوں کے اور نفل نہیں پڑھتے تھے۔ البتہ بعد مغرب چھ رکعت صلوٰۃ اوابین اور دو رکعت حفظ الایمان پڑھتے تھے۔عشاء کے وقت چار رکعت فرض اور دو رکعت سنت موکدہ پڑھتے تھے۔تہجد کے وقت دو رکعت نماز تہجد اور تین رکعت وتر پڑھنا پسند فرماتے تھے!اشراق کے وقت دو رکعت نماز استفادہ۔ دو رکعت نماز استخارہ۔چہار رکعت نماز ضحیٰ پڑھتے تھے سوائے ان نوافل کے دوسرے نوافل نہیں پڑھتے تھے۔فجر اور پیشی کی نماز میں طویل سورتیں پڑھتے تھے۔عصر اور عشاء کے وقت متوسط قسم کی اور مغرب کے وقت چھوٹی قسم کی سورتیں پڑھتے تھے۔ امام کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔رکوع اور سجود میں تسبیح زیادہ مرتبہ کرتے تھے اور رکوع وسجود سے دیر میں سر اٹھاتے تھے۔سنن اور نوافل میں بھی اسی طرح تسبیح کرتے تھے۔اگر تصوف کی کتابوں میں سے کوئی مسئلہ بیان کرنے سے رہ جاتا تو نماز میں وہ مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا۔ اور نماز پڑھنے کے بعد آپ فرماتے کہ نماز میں وہ مسئلہ یاد آ گیا ہے۔

آپ نماز مغرب کے بعد تنہائی میں سنت و نوافل ادا کرتے تھے۔اس کے بعد دوسرے شغل فرماتے تھے۔پھر چند لقمے تناول فرماتے تھے۔اس اثنا میں عشا کی اذان ہو جاتی اور آپ جماعت میں شریک ہو جاتے۔اس کے بعد اگر کوئی سائل وظیفہ وغیرہ دریافت کرتا یا بیعت کی درخواست کرتا تو اس کی طرف متوجہ ہوتے۔اس مصروفیت میں اکثر یہ خوف لاحق ہوتا کہ کہیں نماز تہجد قضا نہ ہو جائے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو مکان کے اندر تشریف لے جاتے۔ دونوں آنکھوں میں سرمہ لگاتے اور تین بار آنکھوں میں سلائی پھیرتے اس میں کبھی کمی بازیادتی نہ ہوتی رات ختم ہونے سے پہلے خادم کو یاد کرتے۔بیت الخلاء جاتے اور بعد فراغت وضو کر کے نماز تہجد اور وتر پڑھتے۔پھر کبھی مراقبہ فرماتے اور کبھی جہر کرتے۔اگرچہ ضرب شدید ہوتی لیکن آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔اس کے بعد اگر وقت ملتا (عموماً سردیوں میں وقت مل جاتا تھا۔) تو قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور دلائل الخیرات کی منزل پڑھتے اس میں جو کیف حاصل ہوتا تھا اس سے خدا ہی واقف ہے۔بعد ازاں تازہ وضو فرماتے اور فجر کی سنتیں گھر پر پڑھ کر فرض مسجد میں باجماعت پڑھتے۔بعد میں حجرہ کا دروازہ بند کر کے حق تعالیٰ کی جناب میں مشغول ہو جاتے

Marfat.com

اگر رات کے وقت ذکر جہر کا اتفاق ہوتا تو صبح کے بعد ذکر جہر فرماتے۔ قرآن مجید پڑھنے کے لئے اگرچہ وقت مقرر نہ تھا لیکن سردیوں میں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آخری رات یا نماز فجر کے بعد اور موسم گرما میں اکثر زوال کے بعد قرآن مجید پڑھنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ سفر کے دوران گرمیوں میں درود و وظائف کے بعد چاشت کے وقت قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ دن کا ایک حصہ حجرہ میں گذارنے کے بعد باہر تشریف لاتے اور طلبا کو درس دیتے۔ نیز خلائق کی حاجات کے سلسلہ میں مصروف ہوتے تھے۔ صبح کا کھانا حجرہ میں ہی کھاتے اور دو گھڑی حجرہ میں ہی قیلولہ فرماتے۔ اس سلسلہ میں یہ فرماتے تھے کہ قیلولہ دو گھڑی سے زیادہ نہیں کرنا چاہئیے۔ اور بیداری میں رات کے وقت قیام بھی دو گھڑی سے کم یا زیادہ نہیں ہونا چاہئیے۔ قال اللہ تعالےٰ ا قم اللیل الا قلیلاً نصفہ او انقص منہ قلیلاً او زد علیہ۔ سالک کو معلوم ہو کہ رات کو ایک گھڑی سونے کے بعد نصف گھڑی کے قریب بیدار رہو۔ اگر اس میں معمولی فرق ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن دن میں دو گھڑی سے زیادہ نہ سوئے۔

حضرت سلطان الاولیاء قیلولہ سے فارغ ہوکر اوراد میں مشغول ہوتے جو اذان ظہر تک جاری رہتا۔ نماز کے بعد تعلیم کا سلسلہ جاری ہوتا۔ اگر اتفاق سے کسی دن تعلیم نہ ہوتی تو حجرہ میں مشغول حق رہتے۔ اور عصر کے وقت حجرہ سے باہر آتے اور نماز عصر دن ختم ہونے سے دو گھڑی پہلے ادا فرماتے۔ اس سلسلہ میں فرماتے تھے کہ نماز عصر تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ لیکن آسمان زرد پڑ جائے اور سورج چھپتا دکھائی دے تو اس وقت نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ عصر کا وقت تخمیناً دن ختم ہونے سے پانچ گھڑی پہلے ہوتا ہے۔ چنانچہ دن ختم ہوتے سے دو گھڑی پہلے نماز عصر پڑھ لینی چاہئیے۔ نماز عصر کے بعد آپ ایک ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے۔

خوراک ۵ درم سے زیادہ کی ہوتی تھی۔ روٹی توے پر نیم پختہ پکوا کر انگاروں پر سکواتے تھے جس سے وہ بالکل پختہ ہو جاتی تھی۔ روٹی مرغی کے چوزے کے شوربہ سے یا دال مونگ یا شلغم کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ دن اور رات کا کھانا ایک جیسا ہوتا تھا اور دونوں وقت کے کھانے پر پانچ درم خرچ ہوتے تھے۔ پانی کھانا ہضم ہونے کے بعد پیتے تھے کہ خیر الماء بین الطعامین کے معنی یہ ہیں کہ ایک طعام کے ہضم ہونے پر (دو کھانوں کے وقفہ کے دوران) پانی پیا جائے۔

Marfat.com

لباس میں جو قمیص آپ استعمال فرماتے وہ سینہ پر سے چاک ہوتی تھی۔ اس میں جیب بھی ہوتی تھی۔ کلاہِ قادری دو لٹوں والی ہوتی تھی۔ سواری کے وقت کبھی سلاری اور کبھی دوپٹہ بھی استعمال کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اس لباس سے غرض یہ ہے کہ خاک اور مٹی سے محفوظ رہیں

جامہ پوشی آنچناں کاں دیر ماند مر ترا

اکثر پوشاک عمدہ ہوتی۔ باریک کپڑا استعمال نہیں فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا مرشدنا قبلہ فخرالملت والدین نے وقت رخصت یہ ارشاد فرمایا تھا کہ غذا اور لباس لطیف استعمال کرنا سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ اس ہدایت کی حکمت مجھے اس وقت معلوم نہ تھی بعد میں حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ العزیز کے ملفوظات میں پڑھا کہ سالک کو چاہیئے کہ غذا اور لباس لطیف استعمال کرے تاکہ انوار لطیف وارد ہوں۔ یہ پڑھنے کے بعد آپ کے ارشاد کی حکمت سمجھ میں آئی۔

پاجامہ سیلہ سیاہ کا یا تہبند سیاہ استعمال فرماتے تھے۔ کندھوں پر لونگی۔ دوپٹہ یا سالاری ضرور استعمال کرتے تھے۔ لیکن ریشمی کپڑا کبھی استعمال نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایسا کپڑا جس میں ریشم کی آمیزش ہو وہ بھی استعمال نہیں کرتے تھے۔ جوتی پرانی اور سادہ پہنتے تھے۔ وضو کے بعد ریش مبارک میں کنگھا کرتے اور ہر وضو کے وقت مسواک بھی کرتے۔

حسنِ خلق میں آپ حضرت رحمۃ للعالمین کا نمونہ تھے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ حضور جو شفقت مجھ پر فرماتے تھے وہ کسی اور پر نہ تھی اور یہ شفقت حاضر و غائب میں یکساں تھی۔

آپ زائروں کے اژدہام سے کبھی تنگ نہیں آتے تھے۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی کے ساتھ بات کرتے۔ اکثر اوقات دیکھنے میں آیا کہ اگر کوئی بلند آواز سے آپ کے سامنے عرض معروض کرتا تو آپ مسکرا کر آہستگی سے جواب دیتے آپ فرماتے تھے کہ جو لوگ بلند آواز میں اور بازو ہلا ہلا کر بات کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کی بات میری سمجھ میں آ جاتی ہے۔ آنجناب اگرچہ مجلس میں تشریف رکھتے لیکن الصوفی کائن و بائن کی تصویر ہوتے تھے۔

اگرچہ آپ کا فیض عام و خاص تھا۔ لیکن محویت و مشغولیت کا بعض اوقات یہ عالم ہوتا تھا کہ کبھی کبھی حاضر باش لوگوں سے دریافت فرماتے کہ اتنے دن کہاں رہے۔ جب وہ کہتے کہ حضور ہم تو ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں تو فرماتے اچھا۔ میں نے تمہیں نہیں دیکھا۔ بارہا ایسا

Marfat.com

اتفاق ہوا ہے۔

حضرت قبلہ عالمؒ سے بیعت

جب سلطان الاولیاء اور آپ کے بڑے بھائی نور محمد علوم ظاہری حاصل کر چکے تو انہیں خدا پرستی کی دعوت ملی۔ اگرچہ آپ کے والد مرتاض و صاحب کمال تھے (گذشتہ صفحات میں ان کا مفصل ذکر آچکا ہے) تاہم انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک شہباز بلند پرواز جو ہر جگہ اپنا آشیاں نہیں بناتا اس کا انتظار کرو۔ انہیں دنوں ان دونوں حضرات کے کان میں حضرت قبلہ مہاروی صاحب کی شہرت پڑی اور ان کی زیارت کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ اتفاق سے آپ کے بڑے بھائی موضع یارن والی میں جو شہر سیت پور کے قریب ہے تشریف فرما تھے اور والد گرامی بھی کوٹ مٹھن سے یارن والی میں آئے ہوئے تھے کہ حضرت قبلہ مہاروی صاحب درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ مہار شریف سے یہاں تشریف لائے اور اسی مسجد میں جہاں میاں نور محمد نماز پڑھتے تھے داخل ہوئے۔ نماز کی اقتداء فرمائی۔ فرض، سنن اور نوافل پڑھنے کے بعد جونہی میاں نور محمد کی نظر اس آفتاب عالمتاب پر پڑی اور درویشوں کا خشوع وخضوع دیکھا تو دل پر اس بادشاہ فقیر نما کی ہیبت و حشمت کا بڑا اثر ہوا۔ بعد میں آپ کے خادموں میں سے ایک خادم سے آپ کے متعلق دریافت کیا۔ جونہی آپ کا نام نامی انہوں نے سنا تو ہوش اُڑ گئے۔ اور بیتابی کے ساتھ اپنا سر اس جناب فلک مآب کے پیروں پر رکھ دیا۔ خوشی سے روح ان کے بدن میں نہیں سماتی تھی۔ پھر زبانِ حال سے یہ ترانا گانے لگے۔

بہ شبہائے ہجیرہ کے بدامیدم — کہ روزے گردد ایں روز سفیدم
شبم را صبح فیروزی برآید — غم درد ہجر شبانروزی سرآید
کو بودم گمرہ در ظلمت شب — رسیدہ جاں ز گمراہیم برلب
برآمد از افق رخشندہ ماہے — بکوئے دوستم بنمود راہے

اسی رات ایک قاصد کو تیز رفتار گھوڑے پر کوٹ مٹھن کی طرف روانہ کیا۔ آنجناب یہ مژدہ دلکشا سنتے ہی پا پیادہ وہاں سے روانہ ہو کر حضور کی خدمت میں پہنچ گئے

Marfat.com

حضور قبلہ مہاروی صاحب کی آمد سے پہلے اس علاقہ میں کسی کو بیعت کا صحیح طریقہ معلوم نہ تھا اورا وراد و وظائف دریافت کر لینے کو ہی بیعت کے مترادف خیال کرتے تھے۔ چنانچہ سلطان الاولیاءؒ نے بھی حضرت قبلہ مہاروی سے وظیفہ پوچھنے کے بعد یہ سمجھ لیا تھا کہ پیری و مریدی کا رشتہ قائم ہو گیا ہے۔ ایک روز حضرت قبلہ مہاروی نے مجلس میں یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ اگرچہ سالک کو وظیفہ کے ذریعہ سے سلوک کا راستہ مل جاتا ہے۔ لیکن بیعت کی تاثیر کچھ اور ہی ہے۔ حضرت والا نے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ اشارہ میری طرف ہے لیکن بغرض تحقیق خلوت میں حضور سے دریافت کیا کہ آیا یہ غلام داخل بیعت ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ صرف وظیفہ دریافت کر لینے سے بیعت نہیں ہو جاتی۔ اس کے بعد آپ نے بیعت کے لئے باقاعدہ التماس کی۔ اور حج متبرکہ میں حضور عالی نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور خلافت بھی عطا کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذَالِکَ۔

حضرت قاضی صاحب کا دہلی جانا

حضور والا دو بار دہلی تشریف لے گئے۔ پہلی مرتبہ حضرت قبلہ مہاروی کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا۔ اس دفعہ حضرت مظہر جمال الہی۔ حضرت قبلہ نارووالہ۔ حضرت مولوی محمد اکرم اور کئی دیگر بزرگ ہمراہ تھے۔ حضرت سلطان الاولیاءؒ نے راستہ پا پیادہ طے کیا تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت قبلہ مہاروی صاحب نے پہلی منزل میں مجھ سے دریافت کیا کہ تم گھوڑے پر سوار کیوں نہیں ہوتے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے منت مانی تھی کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کی زیارت پا پیادہ جاکر کروں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہارا ارادہ نیک اور خیال مبارک ہے۔ چنانچہ میرے حضرت راستہ میں جسے سواری کا مستحق دیکھتے اسے اپنا گھوڑا دیدیتے تھے۔ اور خود سوار ہوتے۔ اگر کوئی آپ سے گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے اصرار کرتا تو حضرت قبلہ عالم فرماتے کہ یہ مستعد اور قوی المزاج واقع ہوئے ہیں۔ ان کو سواری کی ضرورت نہیں۔ سبحان اللہ نوازش و کرم کا کیا انداز تھا۔

دوسری مرتبہ حضرت سلطان الاولیاءؒ کے سفر دہلی کی صورت یہ پیش آئی کہ حضرت قبلہ مہاروی صاحب چند روز پیشتر دہلی روانہ ہو چکے تھے۔ جب آپکو معلوم ہوا تو آپ بھی حضرت قبلہ کی زیارت کے لئے دہلی روانہ ہو گئے۔ حضرت سلطان الاولیاءؒ فرماتے تھے کہ جب آپ دہلی پہنچے تو حجرہ زادراہ

Marfat.com

آپ کے پاس تھا وہ راستہ میں ہی صرف ہو چکا تھا اور حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں نذر پیش کرنے کے لئے کچھ نہ تھا صرف ایک تانبہ کا آفتابہ آپ کے پاس تھا۔ جسے حلوائی کی دکان پر گروی رکھ کر شیرینی خریدی اور وہ حضرت مولانا کی خدمت میں نذر گذاری۔ جب حضرت قبلہ مہاروی صاحب کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے دو اشرفیاں آپ کو عطا کیں۔ اور فرمایا کہ یہ حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں نذر کر دو۔ چنانچہ آپ نے اس ارشاد کی تعمیل کی۔

حضور کا مجاہدہ

حضرت حافظ مظہر جمال الٰہی فرماتے تھے کہ حضرت قاضی صاحب ابتداء میں اس قدر مجاہدے کرتے تھے کہ کم کسی نے ایسے کئے ہوں گے۔ اور ذکر جہر کا یہ عالم تھا کہ تین کوس تک اس کی آواز جاتی تھی۔ ذکر جہر ڈھائی پہر رات اور ڈھائی پہر دن کے وقت کرتے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مغرب کے وقت شروع کرتے اور نماز عشا تک جاری رکھتے تھے پھر آخر شب میں شروع کر کے نماز فجر تک جاری رکھتے تھے۔ پھر نماز فجر کے بعد ذکر جہر شروع کرتے اور ایک پہر تک جاری رکھتے۔ اسی طرح نماز ظہر سے شروع کر کے نماز عصر تک جاری رکھتے۔ آپ کو ذکر جہر سے خاص دلچسپی تھی۔ مرض الوصال تک یہ شغل باقاعدگی سے جاری رہا ضعیفی اور کمزوری کے باوجود اسے ترک نہیں کیا۔ ایک دن راقم الحروف سے فرمایا کہ جوان ہونے ہوئے بھی تم ذکر جہر زیادہ نہیں کرتے اور میں بڈھا ہو کر تم سے زیادہ ذکر جہر کرتا ہوں اسی دن کے بعد راقم الحروف رات کے وقت ایک پہر ذکر جہر کرنے لگا۔

حضور کا ذکر جہر کے سلسلہ میں یہ معمول تھا کہ آپ چار ضربی ذکر فرماتے تھے۔ آپ کے مجاہدات کا شمار نہیں ہو سکتا۔ مجاہدہ حبس دم میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ ایک روز فرماتے تھے کہ شغل حبس خزانے پر سانپ کی مثال ہے جو اس کے ضرر سے نہیں ڈرتا وہ اس خزانہ تک پہنچ جاتا ہے۔ مزید ارشاد فرماتے تھے کہ شغل حبس افیون ہے۔ جو جان میں اس طرح گھس جاتا ہے کہ پھر اسے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ چنانچہ دیکھ لو ہم بڈھے ہو گئے ہیں لیکن نہ وہ ہمیں چھوڑتا ہے اور نہ ہم اسے چھوڑتے ہیں۔

حضرت قبلہ مہاروی صاحب کی حیات کا واقعہ ہے کہ سلطان الاولیاء ڈیرہ غازیخاں میں نو ماہ قید رہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کے بڑے بھائی نے اجارہ پر زمین لے رکھی تھی۔ ناظم ڈیرہ جات

Marfat.com

نے اجارہ کی رقم کا آپ کو ذمہ دار قرار دیا اور اس سلسلہ میں آپ کو جیل میں ڈال دیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ جب میں مقید تھا تو رات کو خواب میں حضرت قبلہ مولوی صاحب و قبلہ مہاروی صاحب کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم کسی حکمت کے سبب یہاں لائے ہیں۔ تمہارے مصلّے کے جتنے پیوند ہیں اتنے ہی مہینے تم یہاں رہو گے۔ چنانچہ جب مصلّے کے ٹکڑے گنے گئے تو وہ نو تھے۔ آپ کو یقین ہو گیا کہ یہاں قید میں نو ماہ رہنا پڑے گا۔ چنانچہ آپ نے نو ماہ عالم قید میں مجاہدہ کیا۔ حضرت فرماتے تھے کہ اگر یہ نو ماہ میرے ہاتھ نہ آتے تو شاید اس شغل سے محروم رہتا۔ حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت مارروال صاحب نے آپ کی گلو خلاصی کی کوشش کی لیکن کارگر نہ ہوئی۔ جب خدا کے فضل سے رہائی نصیب ہوئی اور آپ اپنے شیخ (قبلۂ عالم) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبلۂ عالم نے دریافت کیا کہ خلاصی قید کے لئے جو عمل تھا وہ کیوں نہیں کیا۔ آپ نے کہا کہ اپنی رہائی کے لئے یہ عمل کرنے سے حیا دامن گیر تھی۔ حضرت قبلۂ عالم آپ کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور آپ کی تعریف کی۔

اے عزیز گرامی! یہ قید نہ تھی بلکہ قیدِ بشریت سے آزادی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا امتحان لیا تھا جس میں آپ کامیاب ہوئے۔

فقر و فاقہ اور فتوح کے بیان میں

حضرت کا لنگر ابتدائے سلوک سے جاری تھا بلکہ اس سے پہلے فقرا و طلبا کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ اس کے باوجود بعض اوقات پیروں کی سنت کے مطابق تنگی پیش آتی تھی اور آپ بھوکے پیاسے اور فاقہ سے رہتے تھے۔ راقم الحروف کو ایسے وقت آپ کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جب غیب سے کوئی چیز آتی تو روٹی پکتی تھی۔ طلبا اور درویشوں کی تعداد پانچسو سے زائد تھی۔ جب تک ان سب کے لئے کھانے کا بندوبست نہ ہوتا اس وقت تک آپ بھی روٹی کو ہاتھ نہ لگاتے جب فقر و فاقہ کی مدت ختم ہوتی تو ہر قسم کی فتوح آنی شروع ہو جاتیں۔ امراء و وزراء اور سلاطین آپ کی درگاہ پر سجدہ ریز ہوتے اور آنے والوں اور ان کے لئے کھانا پکنے کی تعداد و مقدار کا اندازہ

Marfat.com

لگانا مشکل ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دربار شاہی ہے۔ رب العالمین کی شان کا عجیب مظاہرہ ہوتا تھا۔

رجوعِ خلق اور مریدوں کی کثرت کا سبب

ایک دن حضرت نے فرمایا کہ قبلہ مہاروی صاحب نے مجھے بیعت کی اجازت فرمائی تو کافی مدت تک میں نے کسی کو بیعت نہ کیا۔ چنانچہ دہلی کے قیام کے دوران مہاروی صاحب نے رنجیدہ ہو کر مجھ سے فرمایا کہ تم کو خلق کے فیض کا جو طریقہ رائج ہے بتایا تھا لیکن تم اس پر عمل نہیں کرتے حضرت قبلہ نے حضرت مولوی صاحب (مولانا فخر الدینؒ) سے عرض کیا کہ آپ انہیں تاکید فرمائیں حضرت فرماتے تھے کہ حضرت قبلہ کے ان کلمات کو سن کر میرا تمام جسم کانپنے لگا اور میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کون آیا ہے جس کی استدعا میں نے رد کی ہے۔ اگر حضور فرمائیں تو میں خود بخود تلقین شروع کر دوں۔ اس کے لئے تو رحمتِ الٰہی کی ضرورت ہے۔ حضرت قبلہ مہاروی صاحبؒ نے فرمایا کہ میاں صاحب ایک دن آئے گا جب ملائکہ آسمانوں پر تمہارے نام کی منادی کریں گے۔ اور شرق و غرب سے لوگ تمہارے آستاں پر جبہ سائی کریں گے۔ واہ سبحان اللہ تم کہتے ہو کہ تمہارے پاس کوئی نہیں آیا۔ قبلہ مہاروی صاحب کے کلام کی تاثیر تھی کہ خلق اللہ کا آپ کی طرف اتنا رجوع ہوا کہ واقعی شرق و غرب سے آنے والوں کا ہجوم ہوتا تھا۔

سماع کے بیان میں

حضرت والا کو سماع سے بیحد رغبت تھی۔ لیکن سوائے ایامِ عرس کے جب تک کوئی درخواست نہ کرتا آپ اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ حضرت مولانا صاحب اور حضرت قبلۂ عالم کے عرس پر آپ مجلسِ سماع کا ضرور اہتمام کرتے اور چار مجلسیں منعقد کرتے تھے۔ کبھی کبھی اس سے زیادہ بھی ہوتی تھیں گرمئ مجلس کا یہ حال تھا کہ بعض اوقات بعض احباب کی وفات کا گمان ہونے لگتا تھا۔ بعض دوستوں پر تواطق روحانی کی مانند وجد ہوتا۔ الغرض ایک عجیب محشر کا سماع ہوتا تھا

آداب سماع اور شرائط سماع کو پوری طرح ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ آپ شیخ الیسری کے اشعار

Marfat.com

پر اکثر وجد فرماتے تھے اور ان کے اشعار کی تعریف میں فرماتے تھے کہ دوسرے بزرگوں کی غزل کے تمام اشعار میں صرف ایک مسئلہ بیان ہوتا ہے جبکہ اسیری کے ہر شعر میں متنوع خیالات اور مضامین ہوتے ہیں۔ مولانا جامی۔ مولانا احمد جام اور شیخ مغربی کے علاوہ مولوی گل حسن (جامع المحاسن جو حضرت کے بنائے میں سے تھے) اور مولوی احمد علی کی غزلیات اور مثنوی کے اشعار پر بھی آپ وجد فرماتے تھے۔

مرض الوصال کے بیان میں

چہار شنبہ کی رات کو صفر کے مہینے میں آپ پر مرض طاری ہوا اور ۸ رجب کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے بعد وصال فرمایا۔ ظاہر ہے کہ جو مرض آپکو لاحق ہوا تھا وہ آپ کی جدائی کی علت تھا۔ مرض کے آغاز میں آپ نے اپنے چند غلاموں سے جن میں راقم الحروف بھی شامل تھا، فرمایا تھا کہ حضرت شیخ قبلہ مہاروی صاحب نے خبر صادق سنائی ہے کہ جب میری عمر کے چند روز رہ جائیں گے تو ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوگا ابھی تک وہ نشان ظاہر نہیں ہوا ہے۔ اس کا انتظار ہے۔ بس اتنا ہی فرمایا اور اس پر مزید تفصیل سے روشنی نہیں ڈالی۔ اس گفتگو سے آپ کے بعض دوست خوش ہوئے کہ آپ کی عمر دراز ہے۔ چونکہ راقم کو علم طب میں مہارت حاصل تھی اور قرائن سے بھی ایسا معلوم ہوتا تھا اس لئے اپنی کم فہمی کی بنا پر یہ خیال تھا کہ مرض طول کھینچے گا لیکن چار ماہ کے دوران مرض میں کم و بیش اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ ایک روز اشراق کے وقت حالت استغراق سے متنبہ ہوئے تو بے اختیار زبانِ مبارک سے یہ نکلا کہ آج سفر کی تمام کوفت مکمل ہوئی اور منزل پر پہنچ گئے۔ جو دوست اس وقت حاضر تھے وہ حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ حضور تو یہیں تشریف فرما تھے سفر کب کیا اور وہ کونسی منزل تھی۔ راقم الحروف بھی جو اس وقت موجود تھا حضور کی زبانِ مبارک سے یہ گفتگو سن کر رونے لگا۔ آپ پر پھر محویت طاری ہوگئی۔

اس کے بعد جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ سے دریافت کیا کہ حضور نے کیا فرمایا تھا آپ نے کہا کہ ایک اچھا خیال تھا۔ الغرض بعد میں عجب صورت سامنے آئی کہ حضور اندھیرے میں رہتے تھے

Marfat.com

اور اس جگہ ایک سوراخ بھی ایسا نہ تھا جس میں سے روشنی آسکے، دروازے پر بھی آپ کے حکم سے پردہ پڑا رہتا تھا اور جب تک ایک پہر رات نہ گذر جاتی تھی آپ حجرہ سے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ اس کا سبب یہ بیان فرماتے تھے کہ آپ کو آفتاب کی تمازت پسند نہیں اس لئے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے۔ اگر کوئی کہتا کہ رات کے وقت سورج کہاں ہوتا ہے تو آپ فرماتے کہ جب تک ایک پہر رات نہ گذر جائے اس وقت تک آفتاب کا اثر ختم نہیں ہوتا۔ اور صبح کاذب کے ساتھ ہی آفتاب کی تاثیر شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے صبح صادق سے پہلے ہی حجرہ میں آجاتا ہوں۔

راقم الحروف نے انہیں دنوں مرض طاری ہونے سے تقریباً ایک ماہ قبل خواب میں دیکھا کہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے سبب آپ کا سایہ گم ہو گیا ہے۔ اس خواب سے میرے دل میں یہ خیال پختہ ہو گیا کہ حضرت قبلہ مہاروی صاحب نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی اس کے ظاہر ہونے کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ میں نے اس کا ذکر اپنے دوستوں سے کیا اور حقیقت حال معلوم کرنے کی کوشش کی تو دیکھا کہ واقعی حضرت کا سایہ گم ہے۔ تاریکی میں رہنے اور تاریکی شب میں باہر آنے کا مقصد اخفائے راز تھا۔ آخر میں نے ایک روز خلوت میں عرض کیا کہ قبلہ کیا اولیاء اللہ کا سایہ بھی گم ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بعض اولیاء کا آخری عمر میں سایہ گم ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت باباشکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کا آخری چار ماہ میں سایہ گم ہو گیا تھا۔ لیکن اس راز کو چھپانا ضروری ہے۔ حضرت باباصاحب درد زانو کا عذر فرما کر حجرہ سے باہر نہیں آتے تھے۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو بھی یہ مرتبہ عطا کیا ہے۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ میں نے دوبارہ گستاخی کی اور عرض کیا کہ آپ کے تاریکی میں رہنے کا یہی سبب ہے کہ آپ کو صورت حال کا علم ہو گیا ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارا حسنِ ظن ہے۔ سبحان اللہ اخفائے راز کے سلسلہ میں کیا پختہ مزاجی تھی

تاریخ وصال

آپ کا وصال موضع شیدانی میں ہوا۔ یہاں سے آپ کا جنازہ کوٹ مٹھن لے جارہے

Marfat.com

تھے کہ راستے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ حضرت قطب دائرہ آفاق، غوث غیاث عشاق حضرت سلطان الملت والدین محمود نے کہا کہ حضرت کی تاریخ وصال نہیں نکالی۔ اس اثنا میں نماز ظہر کی تکبیر بلند ہوئی اور نماز میں یہ مصرعہ میرے خیال میں آیا۔

"روز ہشتم بود از ماہ رجب"

بعد نماز مصرعہ کے اعداد جمع کئے گئے تو صحیح تاریخ برآمد ہوئی پورا قطعہ تاریخ یہ ہے۔

دل ز داغ درد پر سوز و لہب　　جاں بلب شد چوں سخن گوید بلب

رفت از دارِ فنا سوئے بقا　　رہبرِ دینِ ہدیٰ عالی نسب

مظہرِ نورِ محمد فخرِ دیں　　شہ محمد عاقلِ محبوبِ رب

ہادیٔ خلقِ خدا رفتا زجہاں　　حسرتا دردا دریغا صد عجب

آہ واویلا وصد افسوس و درد　　کز جہاں نورِ جہاں شد محتجب

خم نبی گشت و نماندہ صاف درد　　درد باقی بہر مست و مضطرب

چونکہ تاریخ و مہ و سال وصال　　از دل پر درد خود کردم طلب

سر ز جیب بیخودی بر کرد و گفت

روز ہشتم بود از ماہِ رجب

۱۲۲۹ھ

Marfat.com

فصلِ اول

اولاد حضرت خواجہ محمد عاقل قدس سرہٗ

مقتدائے دین، پیشوائے اہلِ یقین، شمع شبستانِ ہدایت چراغ دودمانِ ولایت، قبلۂ خاص و عام، برگزیدہ کافہ انام، مظہر فیض جلی صاحبزادہ میاں احمد علی جیو قدس سرہٗ

آپ جملہ علوم کے ماہر[1] اور سراپا حلم و اخلاص تھے۔ ہر خاص و عام کے ساتھ خلقِ محمدی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ لباس سادہ پہنتے تھے علمِ جفر میں مہارت حاصل تھی

ایک روز آپ نے یہ حکایت بیان کی کہ آپ کے استاد نے دورانِ تعلیم یہ ہدایت کی تھی کہ جس تختی پر سے نقش صاف کیے جائیں اس کے متعلق یہ احتیاط کریں کہ کوئی قطرہ کسی عضو پر پر نہ پڑے۔ ایک دن آپ تختی صاف کر رہے تھے کہ اتفاق سے ایک چھینٹ پانی کی اڑ کر آپ کی کلائی پر آ پڑی۔ سیاہی کی چھینٹ پڑتے ہی تمام جسم پر سیاہی سرایت کر گئی۔ جب استاد علیہ الرحمۃ کو صورت حال مطلع کیا تو ان کی انتہائی کوشش سے اس بلا سے نجات ملی۔

سلطان الاولیاء نے ایک روز کسی شخص سے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ حضرت قبلہ مہاروی رحؒ سے دریافت کیا کہ میرے عزیزوں اور فرزندوں میں سے کون منزل مقصود پر پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا کہ صرف آپ کا بیٹا میاں احمد علی آخری عمر میں منزل مقصود پر پہنچیں گے۔ یہ سن کر مجھے اطمینان ہوا

---

[1] آپ کے علمی تبحر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ میں شامل تھے۔ آپ کو حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحؒ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ آپ کی تاریخ وصال ۱۹ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ہے۔ مزار مبارک کوٹ مٹھن میں ہے۔

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ اسے مرتبہ کمال کو پہنچائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت سلطان الاولیاء کے وصال کے بعد آپ ہی مسندِ مشیخت و سجادگی پر بیٹھے۔ ایک روز مجھ سے خلوت میں فرمایا کہ حضرت قبلہ کے وصال کے ساتویں روز اللہ تعالیٰ کی مجھ پر عنایت ہوئی اور میرا مقصد پورا ہوا

حضرت سلطان الاولیاء کے وصال کے بعد ایک سال ایک ماہ اور چند دن زندہ رہ کر ۹ شعبان المعظم کو آپ بھی قیدِ حیات سے آزاد ہو کر دارالبقا کو سدھارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل دوم

رابعہ عصر، مریم دہر، شفیعۂ عاصیاں، ذریعہ بیکساں، مشکوٰۃ نورِ ہدایت، کریمۂ مصباحِ دودمان ولایتِ عظیمہ بنت حضرت سلطان الاولیاء

جن کا نام مبارک وصفِ ولایت کے پردہ میں چھپا ہوا ہے۔ ان مکرمہ معظمہ کی صلاحیت و کاملیت حدِ اظہار سے باہر ہے۔ مختصر یہ کہ آپ رابعۂ عصر تھیں۔ حضرت سلطان الاولیاء کے وصال کے بعد لوگوں کی دستگیری کرتی رہیں۔

آپ کی تاریخ وصال اس رباعی سے نکلتی ہے۔

رابعہ ثانی دل از دنیا گرفت — باسبک راہی سوئے عقبیٰ گرفت
گفت تاریخش بمن ہاتف زغیب — جا بخیر پردامنِ زہرا گرفت

Marfat.com

فصل سوم

خجستہ فرجام، نیک نام، قبلۂ کافۂ انام مقتدائے خاص وعام، فیض بخش فیض رساں، تکیۂ تولائے بیکساں، زیب آرائے مسندِ معلّٰے سجادہ نشین حضرت اعلیٰ میاں صاحب میاں خدابخش جیو

والد بزرگوار حضرت میاں احمد علی کے وصال کے بعد مسندِ سجادگی پر بیٹھے اور افاضۂ عام کا موجب ہوئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپکو ایسے اسرار سے نوازا تھا کہ ماتھے سے وہ اسرار ہویدا تھے۔ علم وحلم اور سخاوت میں ان کی کوئی نذیر نہ تھی۔ جدّ بزرگوار حضرت سلطان الاولیاء کے نقشِ قدم پر گامزن رہے کوئی مستحب تک آپ نے کبھی قضا نہیں کیا۔ ابھی کم عمر ہی تھے کہ حضرت سلطان الاولیاء کے منظورِ نظر ہو گئے۔ انتقال کی رات کو حضرت سلطان الاولیاء نے آپ کو طلب کیا۔ دیر تک ان کے سر پر اپنا ہاتھ رکھے حق سبحانہٗ کی طرف متوجہ رہے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اس عرصہ میں کیا کیا نعمتیں حق تعالیٰ سے حاصل کر کے اس نورِ دیدہ کے سینہ میں پوشیدہ کر دیں۔

بدریا ہست تا امواج ماہی بود مستغرق انوار الٰہی

سلہ آپ نے جدِ بزرگوار خواجہ محمد عاقل سے خلافت حاصل کی تھی اور اویسی طریقہ کے مطابق حضرت مولانا فخر جہاں دہلوی سے فیض باطنی حاصل کیا تھا۔ پنجاب میں سکھ گردی کے زمانے میں آپ نے ڈیرہ غازیخاں سے ترک سکونت کر کے چاچڑاں میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

Marfat.com

فصلِ چہارم

مصدرِ مکارمِ بیکراں، مطلعِ انوارِ یزداں
محبوبِ صاحبدلاں، سرحلقۂ عاشقاں، مظہرِ نورِ محمدی
میاں تاج محمودؒ جیو دام برکاتہٗ

آپ حضرت میاں احمد علی کے دوسرے فرزند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عشقِ حقیقی کا مظہر بنایا ہے اور آپ کی ذات کو راہِ حق کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراتب فقر حاصل ہیں۔ خدا ابدالآباد تک ان کے فیض کا سلسلہ جاری رکھے۔

فصل اول

سلطان الاولیاؒ کے خلفاءؒ

منبعِ بحورِ علوم، حادی اطوارِ فہوم، کاشفِ اسرارِ معانی
حافظ کلامِ ربانی، حاجی الحرمین الشریفین، المتوکل علی اللہ
والمجاہد فی سبیل اللہ مولانا مولوی عبداللہؒ دام برکاتہٗ

آپ سلطان الاولیاء کے خلفا میں سے ہیں۔ آپ نے اتنے مجاہدات کئے ہیں کہ کسی اور

۱؎ شداتی میں سلسلۂ چشتیہ نظامیہ آپ اور آپ کی اولاد سے جاری ہوا

۲؎ خلیفۂ اکبر حضرت سلطان محمود کا ذکر فصلِ چہارم میں آئے گا۔

۳؎ آپ کا مزار احمد پور شرقیہ میں ہے۔ ۲۸ ربیع الثانی کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

Marfat.com

نے ایسے کم کئے ہوں گے ۔ سیاحت بھی کافی کی ہے ۔ مدت تک تجرید و تفرید میں عمر بسر کی اور اہلِ دنیا سے دور رہے ۔ حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے ہیں ۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے مزار کی زیارت کے لئے چند بار گئے ہیں ۔ ناگور میں آپ کی ذات سے اس سلسلۂ عالیہ میں کافی خلق اللہ داخل ہوئی ۔ سلطان التارکین کی اولاد میں سے ایک بزرگ نے وہاں آپ سے خلافت حاصل کی ۔ چند کتب کی آپ نے شرح بھی لکھی ہے ۔ چنانچہ علم تصوف میں حضرت قطب جہاں فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ کی تصنیف تسنیم کی آپ نے شرح لکھی ہے اور اس کا نام تبسم رکھا ہے ۔ میر ایساغوجی پر آپ کا حاشیہ بہت مقبول ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تا دیر زندہ سلامت باکرامت رکھے ۔

فصل دوم :

زبدۃ الشاغلین ، سرحلقۂ عاشقین ، نور سپہر آگاہی مخزن اسرار لا متناہی ، صورت عشق مجسم ، خلیفہ محمد اعظم قدس سرہٗ

آپ عجیب ولولۂ عشق کے مالک تھے ۔ زمانۂ طالب علمی میں ہی عشق حقیقی کا غلبہ ہو گیا ، اور ظاہری علوم سے کنارہ کش ہو گئے ۔ حضرت سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ اس شخص پر نو عمری میں ہی واردات ہوتی تھیں ۔ اکثر عالم وجد میں روحانی اسرار بیان کیا کرتے تھے ۔ بعض دفعہ وجد میں ایسی حالت ہوتی کہ ان کے شہید ہونے کا خطرہ ہوتا ۔ زیادہ تر سلطان الاولیاء کی صحبت میں رہتے تھے ۔ تقریباً ۱۲ سال سلطان الاولیاؒ کے ارشاد کے مطابق خلیفۂ اکبر کی صحبت میں رہے اور مجاہدے کرتے رہے ۔ ان کے ہی واسطے سے سلطان الاولیاء کا فیض حاصل کیا ۔

ان کے اور راقم کے درمیان مودت و اتحاد کا رشتہ قائم تھا اور اکثر اپنی واردات کا

Marfat.com

بندے سے اظہار فرما دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عجیب حقیقتوں کا مظہر بنایا تھا۔ مدت العمر راقم الحروف اور وہ ایک برتن میں کھاتے۔ ایک لحاف میں سوتے اور ایک گوشۂ تنہائی میں مشغول رہے۔ تاہم ہم میں باہم شارکت کی وہ صورت تھی جو خادم کی مخدوم کے ساتھ۔ شاگرد کی استاد کے ساتھ اور مستفید کی مستفاد کے ساتھ ہوتی ہے۔

حضرت سلطان الاولیاءؒ کے وصال کے بعد گیارہ سال اور چند ماہ زندہ رہے۔ راقم نے آپ کی تاریخ وصال یہ نکالی۔

چو شد واصل بحق آں ماہِ دلجو　　معظم پایہ از عُشّاق یکسو
محب احمد و فانی بذاتش　　محمد اعظم از مردانِ حق جُو
بپرسیدم زدل تاریخ وصلش　　کہ روز عرس ہم پیدا بود زو
دلم گفتا وصد برغم جو افزود ا
زدردش گو ز ذوالحج بیست باد و

۱۲۴۰ھ

اس قطعہ کے ہر مصرعہ سے ایک ہزار دو سو چالیس اعداد ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر غم کے اعداد میں دو سو کا اضافہ کر دیا جائے تو تاریخ وصال نکل آئے گی اور دوسرے مصرعہ کے اعداد میں ذوالحج کے ساتھ بائیس عدد شمار کئے جائیں تو بھی تاریخ نکل آئیگی۔

فصل سیوم

ذات عالی صفات، جامع الکمالات، مظہر آیات عُلیٰ مطلع نور ہدیٰ میاں صاحب میاں شریف الدین[1] سلمہ اللہ تعالیٰ

انہوں نے پہلے کسی اور بزرگ سے فیض حاصل کیا۔ لیکن ان کے وصال کے بعد انہیں کی ایماء

[1] میاں شریف الدین کا تعلق شیدانی ضلع رحیم یار خاں سے ہے۔ وہیں آپکا مزار ہے۔ تاریخ وصال ۱۲۶۶ھ ہے۔

Marfat.com

پر حضرت سلطان الاولیاؒ کے رشتۂ سلوک سے منسلک ہوئے اور آپ سے خلافت حاصل کی۔ آپ کے توسط سے کافی لوگ حضرت سلطان الاولیاؒ کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ سلوک میں ان کی روش عجیب وغریب ہے۔ مکاشفہ اور مشاہدہ کی بہت سی باتوں کی عام شہرت ہے۔

فصل چہارم

سلطان العاشقین، برہان الواصلین
حضرت خلیفۂ اکبر سلطان محمودؒ

شریعت را امامے پیشوائے — بشہ راہِ طریقت رہنمائے
بدریائے حقیقت آں نہنگے — بدشت جاہد و فینا پلنگے
ببرجِ معرفت شمس الہدائے — در دُرجِ فناہم بقائے
چراغ خواجگانِ نورِ معبود — شہنشاہِ جہاں سلطان محمود
بدریائے حقیقت موج تاباد — خدارا چیں بود زرواد زماباد

یہ پہلے شخص ہیں جنھیں حضرت سلطان الاولیاؒ نے خرقۂ خلافت عطا کیا اور بعد میں کسی کو خلافت عطا کی تو اس بارے میں پہلے آپ سے استصواب کیا۔ حضرت سلطان الاولیاء اکثر اپنے مریدوں کو آپ کی تحویل میں دیدیتے تھے

ایک دفعہ خلیفہ محمد اعظم قدس سرّہٗ نے آپ کی خلافت کے ابتدائی دنوں میں حضرت سلطان الاولیاؒ سے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے انہیں فنا و بقا کا مرتبہ بخشا ہے۔ حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ فنا کے بہت سے مراتب ہوتے ہیں حق تعالیٰ نے انھیں فنا کے جمیع مراتب عطا کئے ہیں اور جو باقی بطور امانت محفوظ ہیں وہ عنقریب انھیں حاصل ہو جائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد آپ نے

Marfat.com

بیس سال سے زیادہ عرصۂ حیات ترقی درجات میں گذرا۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ نے کیا کچھ کمالات حاصل کئے ہوں گے۔

قطعہ

من چہ گویم وصف آں محبوبِ حق　　فرو بود از ہر کسے بردہ سبق
نیست امکاں عقل را ادراکِ او　　باد جاں را دست در فتراکِ او

ایک روز آپ حضرت سلطان الاولیاء کی جناب میں حاضر تھے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت موصوف نے فرمایا کہ اب تم پیر ہو گئے ہو۔ یہ سنتے ہی آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ حضرت سلطان الاولیاؒ آپ کے حق میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا حوصلہ عطا کیا ہے۔ حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ جب تک ابواب ارادت ان پر کشادہ نہیں ہوئے سماع میں ان کو حال نہیں آیا۔ جس وقت آپ حضرت سلطان الاولیاؒ کی محفل میں آتے تھے تو حضرت کی تمام تر توجہ آپ پر ہوتی تھی اور چہرہ مبارک سے بشاشت و فرحت کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی اور اس میں وجد طاری ہوتا تھا۔ ایک روز حضرت سلطان الاولیاؒ کی مجلس میں آپ پر اتنا زبردست حال وارد ہوا کہ حضرت سلطان الاولیاؒ کو قوالی بند کرانی پڑی۔ مجلس کے بعد آپ فرماتے تھے کہ اگر قوالوں کو نہ روکا جاتا تو روح قالب سے جدا ہو جاتی۔

آپ کو سلوک کے اسرار بہت پسند تھے۔ اس کی تعلیم بھی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ چھپی ہوئی دوستی زیادہ اچھی ہوتی ہے۔

از درون آشنا باش واز بیروں بیگانہ باش
ایں روش باید ترا اندر جہاں آموختن

آپ فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک کے دوران جب ساتھی سو جاتے تھے تو میں حبس کا شغل کیا کرتا تھا۔ صبح صادق تک یہ شغل جاری رہتا تھا۔ دوستوں کے جاگنے سے پہلے ہی نمازِ فجر ادا کر کے سو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سورج نکل آتا تھا اور دوست کہتے تھے کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ نماز نہیں پڑھتا

Marfat.com

کثرت جس سے آپ کو فتق کی تکلیف لاحق ہو جاتی تھی۔

حضرت سلطان الاولیاء کے تمام مریدوں پر آپ شفقت کی نظر رکھتے تھے۔ راقم پر بالخصوص آپ کی نظرِ کرم تھی۔ سلطان الاولیاء کے وصال سے قبل اور وصال کے بعد راقم کی مکمل تربیت آپ نے فرمائی تھی۔ ایک روز میں نے سلطان الاولیاء سے ایک وظیفہ پوچھا تو آپ نے اس غلام کو آپ کی تحویل میں دیدیا۔

حضرت والا نے کشکول شریف سے قول کلّی کی جو تعلیم فرمائی تھی وہ تبرکاً یہاں بیان کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "تمام اذکار و افکار اور ہر قسم کے مراقبات سے مقصود محویت اور خود کو فنا کر دینا ہے اور لطیفۂ ربّانیہ کی خاصیت یہ ہے کہ فطرت توحید کے معاملہ میں صاحب عزم ہو جاتی ہے اور دنیا سے تعلق کے ساتھ اللہ سے تعلق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس عزیمت کی بدولت کثرت سے عزائم اور تفرقہ حاصل ہوتے ہیں۔ صاحب انصاف کے لئے ہمت کو وابستہ کرنا ایسا ہے کہ اس وحدت کو چھوڑ دے اور پھر بربطِ توحید سے لطیفہ ربّانیہ کو زائل کر کے مکافات کرے اور اس کا حاصل کرنا سہل نہیں ہے۔ مگر چونکہ علم خود وسیع چیز ہے اور یہیں سے انتشار و افتراق پیدا ہوتا ہے اس لئے جب تک اپنی ذات کو اس کی ذات اور اپنی صفات کو اس کی صفات اور اپنے افعال کو اس کے افعال نہ سمجھے اس وقت تک کمال کو نہیں پہنچتا۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے وجود کو اس کے وجود میں گم کرنے سے ایمانِ حقیقی اور مکمل تقویٰ سے متصف ہو سکتے ہیں۔

" یہ معلوم کرنا کہ جنت کیا ہے۔ دوزخ کیا ہے۔ دنیا کیا ہے۔ آخرت کیا ہے۔ روح کیا ہے نفس کیا ہے۔ شیطان کون ہے۔ رحمٰن کون ہے اور گمراہ کرنے والا کون ہے۔ اگرچہ عارف کے لئے ضروری نہیں لیکن شہود کے حکم میں اس سے چارہ نہیں۔ اسی طرح اذکار، افکار اور مراقبات دراصل عشق پر مبنی ہیں۔ جتنا ان میں انہماک ہوگا اتنا ہی عشق میں تاثیر ہوگی اور جتنی سستی برتی جائیگی اتنی ہی تاثیر میں کمی ہوگی۔ ان چیزوں میں مزاولت اور پیہم کوشش سے رشتۂ محبت مضبوط ہوتا ہے۔ محض حصول ثواب کے لئے عاشق اذکار اور مراقبات نہیں کرتے۔

ایک روز آپ نے سلطان الاولیاءؒ کے وصال کے بعد بطور تنبیہ مجھ سے فرمایا کہ دوسرے بزرگوں نے اپنی کوشش کو خفیہ رکھا اس لئے ان میں سے کسی سے سلسلہ جاری نہ رہا بلکہ گم ہو گیا۔ اسی

Marfat.com

کے برخلاف ہمارے مشائخ نے چونکہ اخفا سے کام نہیں لیا اس لئے ان کی فیض رسانی کا سلسلہ دونوں جہان میں جاری ہے اور مسندِ خلافت بھی قائم ہے اور لنگر بھی چل رہا ہے۔ ہمارے خواجگان سے ہمیں جو ملا ہے وہ ہم نے کسی اور کے سپرد نہیں کیا۔ کیا تم نے (یعنی راقم الحروف نے) نہیں دیکھا کہ اس دولت سے کتنی مخلوق کو کھانا ملتا تھا۔ سبحان اللہ والحمد للہ کیا کرم تھا۔

یاد باد آنکہ صبوحی زدہ در مجلسِ انس

جز من و دوست نہ بودیم خدا با ما بود

ایک روز میری تعلیم کے دوران آپ نے فرمایا کہ ابتدائے سلوک میں ذکرِ قلبی کے ساتھ تمام جوارح کا ذاکر ہونا بڑا غنیمت شمار کرتا ہوں۔ جب نگاہ نیک اٹھتی ہے تو سمجھتا ہوں کہ یہ امور ایسے ہی تھے۔ ہر چند ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر بھی اشتیاق و انتظار رہتا ہے۔ کیونکہ قلب کی یہی تعریف ہے کہ وہ ہر وقت بے قرار رہے۔

راقم آپ کے وصال سے چھ روز قبل خدمتِ عالی میں پہنچا تو غلام کو دیکھتے ہی فرمایا کہ وقت پر آئے ہو۔ خدا کا شکر بجالاتا ہوں۔ آپ کا مجھ پر جو کرم رہا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

مپرس از من زکیفیت کہ چوں بود

بتاریخ ۳ ربیع الاول بروز یکشنبہ وقت زوال ۱۲۳۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ تاریخ وصال کے سلسلہ میں یہ اشعار ہوئے۔

شاہِ سلطانِ ملک و دیں محمود | زد علم چوں بمنزل مینو
داغ بر داغ آہ و اویلا | حسرت و درد ماند بر تن و تو
گفت جانم چہ گویم اے ہاتف | بہر تاریخ وصل آں خوشرو

گردہی در جواب واہ کشید

گفت سیوم ربیع الآخر کو

یعنی لفظ "ہے" کہ اس کے ۵ عدد ہوتے ہیں اگر انہیں در جواب کہ سیوم ربیع الآخر کے اعداد میں شامل کیا جائے اور آہ کے ۶ عدد کو جواب کے اعداد سے کم کر دیا جائے تو تاریخ درست نکل آئیگی[1]

---

[1] آپ کا مزار خان بیلہ ضلع رحیم یار خاں میں ہے۔

Marfat.com

فضائل ایاب، حقائق و معارف مآب
بلبلِ شاخسارِ معانی، کاشفِ رموزِ نکتہ دانی
مولانا مولوی گل حسن رح[1]

آپ کو حضرت سلطان الاولیأ سے نسبتِ بندگی حاصل تھی۔ وحدت کے مضمون میں آپ نے بہت سے اشعار کہے ہیں، اور اس مسئلہ کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ حضرت سلطان الاولیأ آپ کے اشعار پر اکثر وجد فرماتے تھے۔ آپ کے اشعار میں حضرت اسیری کے اشعار کی شان ہوتی ہے نمونے کے طور پر چند غزلیں درج کی جاتی ہیں۔

غزل

چوں زخود بیروں شدم خود آں شدم — چوں زجاں بالا شدم جاناں شدم
زندہ بودم پیش ازیں جان کنوں — جاں زمن شد زندہ من جاناں شدم
عشق بودم عشق ما را محو کرد — ذات پاک از جملۂ الواں شدم
نیستم در خود کہ بیگویم زخود — من بری از کفر واز ایماں شدم

گل حسن در کسوتِ بلبل نگر!
نغمہ ہائے عشق را گریاں شدم

عیاں شد از من آں یار نہانی — مرا در ہر دو عالم نیست ثانی
شد ایں یک قطرہ چوں خورشید تاباں — شد ایں یک قطرہ بحرِ بیکرانی
زمن پیدا شد است ایں جملہ اشیأ — منم ہر چند را خود اصل وبانی

---

[1] مونگ مٹھاں میں رہتے تھے۔

Marfat.com

بود فیض وجود ہر زماں تو — کہ پے در پے بود تو یک بدانی

بدورِ جام باشد ساقیٔ ما — شدم من محو در محو از تماشا
نفی چوں در نفی آمد ثبات است — مراداں ذاتِ پاک حق تعالیٰ

بیا اے عشق از من کن تجلے — بمن ہر جا کہ خواہی کن تماشا
سریر کن فکاں را بادشاہم — بفرمانم چو فرمائی بفرما
ز احدیت علم برکش بہ بطحا — باسمِ احدی زن سکہ آنجا
دہم قدوسیاں را درسِ تقدیس — بہ تسبیح آورم سبوحیاں را
ز نورِ من بود ایں نور ظلمت — لنورے من انشأ فقد ہدینا
حجاب روئے من ہر جا دوئی شد — مرا از نور و ظلمت داں معرا

بہر جا گل حسنؔ احمد احد شد
ز ذاتِ من تو دانی کلّ شی را

خرّمم گر سوزدم یکبار عشق — ہر چہ بادا باد اندر کار عشق
یافتم انی انا اللہ را نشاں — اندریں وادی دل از نار عشق
تافت مہرِ حُسنم از ہر ذرہ — عاشقاں را گرم شد بازار عشق
ما ز اثرِ عشق اینجا آمدم — شد زما پیدا ہمہ آثار عشق
من جمال ذات را آئینہ ام — روئے ما ہیں مطلعِ انوار عشق

گل حسنؔ را شوق گل روی منست
بلبل خوش خواں در گلزار عشق

Marfat.com

سالکِ مسالکِ طریقت، طالبِ اسرارِ حقیقت

نقادہ دودمانِ کرام، عضادۂ خاندان عظام مولانا مولوی

احمد یار چشتیؒ سلمہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو عجب ذوق و شوق عطا کیا ہے۔ ترقیٔ مدارج میں قدمِ راسخ رکھتے ہیں۔ خدا اس میں اور اضافہ کرے۔

زبدۃ السالکین، عمدۃ العاشقین، مظہرِ لطفِ الٰہی

میاں محمد شریفؒ سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ اللہ کی ذات میں مشغول اور پاک سیرت بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو منزلِ مقصود پر فائز کرے

حاجی الحرمین الشریفین، شیر بیشۂ وحدت

میاں حاجی محمد نصرتؒ سلمہ اللہ تعالیٰ

اگرچہ یہ اَن پڑھ ہیں لیکن مسئلہ وحدت میں عجب آمد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تادیر سلامت رکھے

۱-۲-۳ یہ تینوں حضرات حضرت خواجہ محمد عاقل علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت مولانا میاں محمد شریف کا وصال ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۶۹ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار شوانی تحصیل الہ آباد (بہاولپور ڈویژن) میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

Marfat.com

باب دوم ۔

ملفوظاتِ حضرت سلطان الاولیاء

حالات مشائخ خصوصاً حالات و ملفوظات حضرت سلطان الاولیاء، قاضی محمد عاقل رح تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ طالبانِ حق ان سے ذوق و شوق حاصل کریں۔ طوالت سے کام نہیں لیا گیا۔ تاکہ پڑھنے والوں پر گراں نہ ہو۔ لہٰذا بے شمار باتوں میں سے چند پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور انھیں دو فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اوّل میں کتابی ملفوظات درج کیے گئے ہیں۔ اگرچہ ہر وہ کتاب جو راقم نے حضرت سلطان الاولیاءؒ سے سبقاً سبقاً پڑھی ہے۔ اس سے ایسے ایسے فوائد اور معانی حاصل کیے ہیں کہ میرے لیے ان سب کی حیثیت ملفوظ کی ہے۔ تاہم اختصار سے کام لیتے ہوئے چند باتیں اور چند مسائل جو میرے نزدیک بہت فائدہ مند تھے۔ انھیں یہاں بیان کر دیا ہے۔ اور ان ملفوظ کو لامعہ سے موسوم کیا ہے۔ فصل دوم میں جو لوامع درج کیے گئے ہیں۔ وہ حضرت کے ذاتی ملفوظات سے ماخوذ ہیں۔

فصل اوّل ..... کتابی لوامع

لامعہ .... تسنیم التوحید الجمع والفرق بالکاس الدھاق ولشیرب منہ المقربون

تسنیم بہشت میں نہر۔ دہاق درد کے نیچے زیر لبالب۔ بھرا ہوا۔ جمع سے مراد سالک کا اللہ سے منسوب ہونا اور فرق سے مراد خلق سے منسوب ہونا ہے۔ استاد ابوعلی دقاق کہتے ہیں کہ کل ما نسب الیک فھو فرق وما سلب منک فھو جمع وقال الشیخ ابوبکر الواسطی

Marfat.com

اذا نظرت الیٰ نفسک فرقت والی ربک جمعت (جو تیرے اپنے نفس کے ساتھ منسوب ہے۔ وہ فرق ہے اور جو کچھ تجھ سے علیحدہ ہے وہ جمع ہے۔ جیسا کہ شیخ ابوبکر الواسطی فرماتے ہیں کہ جب تو اپنے نفس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو مقام فرق میں ہوتا ہے اور جب اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو مقام جمع میں ہوتا ہے۔ شرب سے مراد ذوق ہے۔ یعنی ہوئے تحمید سے مقربین مقامات جمع و فرق کے لبالب پیالے پیتے ہیں اور ذوق حاصل کرتے ہیں۔

چونکہ مقربین اللہ کے اوصاف سے متصف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سے صفات الٰہی کا ظہور ہوتا ہے تحمید جمعی کی صفت بھی ان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان سے جو بھی ظاہر ہوتا ہے وہ تحمید جمعی کی ہی تعریف میں آتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید جمع کے مرتبہ کا کلام ہے اور نبی علیہ السلام کی زبان سے صادر ہوا ہے۔ سواء السبیل میں آٹھویں مرحلہ پر اس کا بیان ہے۔

العارف ونقول مخاطب لاھوتیہ ذلک النبی بتوسط ملکوتیہ التی ھی للمعانی المکتسبۃ من حضرت المثال الا بلسان ذلک النبی۔۔۔ ولیس الوحی والواسطہ خارجین عن الرسول

ھ

سلہ۔ چمکنے والی چیز۔ گویا حضرت سلطان الاولیاء جو معرفت کے آفتاب تھے۔ ان کے ارشادات کی حیثیت کرنوں کی سی ہے

سلہ علم روحانیت کی اصطلاح میں جمع سے مراد مقام فنا ہے۔ جہاں سالک اپنی ذات کو ذاتِ حق میں فنا کر دیتا ہے۔ خود گم ہو جاتا ہے۔ اور حق باقی رہ جاتا ہے۔ فرق سے مراد مقام فنا سے نزول کر کے دوئی یا کثرت میں واپس آنا ہے۔ اس مقام کو البقا باللہ ابدیت اور عبودیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جہاں دیگر مذاہب میں فنا فی اللہ آخری مقام تھا۔ اسلام نے بمصداق الیوم اکملت لکم عروج بشریت کی آخری منزل بقایا اللہ قرار دی ہے۔ جہاں سالک مقام فنا کے استغراق و محویت سے نکل کر عالم صحو اور ہوشیاری میں واپس آتا ہے۔ خلافت ارضی کا مستحق بنتا ہے۔ اور ہدایت خلق وغیرہ کے مناصب انجام دیتا ہے۔

Marfat.com

گرچہ قرآں از لب پیغمبر است ؛ ہر کہ گوید حق نگفت آں کافر است

یعنی اگرچہ قرآن پیغمبر کی زبان سے صادر ہوا ہے۔ لیکن اگر کوئی اسے اللہ کا کلام نہ کہے۔ تو وہ کافر ہے۔

وکذلک ما نطق انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی الا قلب الاھوتیہ موسیٰ علیہ السلام وما سمع ذلک الاذن ناسوتیۃ موسیٰ علیہ السلام فالحاکی والمحکی علیہ والمحکی باحدیتہ جمیع المراتبت امر واحد

مقربین خدا کو دونوں مقام حاصل ہوتے ہیں۔ جب مجموع یعنی مقام جمع میں ہوتے ہیں تو اسوقت ان کے اوصاف وافعال حق تعالےٰ کے اوصاف وافعال سمجھے جاتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت علیہ السلام کا قول ہے۔

انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔

اور تمام خوارق عادات اور معجزات وکرامات مرتبہ جمع سے ظہور میں آتے ہیں۔

نکتہ۔ اس مقام پر حضرت سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ اہل تحقیق نے قرآن مجید۔ حدیث قدسی اور حدیث نبوی میں اس طرح فرق کیا ہے۔ کہ جسوقت آنحضرت علیہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التحیات اکملہا پر استغراق کا عالم ہوتا اور مقام جمع میں ہوتے تو اسوقت جو ارشاد فرماتے وہ کلام اللہ ہوتا تھا۔ اور جسوقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رجوع مقامات جمع وفرق میں مساوی ہوتا تو زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات حدیث قدسی ہوتی تھی۔ اور جب آپ بمقام فرق میں ہوتے تو اسوقت جو کلام صادر فرماتے وہ حدیث نبوی کہلاتی تھی۔

واضح ہو کہ تمہید جمعی وفرقی کی دونوں حالتیں مقربین بارگاہ پر وارد ہوتی ہیں اور مقربین کی زبان سے نکلے ہوئے کلام کی مثال شجرہ موسیٰ علیہ السلام کے مانند ہے جس سے تجلی کا ظہور ہوا۔

لامعہ: حقیقت محمدیہ کی فردیت کی حکمت کے متعلق فصوص الحکم میں مفصل مذکور ہے حضرت

Marfat.com

شیخ کا اس سلسلے میں جو ملفوظ ہے۔ اس کا ایک ٹکڑا تبرک کے طور پر بیان درج کیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ مشاہدہ الٰہی تعین کے بغیر محال ہے۔ صاحب فصوص کا قول ہے۔

لا یشاھد الحق مجرداً عن المواد ابداً فان اللہ غنی عن العلمین۔

(ذات حق کا مجرد یعنی بغیر مواد کے مشاہدہ ہرگز ممکن نہیں۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تمام جہانوں سے بے نیاز ہوں۔)

مقام جمع میں عارفین کو ذات حق کا شہود مکمل و عظیم ترین ہوتا ہے۔ شہود کے سلسلہ میں مزید آتا ہے۔

کما قال شہودہ للحق فی المراۃ اتم اکمل لانہ یشاھد الحق فیہا من حیث انہ فاعل ومفعول معاً۔

یعنی جماع کیوقت عورت کی صورت میں فعل وانفعال حق ظاہر ہوتا۔ کیونکہ عورت کے اثر سے مرد برانگیختہ ہوتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی مرد سے متاثر ہوتی ہے۔ چنانچہ عارف بحیثیت متاثر و موثر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور یہ مشاہدہ بیک وقت اور بغیر کسی فصل کے ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ امر عارفوں کیلئے ہے۔ جو اس دنیا میں جمال حق کا ہمیشہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں کبھی غفلت کے شکار نہیں ہوتے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ مرد بھی متاثر و موثر ہوتا ہے۔ اور اپنے وجود میں فعل و انفعال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو اس کا شہود عورت میں کس طرح مکمل و اکمل ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو فعل و انفعال کی کیفیت عورت میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کیفیت کا فعل و انفعال مرد اپنے نفس میں نہیں پاتا۔ لہٰذا جو شہود عورت میں حاصل ہوتا ہے وہی مکمل و اتم ہے۔ کما لا یخفی علی الفطن (اہل دانش سے یہ مخفی نہیں)

لامعہ........ رسالہ قشیریہ سے رقص کے متعلق جو بیان کشکول شریف میں درج ہے۔ اسکے متعلق فرمایا کہ رقص کے وقت خواہ وہ مبتدی ہو۔ منتہی ہو۔ یا متواسط اسکے حال میں کمی ہو جاتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ اس کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ مبتدی

Marfat.com

کا حال غش و غفلت ہے۔ متوسط کا حال کثافت ہے۔ اور منتہی کا حال اگرچہ جید ہے۔ تاہم بشریت کے سبب رقص کی حالت میں کچھ نہ کچھ اسکے حال میں بھی کمی آجاتی ہے۔ جیساکہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحؓ نے عشرہ کاملہ میں تشریح کی ہے۔

کما قال الشیخ رضی اللہ عنہ فی کتاب المسمی لعشرہ کاملہ اعلم ان ما من احد الا وقد فیہ تاثیرلہ فمن فیہ غش فیسجد لہ بالذبان کثافتہ ومن ھو جید فیزید بالاحتراق لطافتہ۔

شرح قصیدہ فارضیہ خمریہ کے چند لامع اور بعض اشعار جو حضرت قاضی صاحب سے میں نے پڑھے اُن کے متعلق آپ فرماتے تھے کہ آپ نے یہ قصیدہ سبقاً سبقاً حضرت مولوی صاحب قبلہ د حضرت فخر جہاں دہلوی رحؒ سے پڑھا تھا۔ سبحان اللہ عشق کی وراثت بھی کیا خوب ہوتی ہے۔

لامعہ...... چونکہ ذوالجلال والاکرام والجمال۔ ان اللہ جمیل ویحب الجمال کے مصداق ہے۔ اس لیئے محبت جمال وکمال اسکی صفت ذاتی ہے۔ آدمی کو اللہ تعالیٰ نے بموجب "خلق اللہ آدم علی صورتہ" اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اور اپنی صفات کا خلعت اسے پہنایا ہے اس وجہ سے اسکی طبیعت کا حسن وجمال کی طرف مائل ہونا ضروری ہے۔ نیز اس کا جذبہ باطن جو فضل وکمال کی طرف راغب ہے۔ وہ بھی اسکی جبلّی خصلت ہے۔ اس لیئے مراتب وجود کے ہر مرتبہ میں جہاں اسے جمال نظر آتا ہے۔ اس کا دل اس پر آجاتا ہے۔ اور وہ اس سے اپنا رشتہ استوار کرلیتا ہے۔

گہہ در ہوس روئے نکو آویزم　　　گہ در سر زلف مشکبو آویزم
القصہ زہر چہ رنگ بوئے دارد　　　از حسن تو فی الحال درو آویزم

ترجمہ { کبھی میں تیرے حسین چہرے کے طلسم میں پھنس جاتا ہوں اور کبھی تری خوشبو میں بسی ہوئی زلفوں میں گرفتار ہو جاتا ہوں۔ غرض جس چیز میں تیرا رنگ و بو نظر آتا ہے۔ اس میں تیرا حسن مجھے فریفتہ کردیتا ہے۔ }

اس میں شک نہیں کہ عاشقوں کے درجوں میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ وہ ان کے محبوبوں کی حالت کیمطابق ہوتا ہے۔ یعنی محبوب کا حسن وجمال جتنا اعلیٰ ہوگا۔ محب وطالب کا

Marfat.com

پایۂ ہمت اتنا ہی بلند ہوگا۔ غرض اعلیٰ درجہ کی محبت، محبتِ ذاتی ہے۔ جس میں طالب محبوب ومطلوب حقیقی کا طلبگار ہوتا ہے۔ اور اس کا تمام میلان، تعلق اور جذب و عشق محبوب حقیقی اور مطلوب مطلق کیلئے ہوتا ہے اور اپنی ذات سے اس قدر بے تعلق ہو جاتا ہے۔ کہ آتش عشق سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ عشق کے سبب کا تعین کر سکتا ہے اور نہ دوست کے مطلب کی اسے تمیز ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس میں کشش کیسے اور کہاں سے آئی ہے۔ اور یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کا سلسلہ کہاں سے کہاں تک ہے۔

شیریں لبا سنگ دلا سیمبرا　　باتو کارے عجب افتاد مرا
محبوب منی لیک ندانم چہ روی　　مشغوف توام لیک ندانم کہ چرا

ترجمہ۔ اے پیارے محبوب اے سیمبر معشوق! مجھے تجھ سے عجب واسطہ پڑا ہے۔ اگرچہ تو میرا محبوب ہے۔ لیکن مجھے تیری روش اور طرز کا پتہ نہیں۔ باوجودیکہ میرا دل تجھ پر مائل ہے۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہے۔

عشق کی صحیح علامت یہ ہے۔ کہ محبوب چاہے مائل بہ کرم ہو چاہے مائل بہ ستم محب ہر حال میں راضی برضا رہے۔

رباعی

خوبی وز تو شکل و شمائل ہمہ خوش　　با عشق تو جان و خرد و دل ہمہ خوش
خواہی تو بلطف کوش خواہی بستم　　ہست از صفات متقابل ہمہ خوش

ترجمہ: تیری جیسی بھی شکل و صورت اور خوبیاں ہیں مجھے پسند ہیں۔ تیرا عشق مجھے جان و دل سے عزیز ہے۔ اب تو خواہ لطف سے پیش آ یا ستم روا رکھ۔ یہ سب تیری صفات متقابلہ ہیں۔ اور میں سب سے خوش ہوں۔

رباعی

گر نور دہ دیدہ گریان منی　　در داغ نہ سینہ بریان منی
ہر تو قدم بر سر عالم زدہ ام　　باز آ کہ ز سر تا بقدم جان منی

Marfat.com

ترجمہ اگر تو میری چشم گریاں کو روشن کرتا ہے اور میرے زخمی دل پر داغ لگاتا ہے لیکن میں نے تیری خاطر سارے جہان پر لات مار دی ہے تو میرے پاس آکہ تو سراپا میری جان ہے ؛

لامعہ ! محبت محتاجوں (عاشق و معشوق) کے درمیان باہمی مناسبت کا ایک ثمرہ ہے اور عشق کے غلبہ کا حکم اتحاد و امتیاز کے مطابق ہوتا ہے ۔ لہٰذہ محبت ذاتی کو مناسبت ذاتی سے حق و عبد کے مابین دو وجوہ سے چارہ نہیں ۔ ایک تو اس وجہ سے کہ تجلیٔ وجودی کے عکس کو قبول کرنے کی صلاحیت عبد کے آئینہ دل میں کمزور ہوتی ہے اور تجلی وجودی کے انعکاس کے اکثر امکانات عبد کے آئینہ دل پر کم ہوتے ہیں کیونکہ عبد کے تقید و تعین کی وجہ سے وہ تجلی اس میں پوری طرح نہیں اتر سکتی ۔ اور تجلیٔ وجودی میں کوئی تبدیلی یا تغیر واقع نہیں ہوتا ۔ مقربانِ حق اور مشائخ عظام کے مراتب میں جو فرق پایا جاتا ہے وہ اسی مناسبت ذاتی یا محبت ذاتی کے کم و بیش ہونے پر منحصر ہوتا ہے

دیدم پیرے کہ زیر ایں چرخ کبود — چوں وگرے زبود خود پاک نمود
بود آئینہ کہ عکس خورشید وجود — جاوید درو بصورتِ اصل نمود

ترجمہ میں نے ایک پیر کی زیارت کی جیسا اس گنبد نیلوفر (آسمان) کے نیچے کوئی ہم پلہ نہ تھا وہ ایک ایسا آئینہ تھا جس کے اندر خورشید وجود اپنی اصل صورت میں جلوہ گر تھا ؛

دوسری وجہ عبد کا ذاتِ حق میں زیادہ سے زیادہ انہماک و استغراق ہے جیسا کہ حدیث تخلقوا باخلاق اللہ میں ہے ۔ نیز صفاتِ باری تعالیٰ سے جسقدر زیادہ متصف ہوتا ہے اسیقدر اس مناسبت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ فرق بھی مزید اس تفاوت پر منحصر ہوتا ہے جو سالکین کے مقام جمع سے متعین ہوتا ہے ۔ جس شخص کا مقام جمع زیادہ بلند ہوتا ہے ۔ اسیقدر اس کی فنائیت زیادہ مستحکم ہوتی ہے ۔

ومن بین ھذین الوجھین من المناسبۃ فھو محبوب الحق ولہ الکمال المطلق وحقیقتہ مرأت الذات والالوھیۃ معاً واحکامہا ولوازمہا جمیعاً بلکہ اور برزخیت جامع بین

Marfat.com

مرتبۃ الوجوب والامکان ومراتب واقع بین عالم القدم والحدثان :

ترجمہ جس شخص میں ان دونوں نسبتوں کے اعتبار سے زیادہ معیت ہوگی سو محبوب حق ہوگا۔ وہی صاحبِ کمال مطلق اور وہی الوہیتِ ذات کا آئینہ ہے جس کے اندر تمام لوازم اور مراتب جمع ہیں۔ بلکہ ایک برزخ ہے وجوب و امکان اور قدیم و حادث کے درمیان :

ایک جہت سے لاہوتیت یعنی ہوتیتِ ذاتِ باری تعالیٰ کا مظہر ہے اور دوسری جہت سے عالم ناسوت (کائنات) کے آثار و احکام کا جامع ہے اس کی جامعیت ان اشعار کے مصداق ہے :

بر اوجِ کمال صبحِ صادق مائیم — حل نکتہ و کشف دقائق مائیم

سرِ حق و خلق از دلِ ما بیرون نیست — مجموعہ مجموع حقائق مائیم

ترجمہ انسانِ کامل کمال و عروج پر پہنچ کر کہتا ہے کہ میں اوجِ کمال کا خورشید درخشاں ہوں میں تمام نکات اور اسرار و معارف کے نکتوں کا حل کرنے والا ہوں۔ خالق و مخلوق کے اسرار و رموز میرے دل سے الگ نہیں ہیں میں تمام حقائق کا مجموعہ ہوں

یہ محبت ذاتی (یعنی ذاتِ حق کے ساتھ محبت) کا نتیجہ ہے ان امور کے واسطہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت و تعلق سے مخصوص ہیں۔ مثلاً معرفت شہود۔ قرب اور وصول الی اللہ۔ اور یہ سب سے بلند مرتبہ ہے۔

فان للمحبت فی المرتبۃ الاولیٰ وقوف مع الحق سبحانہ و فی المرتبۃ وقوف مع الحظ منہ و شتان بین الوقوف معہ و بین الوقوف مع الحظ منہ :

ترجمہ : محبت کا پہلا درجہ حق سبحان تعالیٰ کے ساتھ قرار ہے اور اس مرتبہ میں حق عبد کے درمیان فرق ہوتا ہے

رباعی

معشوق کہ شد ز کارہا عاشق من — دی گفت نہ لعاشقی لائق من

وصل است ز من کام تو آری ہستی — تو عاشق کام خویشی نے عاشق من

Marfat.com

ترجمہ۔ معشوق جو میری مرادیں بر لانے میں رکاوٹ کا باعث ہوا مجھ سے کہنے لگا۔ کہ تو میری عاشقی کے لائق نہیں۔ کیونکہ تو اپنے مطالب و مقاصد کا عاشق ہے۔ میرا عاشق نہیں

لامعہ۔ وہ مرتبہ جس میں مقصود صرف ذاتِ حق ہے۔ ارفع و اعلےٰ ہے۔ اور وہ حق تعالےٰ کی محبت ہے جس میں نفسانی الاَنش کا تعلق نہو۔ مثلاً مرادیں۔ دنیوی نعمتیں۔ ملبوسات۔ اونٹ۔ گھوڑے حور و قصور اور غلمان وغیرہ کی خواہشیں۔ وقوف مع الحق (تعلق باللہ) اور وقوف مع النفس (نفسانی خواہشات) میں بڑا فرق ہے۔ دوسری قسم کا عاشق طالبِ مراداتِ دنیوی و لذاتِ اخروی ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کو ان مرادات کے حصول کا ذریعہ بناتا ہے۔ اس بات سے بڑھکر خسارے کی بات کونسی ہے کہ مطلوبِ اعلیٰ کو دنیوی خواہشات کا تابع کردے۔ اور مقصودِ حقیقی کو مقاصدِ مجازی کا طفیلی قرار دیدے۔

آنم کہ وفائے دلبری خواست مرا ‏ ‏ کونین بہائے یکسر موآست مرا
شرمت بادا کہ ایچنیں حسن و جمال ‏ ‏ داری بہ طفیل دیگراں دوست مرا

ترجمہ میں وہ ہستی ہوں کہ ایفائے محبت میری عادت ہے۔ کونین کی قیمت میرے ایک بال کے برابر ہے۔ ایسے عاشق کو شرم کرنی چاہیئے۔ جو میرے اس حسن و جمال کے باوجود مجھے اپنے دوسرے مطالب و مقاصد کیلئے دوست رکھتا ہے۔

من شحنۂ شہر دلبری بس باشم ‏ ‏ زانبازی ایں و آں مقدس باشم
خوبانِ جہاں طفیل خوانِ تمند ‏ ‏ ہیہات کہ من طفیل کس باشم

یہ اشعار بھی معشوقِ حقیقی کی زبان میں ہیں کہتے ہیں۔

میں شہر دلبری کا سردار ہوں اور ایں و آں کی بازی سے مقدس ہوں۔ تمام حسینانِ جہاں میرے خوانِ نعمت کے توشہ چیں ہیں۔ افسوس کہ کس کا طفیلی بن گیا۔

لامعہ۔ مرتبۂ اول جو محبت ذاتی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً محبتِ اسمائی محبتِ صفاتی۔ محبت افعالی اور محبتِ آثاری۔ محبت اسمائی و صفاتی یہ ہے۔ کہ عاشق اپنے محبوب کی بعض صفات و اسماکو مثل انعام و اکرام۔ عزت و فضیلت۔ انکی متضاد صفات کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ اسے عطا ہوتے ہیں یا نہیں۔ محبت افعالی و آثاری یہ ہے کہ یہ

Marfat.com

محبت ان انعامات واکرام کے حصول کی خاطر ہو۔ یہ محبت معرضِ خطر و زوال میں ہوتی ہے جب محبوب اپنے مقاماتِ حمیدہ اور افعال پسندیدہ سے جو عاشق کی محبت کے مطابق ہوتے ہیں پیش آتا ہے۔ تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کے برعکس برتاؤ کرتا ہے۔ یعنی اس کی خواہش کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ تو پھر عاشق اس سے گریز کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیرن اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجہ

رُباعی

چوں یار وفا کند در آویزی　　در تیغِ جفا زند از و بگریزی

آبِ رخِ عاشقاں چرا میریزی　　کاش از سر کوئی عاشقی برخیزی

ترجمہ۔ اے عاشق جب یار وفا کرتا ہے تو تو اس سے لپٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ تیغِ جفا سے کام لیتا ہے۔ تو بھاگ جاتا ہے۔ اپنی اس حرکت سے تو عاشقوں کو کیوں بدنام کرتا ہے۔ کاش تو کوئے عاشقی سے کنارہ کر لے۔

لامعہ۔ ادنیٰ مراتب میں سے ادنیٰ مرتبہ محبتِ آثاری کا ہے۔ اور وہ اشیا کے جمال سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کی سند اس بات سے ملتی ہے کہ کائنات میں حسن ہی حسن کی جلوہ گری ہے۔ اور اس سے بھی کہ ذاتِ حق کی روح بمصداق آیت فنفخت فیہ من روحی جسدِ انسانی میں موجود ہے۔ درحقیقت یہ سرِ وحدت کا ظہور کثرت میں ہے۔ اس ظہور کی دو صورتیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ ظہورِ باطنی کا مشاہدہ اولیائے کاملین کی صفات تناسب و عدل اخلاق و اوصاف سے ہوتا ہے۔ جس کا مزید ظہور ان کے مریدین کی ارادت و محبت میں ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنا اختیار و ارادہ اسکے اختیار و ارادہ میں ضم کر دیتے ہیں۔ ظہور کی دوسری صورت صوری یا ظاہری ہے۔ جو روحانی نہیں ہے۔ بلکہ جسمانی اعضاء اور اجزا کے تناسب اور حسن و جمال و لطافتِ طبع وغیرہ میں ظاہر ہے۔

انسانی اجساد میں صفتِ جمال کا مشاہدہ کرنے والوں کے چار طبقات ہیں۔ طبقہ اول میں وہ نفوسِ طیبہ شامل ہیں۔ جو روشن ضمیر اور غلباتِ شہوت سے پاک و صاف ہوتے ہیں اور ان کے پاک قلب طبیعت بشری سے منزہ و مبرا ہوتے ہیں۔ اور وہ مظاہر کائنات میں سوائے مشاہدۂ

Marfat.com

حق کے کسی کا جلوہ نہیں دیکھتے اور کائنات کے مختلف آئینوں میں جمال مطلق کے سوا نہیں کچھ نظر نہیں آتا ان کا عشق ظاہری صورت کے حسن و زیبائی تک محدود نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ کائنات کی ہر شے کی ہر شکل اور صورت کو ذات حق سے منسوب کرتے ہیں۔

مہ بینم و روی تو ام یاد دہد　　گل را بویم ز بوئے توام یاد دہد
چوں زلف بنفشہ را زند برہم باد　　آشفتگی موی توام یاد دہد

ترجمہ۔ جب چاند کو دیکھتا ہوں تو تیرا رخ انور یاد آجاتا ہے۔ اور جب پھول کو سونگھتا ہوں تو تیری یاد آتی ہے۔ جب چمن میں گل بنفشہ کے پر و بال دیکھتا ہوں تو تیری زلف پریشاں یاد آجاتی ہے۔

رباعی

عارف ز وجود خویش است الحق　　در بحر شہود حق بود مستغرق
بر خود حجب حسن مقید زدہ شق　　حیراں شدہ در نور جمال مطلق

ترجمہ۔ حقیقت یہ ہے کہ عارف اپنے وجود سے نجات حاصل کر چکا ہے۔ اور شہود حق میں مستغرق ہو گیا ہے۔ اس نے حسن مقید کے تمام پردے چاک کر دیئے ہیں اور جمال حق کے مشاہدہ میں غرق حیرت ہے۔

دوسرا طبقہ ان پاکبازوں کا ہے۔ جن کے نفوس مجاہدہ و ریاضت کے ذریعہ یا بغیر مجاہدہ و ریاضت کے اشیا کی کثرت اور ظلمت و کدورت طبع سے بالاتر ہو کر صاف و شفاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ کثرت اور طبیعت کے اثرات پوری طرح زائل نہیں ہوتے۔ اور حقیقت مطلقہ کا ادراک ان کو بغیر ان کا مشاہدہ کئے ا　معیسر نہیں آتا تاہم حسن بشری سے (مجازی) جو کہ مظہر اتم ہے جمال قدرت کا۔ ربط کی وجہ سے آتش عشق اور شورش شوق ان کے دلوں میں شعلہ زن ہوتی ہے جس سے اشیا کی شناخت کی تمیز ان سے رخصت ہو جاتی ہے۔ اور وصل و اتحاد کا جذبہ موجزن ہوتا ہے بشری تعلق اور میلان اس سے منقطع ہو جاتا ہے حسن مجازی کے مشاہدے سے حسن حقیقی کا ان پر غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور عشق مجازی عشق حقیقی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

بس کس کہ بدید روی خوباں طراز　　افتادہ ز داغ عشق در سوز و گداز

Marfat.com

در مجلس اہلِ ذوق شد محرمِ راز　　　نوشید مئے حقیقت از جامِ مجاز

ترجمہ۔ جو شخص محبوبانِ فتنہ طراز کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ شورشِ عشق کی وجہ سے پیچ و تاب کھانے لگتا ہے۔ وہ اہلِ ذوق کے مجمع میں محرم راز کہلاتا ہے۔ اور مجاز کے ساغر میں شرابِ حقیقت پیتا ہے۔

تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو ترقی سے محروم رہ گئے ہیں۔ اور حقیقت اور ان کے درمیان حجاب حائل ہے۔ چنانچہ بزرگوں نے ایسی حالت سے پناہ مانگی ہے۔ ان کا مقولہ ہے کہ نعوذ باللہ من النکر بعد التعرف ومن الحجاب بعد التجلی (ہم پناہ مانگتے ہیں اس گمراہی سے جو عرفان کے بعد ہو اور اس حجاب سے جو تجلی کے بعد ہو) اور حسنِ مجازی سے انکا تعلق صرف صورت تک محدود رہتا ہے۔ اگرچہ ان کو محدود قسم کا کشف و شہود حاصل ہوتا ہے۔ اور ان کا تعلق حسن حقیقی سے منقطع ہو کر حسنِ مجازی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اسی کشمکش میں مبتلا رہتا ہے اسکا ظاہری صورت سے رجوع اور حجابات کا حائل ہونا اس کے لئے فتنہ و آفت اور دین و دنیا میں خسارہ کا موجب ہوتا ہے۔ خدا ہمیں اور تمام صالحین کو ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔

در ماند کسے کہ بست در خوباں دل　　　وز مہر بتاں نگشت پیوندہ گسست
در صورت گل معنی چناں دید و بماند　　　پائے دل او تا قیامت در گل

ترجمہ۔ جس شخص نے حسینانِ مجازی کے ساتھ دل لگایا۔ اور ان کی محبت کے رشتہ کو نہ توڑا اور ہر شکل میں مشاہدہ سے اسکی یہی حالت رہی تو قیامت تک اسکا دل گمراہی کی دلدل میں پھنسا رہتا ہے۔

رُباعی

اے خواجہ ز حسن خاکیاں خود را کن　　　آہنگ جمالِ اقدس و اعلیٰ کن
تا چند در آب چاہ می بینی ماہ　　　رہ تافت ز اوج چرخ سر بالا کن

ترجمہ۔ اے خواجہ (اے انسان) اپنے آپکو حسنِ مجازی کے پھندے سے بچا اور دل میں حسن حقیقی کی خواہش پیدا کر۔ تو کب تک کنوئیں کے پانی میں۔ چاند کا عکس دیکھتا رہے گا۔ یعنی کب تک حسن حقیقی کو حسن مجازی میں دیکھنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ اصلی

Marfat.com

چاند آسمان پر چمک رہا ہے۔ اس کا مشاہدہ کر

طبقہ چہارم میں وہ لوگ شامل ہیں جن کا نفس امارہ ابھی تک نہیں مرا۔ اور انکی آتش شہوت ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ اور وہ طبقہ اسفل السافلین میں داخل ہو گئے۔ اور بہیمیت کے قید خانہ میں گرفتار ہیں رحمت ان کے قلوب سے خارج ہو چکی ہے۔ رقت و لطافت کی خصوصیات ختم ہو چکی ہیں انہوں نے محبوبِ حقیقی کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ اور محبوبانِ مجازی سے دل لگا لیا ہے۔ نفسانی خواہشات کے غلام بن گئے ہیں۔ ہوا و ہوس کا نام عشق رکھ لیا ہے افسوس صد افسوس۔

- رُباعی -

ایشاں زکجا و عشق بازی زکجا ۔۔۔ ہندو زکجا زبانِ تازی زکجا
چوں اہل حقیقت سخن عشق کنند ۔۔۔ بیہودہ ایں قوم مجازی زکجا

ترجمہ۔ ان لوگوں اور عاشقوں میں کیا نسبت۔ ہندو زبان عربی کو کیا جانیں۔ اہل حقیقت تو عشق حقیقی کی بات کرتے ہیں۔ یہ فدائیان مجازی کی بیہودہ قوم کہاں سے آگئی۔

رُباعی

قومی کہ نیامدند در عشق تمام ۔۔۔ خوانند ہوائے نفس را عشق بنام
کے شاید در حرم عشق مقام ۔۔۔ خود ہست بر ایشاں سخن عشق حرام

ترجمہ۔ وہ لوگ جو اس عشق کے نام تک سے واقف نہیں ہیں۔ انہوں نے نفسانی خواہشات کو عشق کا نام دے دیا ہے حرم عشق میں انہیں کیسے مقام حاصل ہو سکتا ہے جبکہ عشق ان پہ حرام ہے۔

رُباعی

عشق ار ز کمال نسل آدم بودی ۔۔۔ آوازۂ عشق در جہاں کم بودی
در شہوۃ نفس عشق بودی خر و گاو ۔۔۔ سر دفتر عاشقانِ عالم بودی

ترجمہ۔ اگر عشق نسل آدم کے کمالات میں سے نہ ہوتا۔ تو دنیا میں عشق کا غلغلہ بلند نہ ہوتا۔ اور اگر عشق شہوت کا نام ہوتا۔ تو گائے اور گدھے عاشقوں میں سر فہرست ہوتے۔

Marfat.com

ترجمہ۔ پاکبازان محبت کی حالت کو خسیس اور ادنےٰ درجے کے لوگوں کی حالت پر قیاس نہ کرنا چاہیے۔ اس آگ میں جو حضرت کلیم اللہ نے کوہِ طور پر دیکھی۔ اور اس آگ میں جو گھر جلا دیتی ہے عظیم فرق ہے۔

رُباعی

احکام طبیعت کہ بود گونا گوں — نحس است یکے را یکے میموں
در قصہ شنیدہ باشی از نیل کہ چوں — بر سبطی آب بر قبطی خوں

ترجمہ۔ طبائع کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ یہ کسی کے لیئے نحس ہوتی ہے۔ اور کسی کے لیئے متبرک۔ کیا تم نے دریائے نیل کے قصہ میں یہ نہیں سُنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے دریا میں پانی تھا۔ اور فرعون کیلئے وہ پانی خون بن گیا۔

لامعہ۔ محبت کے پانچ اسباب ہیں۔ اول محبت نفس (اپنی ذات کی محبت) اور اس کے وجود و بقا کی محبت۔ اس وجہ سے کہ ہر شخص اپنے وجود کی بقا کا خواستگار ہے۔ اور یہی کوشش کرتا ہے۔ کہ اسے ہر کام میں فائدہ حاصل ہو۔ اور نقصان دہ چیزوں سے محفوظ رہے۔ تاکہ اس کا وجود قائم رہے۔ چونکہ انسانی وجود کی بقا ایک فطری جذبہ ہے۔ اس لیئے جو ہستی وجود عطا کرنے والی ہے۔ اور اس کو بقا بخشنے والی ہے۔ اس سے بھی بطریقِ اولیٰ محبت لازمی ہے ایک شخص گرمی سے بچنا چاہتا ہے۔ تو وہ درخت کے سایہ کو دوست رکھتا ہے۔ مگر درخت کو دوست نہیں رکھتا جس سے سایہ پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن وہ ایسا بے خبری میں کرتا ہے۔ اس طرح ایک جاہل بھی حق تعالیٰ کو دوست نہیں رکھتا حالانکہ اس کی محبت اس کی معرفت کا ثمرہ ہوتا ہے۔

رُباعی

تا کے بہوائے خویش یک دل باشی — وز حق ببقائے نفس مائل باشی
اے بُردہ بسایہ درخت دریا درخت — سہل است کہ از درخت غافل باشی

ترجمہ۔ اے انسان تو کتنک اپنی نفسانی خواہشات کا غلام رہے گا۔ تو بقائے نفس کے لیئے حق تعالےٰ کی طرف رجوع بھی کرتا ہے۔ گویا تو نے اپنا تمام ساز و سامان درخت کے سایہ میں رکھ دیا ہے۔ لیکن خود درخت سے جو سایہ فگن ہے غافل ہے۔

Marfat.com

لامعہ ۔ محبت آثاری کے ادنیٰ ترین مراتب میں شہوانی محبت ہے ۔ یہ محجوبی کی نسبت ہے اس حالت میں انسان نے نفس کی غلامی اور طبیعت کی قید سے نجات نہیں پائی ۔ کشف و مشاہدہ کے انوار سے اس کا دل محروم رہا ۔ نفسانی خواہشات اور تمناؤں کے سوا اس کا نہ کوئی مطلوب ہوتا ہے ۔ نہ مقصود ۔ وہ جو کچھ کسی کو دیتا ہے ۔ تقاضائے نفسانی کے تحت دیتا ہے ۔ اور جو کچھ کسی سے لیتا ہے ۔ اس میں بھی نفسانی خواہش کا دخل ہوتا ہے لیکن اہل اللہ یا اصحاب کشف و کرامات ہیں انکی نسبت اسم الٰہی "یا ظاہر" کی تجلیات سے ہوتی ہے ۔ اسم الٰہی "یا ظاہر" کی تجلی کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے شہود اعظم کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ جن علماء و عرفا نے اسم "یا ظاہر" کی تجلی کی مذمت کی ہے ۔ ان کی مراد ان بہیمی صفات سے ہے ۔ جو اہل حجاب سے متعلق ہیں ۔ الا تریٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف قال حبب الی من دنیاکم ثلث النساء والطیب وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ مع انہ اکمل الوریٰ وانزل من شانہ ـــ ما زاغ البصر وما طغیٰ ـــ جیسا کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ کہ تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں ۔ عورت خوشبو اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ۔ باوجود اس کے کہ آپ کی شان مازاغ البصرہ وما طغیٰ ہے ۔ (جسکا مطلب یہ ہے کہ جب آپ معراج پر تشریف لے گئے ۔ تو آپکی توجہ براہ راست ذات حق کی طرف تھی ۔ نہ آپ کی آنکھ مشاہدہ ملائک کی جانب منعطف ہوئی ۔ اور نہ حور و قصور کی طرف) اس حدیث کی شرح اور اس محبت کا راز فصوص الحکم میں مذکور شدہ حکمت فردیہ کے باب میں یوں بیان کیا گیا ہے فمن اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ (جو شخص اللہ تعالےٰ کے متعلق جاننا چاہتا ہے ۔ تو اسے اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے) یہاں یہ تنبیہ آئی ہے ۔ کہ جس چیز سے اہل اللہ گریز کرتے ہیں وہ طبعی شہوت ہے ۔ نہ کہ حقیقی ۔ تاکہ وہ لوگ جو حقیقت سے حجاب میں ہیں وہ اس طائفہ بزرگان کے حال کو اپنے اوپر قیاس نہ کریں ۔ اور نہ اپنے آپکو تباہی اور انکار کے گڑھے میں نہ دھکیل دیں ۔

رُباعی ۔

خوش نیست قیاس پاکبازان کریم ۔۔۔ در شہوۃ از نفس خسیسان لئیم ۔
زان آتش میان فرو نرگس دید کلیم ۔۔۔ تا آتش خانہ سوز فرقت عظیم

Marfat.com

دوسرا سبب منعم اور محسن کی محبت ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر منعم اور محسن کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے اور اسی طرح ہر منعم کو انعام دینے والا بھی وہی ہے۔ اس وجہ سے کہ حق تعالےٰ ہر منعم کے دل میں لوگوں کی بھلائی اور خیر کا خیال ڈال دیتا ہے۔ انسان کی خیریت اسی میں ہے کہ یہ سمجھ لے منعم مجازی سے بہتر منعم حقیقی ہے اور یہ جذبہ عطاو بخشش منعم حقیقی کا بخشا ہوا ہے جسے وہ ترک نہیں کر سکتا پس حق سبحانہٗ کی محبت ہر منعم اور محسن کی محبت سے ارفع و اعلیٰ ہے

بیں نعمت ازاں کس نعمت دیدن ازوست　　گو شکر کسے کہ شکر ورزیدن ازوست
بخشش از خدائے واں کہ در ملک وجود　　بخشندہ بخشیدہ و بخشیدن ازوست

ترجمہ۔ اے انسان نعمت عطا کرنے والی اس ہستی کو دیکھ جو حقیقتاً منعم ہے۔ اور شکر بھی اس ہستی کا کر جو واقعی شکر کے لائق ہے۔ اس کائنات میں منعم حقیقی چونکہ حق تعالیٰ ہے اس لئے جو بھی منعم اور عطا کرنے والے ہیں اور جو کچھ وہ عطا کر رہے ہیں یہ سب اسی ذات کی بخشش و عطا ہے۔

تیسرا سبب صاحبِ کمال کی محبت ہے۔ ظاہر ہے جو شخص کسی صفتِ کمال سے موصوف ہو مثلاً علم، سخاوت، تقویٰ وغیرہ وہ صفت کمال محبت کا موجب ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ ہستی جو دنیا کے تمام کمالات مکارم اخلاق، محامد و اوصاف کا منبع ہے۔ سب سے زیادہ محبت کے لائق ہے۔

رُباعی

ہر بت کہ کند کمان زیبائی زہ　　صد دل شدہ پیش باشد ش از کہ و مہ
اے جملہ بتان تو بلک از جملہ خرہ　　چوں دل ندہم ترا خود انصاف بدہ

ترجمہ۔ ہر بت جو اپنے حسن و جمال کی کمان کھینچتا ہے تو چھوٹے بڑے سب اس کے سامنے اپنا دل پیش کر دیتے ہیں۔ اے محبوبِ حقیقی جب تمام محبوبانِ مجازی کا خالق تو ہے۔ تو اب خود بتا کہ میں دل تیرے حوالہ کیوں نہ کروں۔

چوتھا سبب خوبصورتی اور حسن و جمال کی محبت ہے۔ چونکہ محبوبانِ مجازی کا حسن و جمال محبوب حقیقی کے حسن و جمال کے عکس یا پرتو سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اور آب و گل اور

Marfat.com

گوشت پوست کے حجابات کے پیچھے حسن وجمال حقیقی جلوہ گر ہے۔ اس لئے ہماری محبت کا سب سے زیادہ مستحق جمیل مطلق ہے۔

رُباعی۔

گر جلوہ گر از عارضِ گلگوں باشی　　گر خندہ زن از لولوی مکنوں باشی
در پردہ چنیں لطیف وموزوں باشی　　آں لحظہ کہ بے پردہ شوی چوں باشی

ترجمہ۔ اے (محبوبِ حقیقی) تو کبھی محبوبانِ مجازی کے عارض گلگوں میں جلوہ گر ہے اور کبھی محبوبانِ مجازی کے چھپے ہوئے موتیوں (دانتوں) کی صورت میں خندہ زن ہے جب تو پس پردہ اس قدر حسین ہے۔ تو معلوم نہیں کہ پردہ اٹھنے کے بعد کیا قیامت ڈھائے گا۔

پانچواں سبب وہ محبت ہے جو معرفت وروحانیت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس معرفت کا انحصار اس روحانی تعلق پر ہوتا ہے۔ جو طالب ومطلوب کے درمیان ہوتا ہے۔ اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے۔ کہ دونوں کے مزاج میں کسی قدر مماثلت اور یکسانیت ہوتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ اولیائے کرام کے مدارج ومراتب کا فرق بھی ان کے مزاج کے فرق کے مطابق ہوتا ہے۔

فالاقرب نسبۃ اعتدال الحقیقی یستلزم قبول روح اشرف واعلیٰ والابعد بالعکس فی الجنۃ ونزدل الدرجہ

ترجمہ۔ سب سے قریبی اور اعلیٰ النسبت کیلئے یہ لازم ہے کہ اشرف واعلیٰ روح کو قبول کیا جائے۔ ورنہ اس کے برعکس ہوگا جنت میں بھی اور درجہ کے کم تر ہونے کے حساب سے بھی۔

لہذا جب دو اشخاص کے مزاج شرف اور بزرگی میں یکساں ہوں۔ تو اس سے انکا باہمی اتحاد وقرب زیادہ ہوتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی معرفت بھی زیادہ ہوتی ہے نیز دونوں کے درمیان محبت کا رشتہ استوار ہوتا ہے۔ اور معرفت بھی محبت کا موجب بنتی ہے۔ اور پھر چونکہ حق تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ اس لئے اسکی محبت سب محبتوں سے بڑھ

Marfat.com

جاتی ہے۔

رُباعی

اے رفتہ بعشق داستانے من وتو　　در مہر ووفا یکیست جانِ من وتو
من بندۂ آں یگانہ کز عہد ازل　　زو فاست یگانگی میانِ من وتو

ترجمہ۔ اے محبوب میرے اور تیرے درمیان عشق کی داستانیں مشہور ہیں۔ مہر ووفا میں میری اور تیری جان برابر ہے۔ میں ایسے یگانۂ روزگار کا بندہ ہوں کہ روزِ اول سے اسکی وفا نے تجھ مجھ کا فرق مٹا دیا ہے۔

لامعہ۔ تمام علماء وعرفا کے امام حضرت شرف الدین ابو حفص عمرو بن علی بن سعدی المعروف بن فارض المصری قدس سرہ جن کا ذکر ملائے اعلیٰ میں جاری وساری ہے۔ فرماتے ہیں

شربنا علی ذکر الحبیب مدامۃ　　سکرنا بہا من قبل ان یخلق الکرم

ترجمہ۔ ہم اس وقت سے ذکر حبیب کی شراب کے پیالے پی رہے ہیں۔ اور مست ہو رہے ہیں جب خود انگور کا درخت بھی ابھی پیدا نہیں ہوا تھا۔

خواجہ گل محمد اس شعر کی شرح یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے محبوب کے ساتھ شراب محبت کے پیالے اس محبوبِ حقیقی کی یاد میں پئے جو عشق ومحبت کا سرچشمہ ہے۔ اور اس شراب سے ہم اس وقت بیخود ہوئے جب درخت سے انگور ہی پیدا نہیں ہوئے تھے۔

رُباعی

روزیکہ مدار چرخ و افلاک نہ بود　　آمیزش آب آتش وخاک نبود
بریاد تو مست بودم و بادہ پرست　　ہر چند نشان بادۂ تاک نبود

ترجمہ۔ جب نہ فلک تھا۔ نہ گردش فلک نہ اربع عناصر۔ یعنی آب و باد و آتش وخاک کا وجود میں تیری یاد میں مست و بادہ پرست تھا حالانکہ اس وقت تک شراب اور خوشۂ انگور کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

رُباعی

مائیم زجان عشق تو جرعہ کشاں　　بر جرعہ کشاں خود گذر جرعہ فشاں

Marfat.com

بریاد تو آں صبح صبوحی زدہ ایم　　کز تاک نشاں نبود از تاک نشاں

ترجمہ۔ ہم تیرے جامِ عشق کے جرعہ کش ہیں۔ ذرا اپنے جرعہ کشانِ محبت کے پاس آکر تو جرعہ فشانی کر۔ ہم تیری یاد سے صبحِ ازل سے صبوحی (صبح کی شراب) کے پیالے پی رہے ہیں۔ حالانکہ اس وقت نہ شراب تھی اور نہ انگور کا نشان۔

لامعہ۔ حق تعالےٰ کی دو تجلیاں ہیں۔ ایک علمی وعینی ہے۔ جس سے مراد وجودِ حق کا ظہور ہے۔ اعیان ثابتہ اور قابلیت واستعداد کی صورت میں۔ اس تجلی میں جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ظاہری شکل میں ظہور میں نہیں آتیں۔ اور ان صورتوں میں کمالات مثلاً علم معرفت اور عشق و محبت وغیرہ مخفی طور پر موجود ہوتے ہیں۔ دوسری تجلی وجودی وشہودی ہے جس سے مراد وجودِ حق کا ظہور ہے۔ اس استعداد وقابلیت کے مطابق جو اعیانِ ثابتہ میں ودیعت کی گئی تھیں۔ یہ ظہور روحانی مراتب میں بھی ہوتا ہے۔ اور مثالی وجسمانی مراتب میں بھی۔ اس تجلیٔ ثانی کا انحصار تجلیٔ اول پر ہوتا ہے اور اس میں ان کمالات۔ استعدادات اور قابلیات کا ظہور ہوتا ہے جو تجلیٔ اوّل میں مخفی طور پر موجود تھیں۔

رُباعی۔

ماراطلب دنیا نہ دادی زآغاز　　پس برحسبِ طلب کرم کردی باز

اینہا ہمہ چیست تا کنی گنج نہاں　　برخلق جہاں عیاں زگنجینۂ راز

ترجمہ۔ اے محبوب تو نے روزِ ازل سے ہی ہم کو طلب دنیا نہ عطا کر دیئے ہیں اور اسی طلب کے موافق تو ہم پہ کرم فرماتا ہے۔ یہ ساری کائنات کیا ہے؟ یہ وہی بخشش وعطا ہے۔ جس کے ذریعہ مخفی خزانہ ہمیں عطا کیا گیا ہے۔

پس ہو سکتا ہے۔ کہ ابن الفارض کے قول　　میں جس مداومت کا ذکر ہے اس سے مراد محبت ذات ہو۔ اور شراب مدام اس محبت کے قبول کی استعداد ہو۔ جو مرتبۂ اعیانِ ثابتہ میں مندرج ہے۔ اور ذکرِ حبیب سے مراد حق تعالےٰ کی تجلّی علمی وعینی ہو۔ قابلیت واستعداد کی صورت میں۔ اس صورت میں ذکرِ حبیب میں جو اضافت　　ہے۔ وہ اضافت مقدر ہو گی۔ اپنے فاعل کے ساتھ۔ سُکر سے مراد استعداد سُکر ہے۔ اعیانِ ثابتہ کے مرتبہ میں۔ یا اس سے مراد

Marfat.com

حقیقت شکر بھی ہو سکتی ہے۔ دوسرے مراتب میں جو اس سے پست تر ہوں۔ لفظ کرم (انگور) سے مراد کثرت وجود علمی ہے یعنی اعیان ثابتہ کی صورت میں حق تعالٰے کی تجلی عینی و علمی کے مطابق ہمارے اندر وہ قابلیت اور استعداد موجود تھی۔ چنانچہ محبت ذاتی میں شراب سے مراد ہماری وہی استعداد ہے۔ اس مرتبۂ اعیان ثابتہ میں۔ یا حقیقت شکر ہے۔ زیر مراتب ظہور میں۔ اور یہ طاقت قبول اور استعداد بھی وجود علمی کی کثرت ظہور میں موجود تھی۔

رباعی۔

خوش آنکہ برون ز عالم سر و علن ۔ نہ راحت روح بود نہ زحمت تن
در زاویۂ کتم عدم کردہ وطن ۔ من بودم و عشق و تو و تو و من

ترجمہ۔ کیسا اچھا وہ وقت تھا جب ہم عالم ظاہر و باطن سے باہر تھے۔ نہ روح کی راحت تھی۔ نہ تن کی زحمت۔ ہمارا وطن ملک عدم تھا۔ بس اس وقت تیرا عشق تھا اور میں۔

نیز یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ شراب مدام سے مراد صفت محبت کے ساتھ تحقق ہو۔ عالم ارواح میں۔ اس صورت میں ذکر حبیب کی اضافت، اضافت مصدر ہو گی۔ اپنے مفعول کے ساتھ اور سکر سے مراد حقیقت سکر ہو گی یعنی تحیر اور بیخودی جو کاملین کی ارواح کو حق تعالٰی کے مشاہدۂ جمال و جلال میں لاحق ہوتی ہے یعنی جان و تن یا ارواح و ابدان سے پہلے کی محبت کی مستی اور حیرت جو مشاہدۂ جمال و جلال حق تعالٰے میں تھی۔

رباعی

زاں پیش کہ خضر جاں قدم در ظلمات ۔ در چشمۂ تن رواں شود آب حیات
خوردیم مے عشق ز خمخانۂ ذات ۔ بے کام و دہاں ز جام اسماء و صفات

ترجمہ۔ خضر جاں کے بحر ظلمات میں داخل ہونے سے بھی پہلے۔ ابھی چشمۂ تن میں روح کا آب حیات جاری بھی نہ ہوا تھا۔ ہم نے میخانۂ ذات سے عشق کی شراب پی اور حلق اور منہ کے بغیر اسمائے صفات کے جام نوش کئے۔

سوال۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے۔ کہ دوسری توجیہ موقوف ہے۔ ارواح کے ظاہری اجسام

میں داخل ہونے سے قبل پر تو یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حکماء کا فیصلہ ہے۔ کہ ارواح کا وجود اجسام کے مزاج اور بناؤ سنوار کے بعد عمل میں آیا ہے۔

امام غزالی کا بھی یہی خیال ہے اور اس حدیث ان اللہ تعالے خلق الارواح قبل الاجساد بالفی عام میں ارواح سے مراد ارواحِ ملائکہ کے نفوس ہیں جو سلسلۂ وجود میں سب سے پہلی مخلوق ہیں۔ اور علماء کے نزدیک عقول و نفوس سے مراد اجسامِ عالم ہیں، مثلاً عرش و کرسی۔ افلاک و انجم و عناصر وغیرہ۔

جواب:۔ اس کا جواب شیخ کامل و محقق حضرت صدرالدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض رسائل میں مفصل اور واضح طور پر لکھا ہے۔ کہ وجودِ نفوس جزئیہ جو عام انسانوں کو حاصل ہے مزاج کے حصول کے بعد ملا۔ اور نفوس کلیہ انسانیہ یعنی کاملین کا وجود اس امتزاج سے قبل حاصل ہوا۔ شیخ صدرالدین قونوی اپنے شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم سے نقل کرتے ہیں

ترجمہ:۔ ان کے بدن کے اجزا کی تدبیر علم و شعور کے اجتماع سے قبل ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔ یہ حال وجودِ کلیہ کے اصحاب کا ہوتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کے نفوس جزیہ ہوتے ہیں ان کا یہ حال نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے کہ نفوسِ جزئیہ کا تعین امتزاج کے بعد ہوتا ہے۔ بمطابق انکی استعداد کے۔ اس سے پہلے ان کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ جب تک ان کے نفوس کا امتزاج علم اور شعور کے ساتھ نہ ہو جائے۔

شیخ اکبر کے اس کلام سے نفوسِ کلیہ کی ماہیت سمجھ میں آ جاتی ہے۔ نفوسِ جزئیہ اسکے برعکس ہیں۔ ان کی استعداد میں جزئیت سے ترقی کرنا اور عارضی صفات سے رہائی پانا مقدر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی اصل کی طرف عود کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ یہ اس وجہ سے ہے۔ کہ نفوسِ جزئیہ کیلئے بحیثیت جزئیت یہ بات محال ہے کہ اسے مبدءِ اول کا مشاہدہ نصیب ہو۔ تمام اہلِ شہود اس بات پر متفق ہیں کہ نفوسِ جزئیہ کلیات کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ ہاں وہ مجاہدات کے ذریعہ ترقی کر سکتے ہیں۔ اور کلیات کے مشاہدہ کے قابل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ معراج کے بیان میں

Marfat.com

بتایا جا چکا ہے۔ اتصالِ کلی کیلئے ان کی ترقی استعدادِ وجوب اور بصیرت کے مطابق ہوتی ہے حتی کہ ان کی عقلِ اول تک رسائی ہو جاتی ہے جس سے وہ اسی طرح مستفید ہوتے ہیں جس طرح عقل اول کے مشاہدہ کرنے والوں کو ہونا چاہیئے

سوال۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ یہ جو بعض حضرات نے ارواح جزئیہ کے وجود کے بعد حصولِ امتزاج کے متعلق دلائل قائم کیئے ہیں تو ان کے متعلق کیا کہنا چاہیئے۔ اس سوال کا جواب میں یہ دیتا ہوں کردہ دلائل ناتمام ہیں۔ اور ان کے ناتمام ہونے کا ثبوت اتنا کافی ہے۔ کہ تمام ارباب کشف و شہود کے مشاہدات جو مشکواۃ نبوت کا نتیجہ ہیں۔ ان کے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔

-رُباعی-

ہر چند کہ ہر دو را منتہی نام دلیل	در وحیِ جلیل کے رسد عقل علیل
ہیہات کہ پشہ را بود قوت پیل	گر پشہ چوں صاحب خرطوم است

ترجمہ۔ کمزور عقل کی وحی تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے خواہ تم ان دونوں کا نام دلیل یا ثبوت رکھ دو لیکن مچھر اور ہاتھی برابر نہیں ہو سکتے۔

لامعہ۔ اشیائے کائنات میں سے ہر شے حق تعالےٰ کے کسی نہ کسی اسم کو ظاہر کرتی ہے اور ساری کائنات حق تعالےٰ کے جملہ اسمائے حسنہ کا مظہر ہے لیکن تمام مظاہر میں تفضیل کا فرق ہے یعنی کون زیادہ افضل ہیں۔ اور کون کم افضل ہیں۔ اور حقیقتہ انسانیہ کمالیہ احدیہ جو جامع ہے جمیع مظاہر کی اسکے اندر اجزائے کائنات میں سے ہر جزو موجود ہے لیکن بر سبیل جمیعت واجمال نہ کہ بالتفصیل۔ بہ الفاظ دیگر ساری کائنات ایک مفصّل کتاب ہے۔ اور انسانِ کامل اس کتاب کا خلاصہ یا فہرست ابواب ہے۔

رُباعی۔

ابواب کتاب عالم وارکانش	ایزد کہ نگاشت خامۂ احسانش
در آخر کار نام کرد انسانش	بر لوح وجود زد رقمی فہرستی

ترجمہ۔ حق تعالیٰ نے یہ کتابِ کائنات اپنے قلم احسان سے تحریر فرمائی ہے۔

Marfat.com

اور اسکے مکمل و مفصل ابواب اور ارکان درج فرمائے ہیں۔ اور آخر میں ایک فہرست مضامین چھپاں کر دی ہے جسکا نام انسان ہے۔

پس ہو سکتا ہے۔ کہ لفظ شرب و سکرنا میں ضمیر جمع متکلم کا اشارہ انسان کی جامعیت مذکورہ کی طرف ہو۔ اور اس ضمیر جمع متکلم میں اور کوئی شریک، شرب و شکر نہ ہو۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اس شرب و سکر میں دوسروں کی شرکت بھی مراد ہو۔ یعنی کاملین و عارفین اور اقطاب کی ارواح جو شیخ اکبر کے ساتھ اس شرب و سکر میں شریک و حصہ دار ہوں۔

-رُباعی-

تنہا نہ منم زعشق تو بادہ پرست — آں کیست تو خود بگو کزیں بادہ برست
آں روز کہ من گرفتم ایں بادہ بدست — بودند حریفاں مے پرستانِ الست

ترجمہ۔ میں نے تیرے عشق کے جام تنہا نوش نہیں کیئے اے محبوب تو خود ہی بتا دہ کون ہے۔ جو اس شرابِ ازلی سے مست نہ ہوا ہو۔ جس روز میں نے یہ جام ہاتھ میں لیا تھا۔ میرے ساتھ مے پرستانِ الست کا ہجوم تھا۔

لہا البدر کاس وہو شمس یدیرہا — ھلال وکم یبدو اذا مزجت نجم
الکاس لاتسمی کاسًا الا فیہا الشراب — والشمس تطلق علی الجرم دعلی الضوا لبدر

ترجمہ۔ ان کیلئے ماہِ کامل ایک جامِ شراب ہے۔ جسے آفتاب (ذاتِ حق) گردش دے رہا ہے۔ ماہِ کامل بننے تک چاند کی جو صورتیں ہوتی ہیں۔ وہ کاسۂ بدر کو حرکت دینے کیلئے محبوب کے ہاتھ میں۔ حتیٰ کہ یہ فیض ستاروں تک پہنچ جاتا ہے۔ ہر پیالہ کو پیالۂ شراب نہیں کہہ سکتے جبتک اس میں شراب نہ ہو۔ اور یہ آفتاب عالمتاب ہی ہے۔ جو ماہِ کامل اور اجرامِ فلکی کو منور کر رہا ہے۔

رُباعی

ماہی است تمام جامِ مے مہر منیر — وآں مہر منیر را ہلال است مدیر
صد اختر رخشندہ ہویدا گردد — چو آتش مے ز آب شود لطف پذیر

ترجمہ۔ ماہِ تمام آفتاب عالمتاب کی طرف سے ایک جامِ مے کی صورت میں ظاہر

Marfat.com

ظاہر ہوا ہے۔ اور اس کو گردش دینے والا لطیف و نازک ہلال ہے۔ (جسکی تشبیہ دستِ ساقی سے دی جاسکتی ہے۔)

جب آتشِ شراب پانی میں مل کر لطف پیدا کرتی ہے، تو ہزاروں روشن ستارے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

لامعہ ۔ حقیقتِ محمدیہ جو صورت معلومیہ ذات ہے تعینِ اول کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اسکی صورت وجودی قلم اعلیٰ ہے حقیقتِ محمدیہ ۔ ذاتِ احدیتؒ کے ساتھ اس مرتبہ پر فائز ہے جس سے بڑے مرتبہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا حقیقتِ محمدیہ کو استفادہ نور کیلئے کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ بلکہ وہ تمام اشیا جو عالم میں ہیں حقیقتِ محمدیہ سے فیضیاب ہوتی ہیں ۔ چنانچہ حقیقت محمدیہ کا ذات احدیت سے فیضیاب ہونے اور پھر ایک واسطہ بن کر تمام اشیائے عالم کو فیض پہنچانے کی مثال چاند کی سی ہے ۔ جو آفتاب عالمتاب سے فیض حاصل کر کے تمام مخلوق کو فیضیاب کرتا ہے ۔

۔ رُباعی ۔

اے جان و دل آخر بچہ نامت خوانم ہم جانی و ہم دل بکدامت خوانم
چوں یافت شب تمام عالم زتو نور معذورم اگر ماہ تمامت خوانم

ترجمہ ۔ حقیقت محمدیہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ۔ کہ میں تجھے کس نام سے یاد کروں تو میری جان بھی ہے ۔ اور دل بھی ۔ چونکہ ساری کائنات میں تیرا ہی نور ہے ۔ اس لئے میں تجھے ماہِ تمام نہ کہوں تو کیا کہوں

۔ رُباعی ۔

دور مہ رخسار تو اے ماہِ تمام جامے است کز و خورم مے عشق مدام
از بس کہ فتادہ بخودم زیں مے و جام مے چیست نمی شناسم و جام کدام

ترجمہ ۔ اے محبوب (ماہِ کامل) تیرے رخِ انور کے دور جام سے ہی رات دن جام عشق نوش کر رہا ہوں اور اس مے نوشی میں اس قدر مست ہو گیا ہوں کہ اب میں یہ تمیز نہیں کر سکتا کہ شراب کیا ہے ۔ اور جام کیا ہے ۔ اس جام محبت کے

Marfat.com

دورچلانے والے اسمائے الٰہی اوصافِ ربوبیت ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

"مومن کا قلب حق تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے"

یہاں دو انگلیوں سے مراد ہلال یعنی ماہِ نو ہے جس کی مشابہت دو انگلیوں سے ہے اور انکی بدولت ہی دورِ جام چلتا ہے۔

رباعی۔

این بزم چہ بزم است کہ ارباب کمال — نوشند مئے محبت از جام جمال

بیں بر کف ساقی قدحے مالامال — بدرے کہ بود مدیرانِ چند بلال

ترجمہ۔ یہ بزم کیسی بزم ہے جس میں ارباب کمال محبت کی شراب جامِ جمال سے پی رہے ہیں۔ ساقی کے ہاتھ میں شرابِ محبت سے لبریز جام ہے۔ اور وہ جام ماہِ کامل کی مانند ہے جس کو گردش دینے کیلئے محبوب کی انگلیاں (ہلال) برسرکار ہیں۔

لامعہ۔ واصلین و کاملین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ حضرات ہیں جن کو درجہ کمال حاصل ہونے کے بعد دوسروں کی تکمیل کا کام نہیں سونپا جاتا۔ یہ لوگ شرابِ محبت سے مست و بے خود ہو کر بحرِ وصال میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اور علم و عقل سے فارغ اور احکامِ شریعت اور آدابِ طریقت سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ دیارِ حیرت میں زندگی گذارتے ہیں۔ چنانچہ جب خود ان کو اپنا ہوش نہیں رہتا۔ تو یہ دوسروں کی رہنمائی کیسے کر سکتے ہیں۔

رباعی۔

خوش وقت کسے کہ مے درین خمخانہ — از خم و سبو خورد نہ از پیمانہ

صد بار گرانیست شود عالم ہست — واقف نشود کہ ہست عالم یا نہ

ترجمہ۔ انکی خوش وقتی کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ میخانہ میں جام مے کے بجائے صراحی اور خم لنڈھاتے ہیں۔ اور اگر یہ جہان سو بار نیست ہو جائے۔ تو ان کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جہان ہے۔ یا نہیں۔

دوسری قسم ان حضرات کی ہے جو عشق کے جام پی کر مست تو ہو جاتے ہیں۔ لیکن مستی سے

Marfat.com

نکل کر پھر ہوشیاری میں آجاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر بحر ذات میں غرق ہونے کے بعد دوبارہ ساحل تفرقہ (دوئی) اور بقا پر پہنچ جاتے ہیں۔ احکام شریعت اور آداب طریقت کی پابندی کرتے ہیں۔ شراب محبت کو علم و معرفت کی ہوشیاری میں ملا کر بیشمار حباب پیدا کر دیتے ہیں اور ہر حباب ایک ستارہ بن کر چمکتا ہے۔ اور ہدایت خلق کا کام انجام دیتا ہے۔ ناظم قدس اللہ سرہٗ کے اس قول "و کم بید واز امزجت نجمی" سے یہی لوگ مراد ہیں۔

رباعی۔

ایں طائفہ اند مطلق از قید رسوم — فارغ شدہ ز اندیشۂ احوال و علوم

بر ظاہر شان لوامع نور ہدیٰ — الذین نجوم الشیاطین رجوم

ترجمہ۔ یہ وہ جماعت ہے۔ جو رسوم و قیود سے آزاد اور اپنے احوال اور علوم سے فارغ ہے۔ ان کے دلوں میں نور ہدایت کی شمع روشن ہے۔ اور شیاطین کو پتھر مارنے (رجم) کا کام نجوم سے لیتے ہیں۔

Marfat.com

لامعہ حدیث شریف کے بیان میں
جن کی تعلیم اور اجازت سلطان الاولیأ سے حاصل کی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محققین کے سلطان ۔ عارفین کے لئے برہان ۔ سالکوں کے دل کی روشنی ۔ اسرار ورموز کے واقف ۔ بہترین لوگوں کے مقتدا ۔ خلائق کے مرشد ۔ طریقۂ حق کو روشن کرنے والے ۔ جملہ عالم کے لئے اللہ تعالیٰ کا سایہ ۔ موحدین کے امام اور طالبانِ حق کے ملجا وماویٰ ۔ فلک حقیقت کے قطب اور دائرۂ طریقت کے مرکز حضرت شیخ محمد عاقل قدس سرہٗ نے ہمیں خبر دی اور فرمایا کہ ہمارے شیخ مولانا ۔ امام کامل ۔ شریعت وحقیقت کے جامع ۔ سنتِ نبوی کے زندہ کرنے اور بدعت سیئہ کے مٹانے والے ۔ دین وحق کے نور حضرت خواجہ نور محمد قدس سرہٗ نے ہمیں بتایا (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے نوازے) کہ ہمارے شیخ مولانا ۔ امام عارف باللہ ۔ شریعت وحقیقت کے جامع اور کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم شیخ فخر الدین محمد اورنگ آبادی ثم دہلوی ۔ والد محترم کی جانب سے صدیقی اور والدہ محترمہ کی جانب سے فاطمی اور مسلکاً حنفی اور شیخ نظام الدین غوری ثم اورنگ آبادی قدس سرہٗ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ ان کے فیوض سے ہمیں نوازے) کہ ہمیں ہمارے شیخ ۔ امام ۔ عامل کامل ۔ قرآن کریم کے حافظ محمد اسعد انصاری مکّی ثم اورنگ آبادی نے خبر دی اور فرمایا کہ ہمیں مردانِ خدا کے بزرگ ترین شیخ محمد طاہر بن شیخ محمد ابراہیم کردی شہرزوری مدنی مکّی نے خبر دی اور فرمایا کہ میرے شیخ اور والد محترم شیخ محمد ابراہیم کردی نے بتایا کہ یہ روایت صحیحہ حافظ ابن حجر کی اعلیٰ سند سے ہمارے ہاں منقول ہوکر پہنچی ہے اور میرے اور ان کے درمیان صرف تین واسطے ہیں اور ہمارے ہاں یہ روایت سماع کے طریق سے پہنچی ہے ۔ اور یہ روایت جسے وفات سے پہلے انہوں نے اجازت خاص سے اپنے مخصوص شاگردوں کو نوازا اور یہ روایت ہمیں حافظ سیوطی کی بھی اعلیٰ سند سے موصول ہوئی ہے اور ان کے اور ہمارے درمیان صرف تین واسطے ہیں اور ہمیں یہ روایت سماعاً پہنچی ہے اور یہ وہ روایت ہے جس سے انہوں نے وفات سے پہلے

Marfat.com

اجازت خاص سے اپنے مخصوص شاگردوں کو نوازا۔ ویسے اجازت عامہ کے لحاظ سے ان کے اور میرے درمیان صرف دو واسطے ہیں اور امام سیوطی کی اعلیٰ سند وہ ہے جس میں امام بخاری تک صرف آٹھ واسطے ہیں اور روایت داودی کی سند سے ہے۔ اس لحاظ سے میرے اور امام بخاری تک سماعاً اور اجازت خاص کے اعتبار سے حافظ ابن حجر کے واسطے سے گیارہ اور امام سیوطی کے واسطے سے بارہ اور اجازت عامہ اور امام سیوطی کی سند کے لحاظ سے گیارہ واسطے ہوں گے۔

امام بخاری کے ہاں سب سے اعلیٰ سند والی احادیث ثلاثیات کہلاتی ہیں۔ اور سب سے کم تر سند والی احادیث کو تساعی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے ہماری اعلیٰ سند حافظ ابن حجر کے واسطے سے ایک طریق سے حافظ سیوطی سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پندرہ اور حافظ سیوطی کے دوسرے طریقے سے سولہ واسطے ہوں گے۔ اور آج یہی سند عالی متصور ہوتی ہے۔ امام بخاری کی ثلاثیات کی تعداد بہ تحقیق حافظ ابن حجر ۲۲ احادیث ہیں۔ ہمارے لئے ایک صحیح ترین روایت حافظ ابوالفتوح کے سلسلۂ سند سے نقل کی ہے جس کے راویوں نے طویل عمریں پائی ہیں۔ اس سند کے لحاظ سے میرے اور امام بخاری کے درمیان آٹھ واسطے ہیں۔ یعنی میں اور امام سیوطی سنداً متساوی ہوئے۔ بہ الفاظِ دیگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ من حیث العدد گویا میں نے وہ روایت حافظ ابن حجر سے سنی ہے اور ان سے مصافحہ بھی کیا ہے۔ اور حضرت شیخ عبداللہ لاہوری جن سے ہم نے یہ روایت براہ راست سُنی انہوں نے اسے ابواسحاق تنوخی سے سنا اور ان سے مصافحہ بھی کیا۔ ان دونوں بزرگوں کی وفات کے درمیان دو سو بیاسی اور چند ماہ کا فاصلہ ہے۔ اس لئے کہ حضرت تنوخی کی وفات ۸۰۰ھ میں اور امام لاہوری کی وفات ۱۰۸۳ھ میں ہوئی۔ میری طرح جسے یہی سند ملی سند عالی متصور رہے گی۔ امام بخاری کی ثلاثیات ہمارے لئے اثنا عشریات اور ان کی رباعیات ثلاث عشریات کہلائیں گی۔ آج کے دور میں یہی سب سے عالی سند متصور ہوتی ہے۔ یعنی ان روایات میں جو صحیح سند کے ساتھ مروی ہوتی ہیں جن کی روایات کے متعلق ہر ایک کو یقین ہے کہ ان کی سند ہی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ ہماری سند ہر دو طریقوں سے عالی ہے مصافحہ و قلت عدد سے جو وابستہ ہوں وہ محدثین کے نزدیک صحت میں اعلیٰ درجہ کی حدیث سمجھی جاتی ہے۔ علو معنیٰ اور صحت سند بھی ہماری سند میں پائی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ واحد احد کی توفیق سے ہمیں نصیب ہوا ہے۔

Marfat.com

حافظ زین الدین عراقی ایک عربی نظم میں اس حقیقت کو یوں واضح کرتے ہیں ۔

ترجمہ :- حدیث کے ناقدین کے نزدیک حدیث کی عمدگی رجال حدیث کا قرب کا زمانہ نہیں بلکہ حدیث کے ارفع و اعلیٰ ہونے کا انحصار راوی کے حافظہ ۔ اس کی مضبوطی روایت اور صحت اسناد پر ہے ۔ ہاں جس حدیث میں مذکورہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں تو اسے غنیمت جانو اور یہی ہمارا مطلوب و مقصود ہے ۔

علامہ ابن الصلاح کا کہنا ہے کہ محدثین کے نزدیک سندِ حدیث کا اعلیٰ ہونا من حیث المعنیٰ بھی ضروری ہے ۔ اب ہم اللہ کی توفیق سے چالیس احادیث امام بخاری کی رباعیات عزیزی کی روایت سے وارد کرتے ہیں کہ وہ سماع کے لحاظ سے متصل ہیں ۔ ابوذر اپنے مشائخ میں سے صرف تین طریقہ حدیث پر اکتفا کرتے ہیں جو یہ ہیں :-

۱۔ طریق داؤدی ۔ (۲) طریق الحافظ ابوالفتوح (۳) طریق الکشتی و طریق ابوالوقت ۔

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے ابوذر کی روایات اولیات میں مضبوط ترین ہے ۔ اور داؤدی کی روایت جو انہوں نے حافظ ابن حجر سے لی ہے نیز ابوالفتوح کی روایت ہمارے لئے اعلیٰ روایات میں سے ہیں ۔ رہی کہشتی کی روایت جو انہوں نے محمد کے سلسلہ سے نقل کی ہے ایک مسلسل سند رکھتی ہے ۔ اور یہ روایت حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک کی وجہ سے متبرک ہے ۔ ابوالوقت کی روایت ہمارے ہاں متقی صوفیائے کرام کے سلسلہ سے منقول ہے اور یہ روایت بھی نہایت مقدس ہے کہ اس کے راوی اہل اللہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو مقدس فرمائے اور ہم پر ان کی برکات نازل ہوں

حضرت ابوذر کا طریق سند مندرجہ ذیل ہے ۔

ہمیں یہ روایت فقیہہ الصالح اسحاق بن محمد بن ابراہیم القاسم بن اسحاق بن ابراہیم المعروف کسلفہ ابن جمعان الصدیقی الدوائی الکلکی اسعد ثانی السیمنی الزبیدی نے بیان فرمائی ۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ۔ اس کے اکثر حصے ان کی مجلس میں سُنے گئے ، اور جو قرأت کے طور پر حاصل کئے وہ تھوڑے ہیں ۔ اس کے تقریباً دو جزو ہیں جسے ۵۲ مجلسوں میں پورا کیا گیا ۔ پہلی مجلس ۵ صفر سے شروع ہو کر ۳ ربیع الاول ۱۰۶۰ھ کو روضۂ مقدس پر ختم ہوئی ۔ اس سلسلے کی اجازت انہوں نے وصال سے پہلے عطا کی ۔

Marfat.com

جمعان (جیم پر زبر عین مہملہ ساکن) آپ کے دادا کا لقب ہے۔ یہ فقیہہ الصالح کی پندرھویں پشت میں ہیں اور ان کا اصلی نام عبداللہ ہے۔ یہ لفظ اصل میں جاع مان کا مخفف ہے۔ جس کے معنی ہیں شیطان پر غالب آیا۔ چونکہ کثیر الریاضتہ تھے اور بہت عرصہ تک بھوکے پیاسے رہے شیطان متعرض ہوا۔ آپ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس پر غالب آگئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لفظ جاع وہان تھا یعنی شیطان پر غالب آگئے۔

حضرت ابوذر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے فقیہہ صالح نے بالمشافہ بھی یہ روایت بتائی اور لکھ کر بھی دی۔ نیز فرمایا کہ یہ روایت مجھ سے میرے والد شیخ الاسلام و مفتی الانام شیخ جمال الدین محمد بن ابراہیم بن ابی قاسم بن اسحاق بن جمعان نے بیان فرمائی۔ انہوں نے اپنے دو چچاؤں امام جلیل شیخ الاسلام و مفتی الانام جمال الدین محمد بن ابی القاسم بن اسحاق بن جمعان اور شیخ الاسلام و مفتی الانام وجیہہ الدین عبدالرحمٰن بن ابی القاسم بن اسحاق بن جمعان سے بذریعہ قرأۃ حاصل کی۔ اور کئی بار تمام سندان سے پڑھی۔ انہوں نے اپنے والد شیخ الاسلام و مفتی الانام شرف الدین ابوالقاسم بن اسحاق بن جمعان سے کئی بار جملہ سندات قرأۃ کے ذریعہ حاصل کیں اور فرمایا کہ مجھے اس کی خبر شیخ علامہ شیخ الاسلام و مفتی الانام شرف الدین ابوالقاسم بن محمد الطاہر بن احمد بن عمر بن جمعان نے دی اور انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی شارخ الاعلام میرے شیخ اور والد فقیہہ الصالح علامہ جمال الدین محمد طاہر بن احمد بن عمر بن جمعان اور میرے شیخ علامہ فقیہہ برہان الدین ابراہیم بن ابی القاسم بن جمعان اور شیخ فقیہہ الصالح علامہ تقی الدین عمر بن محمد بن جمعان اور میرے شیخ اور چچا فقیہہ صالح علامہ صفی الدین احمد بن الطاہر بن جمعان نے روایت کی۔ پہلے اور دوسرے یعنی جمال الدین محمد و برہان الدین فقیہہ صالح زاہد ابی القاسم بن ابراہیم بن جمعان سے روایت کرتے ہیں اور تیسرے اور چوتھے یعنی تقی الدین اور صفی الدین فقیہہ صالح معمر عبداللہ بن عمر بن جمعان سے روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں یعنی ابوالقاسم وصالح عمر فقیہہ صالح ولی اللہ احمد بن عمر بن جمعان سے روایت کرتے ہیں۔ اور فرمایا ہمیں خبر دی فقیہہ برہان الدین ابراہیم بن عبداللہ نے۔ انہوں نے فقیہہ جمال الدین محمد بن موسیٰ الدوانی سے انہوں نے اپنے والد فقیہہ موسیٰ بن محمد الدوانی سے۔ انہوں نے فقیہہ برہان الدین عمر العلوی سے

Marfat.com

انہوں نے امام حافظ شہاب الدین احمد بن ابی الخیر بن منصور الشماخی سے ۔ انہوں نے اپنے والد فقیہہ ابی خیر بن منصور شماخی سے ۔ انہوں نے بڑے مشائخ اور بزرگ ترین علماء سے ۔ جیسے ابوبکر بن ابی احمد بن محمد الشرافی اور محمد بن اسماعیل الحضرمی اور بطال بن احمد الرکسی اور عبدالسلام بن عبدالمحسن الانصاری جن کا لقب امام المقام ہے ۔ اور سلیمان بن خلیل العقلانی اور یہ حضرات شیخ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابی الصیف الیمنی اور الشریف یونس بن یحییٰ بن ابی البرکات الہاشمی سے روایت کرتے ہیں ۔ اور یہ شیخ ابی الحسن بن حمید الطرابلسی سے روایت کرتے ہیں اور یہ شیخ ابی المکتوم عیسیٰ بن حافظ ابی ذر ابن احمد الہروی سے روایت کرتے ہیں ۔ اور یہ اپنے والد حافظ ابی ذر عبداللہ بن احمد الہروی سے ۔ وہ اپنے شیوخ ابی محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ السرخسی اور ابی اسحاق ابراہیم بن احمد بن المستملی وابی الہیثم محمد بن المکی بن محمد الکشمیہنی یہ حضرات ابی عبداللہ ابن محمد بن یوسف بن مطر الفربری سے یہ امام محمد بن اسماعیل بخاری سے ۔

امام داؤدی کا سلسلۂ روایت اس طرح ہے ۔

ہمیں یہ حدیث فقیہہ صالح المقری نورالدین علی بن محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن محدث الیمن ابو جیہہ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن عمر المعروف کسلفہ بن الابیع الشیبانی الیمنی الزبیدی سے لفظ بہ لفظ اور سماعاً روایت کی ۔ اور اس کا تھوڑا حصہ جس کے تقریباً دو جزو ہوں گے روضۂ مقدسہ کے قریب بیٹھ کر قرأت کے طور پر حاصل کیا (اللہ تعالیٰ اس کے شرف و کرامت میں اضافہ فرمائے) انہوں نے اپنے انتقال ۱۰۶۷ھ سے پہلے اس کی روایت کی اجازت بخشی اور انہوں نے اس روایت کو فقیہہ محمد بن الصدیق الخاص الیمنی الزبیدی سے بیان کیا اور انہوں نے اپنے والد صدیق بن محمد الخاص الزبیدی سے اور انہوں نے محدث یمنی السید الطاہر بن الحسین الاعدل الحسینی الشافعی الزبیدی سے انہوں نے محدث الیمن وجیہہ الدین بن عبدالرحمٰن بن علی ابن محمد بن عمر الدیبع سے (ف) الدیبع بفتح الدال المہملہ وسکون المثناۃ التحتانیہ ۔ اس کے بعد باء موحدہ اس کے آخر میں عین مہملہ ۔ یہ ان کے پانچویں جد امجد کا لقب ہے ۔ یونانی لغت میں اس کے معنیٰ ابیض یعنی سفید کے ہیں ۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ روایت ہمارے شیخ امام خاتمۃ الحفاظ خادم السنتہ ابوالعباس زین الدین احمد بن عبداللطیف الشرحی نے روایت کی اور میں نے ان کے ہاں شہر زبید میں ۸۹۶ھ میں بطور قرأت کے اسے حاصل

Marfat.com

کیا۔ انہوں نے فرمایا ہمیں ہمارے شیخ امام حافظ نفیس الدین ابو الربیع سلیمان بن ابراہیم العلوی نے شہر معز میں ۸۲۳ھ میں اجازت بخشی۔ اگرچہ میں ان سے سماع نہ کرسکا۔ انہوں نے فرمایا ہمیں ہمارے شیخ امام حافظ شرف الدین شیخ المحدثین موسیٰ بن مردی بن علی الدمشقی المعروف الغزولی نے روایت کی اور ہم نے ان سے بطور قرأت ۷۹۵ھ میں یہ روایت حاصل کی۔ انہوں نے فرمایا ہم سے ہمارے شیخ مسند ابوالعباس احمد بن ابی طالب الحجاز الصالحی نے روایت کی اور ہم نے ان سے یہ روایت ۷۲۵ھ میں بطور سماع حاصل کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں شیخ الصالح ابو عبداللہ الحسین بن المبارک بن محمد بن یحییٰ بن زبیدی بغدادی نے خبر دی اور ہم نے اسے سماع کے طور پر ۶۹۳ھ میں حاصل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں امام حافظ ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب السجزی الہروی الصوفی نے خبر دی اور ہم نے ان سے سماعاً ماہ صفر میں ۵۵۳ھ میں حاصل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں شیخ امام ابوالحسن بن المظفر الداؤدی ابو سخی نے خبر دی اور ہم نے سماعاً ان سے ۴۶۵ھ میں حاصل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ امام ابو محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ الحموی السرخسی نے خبر دی اور ہم نے اسے سماعاً ماہ صفر ۳۸۱ھ میں حاصل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں الشیخ امام ابو عبداللہ بن یوسف ابن مطر بن صالح العزیزی نے خبر دی اور ہم نے اسے سماعاً ۳۱۵ھ یا ۳۱۶ھ میں حاصل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں امام حافظ کبیر سید حفاظ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری نے خبر دی اور ہم نے اسے دو بار سنا۔ ایک بار شہر عزیز میں ۲۴۱ھ میں دوسری بار بخارا میں ۲۸۳ھ میں۔

ہماری دوسری سند یہ ہے :-

دو درجہ اعلیٰ روایت میرے شیخ نے مجھ سے کی جن کا نام الفقیہ الصالح المقری الشیخ ابوالقرام سلطان بن احمد بن سلام بن اسماعیل المزاحی الازہری ہے۔ اور میں نے یہ قرأت شیخ کے سامنے جامع ازہر میں ۱۰۶۱ھ میں ہوئی اور باقی مجموعہ بطور قرأت ہم نے شہاب الدین بن خلیل السکی سے حاصل کیا اور انہوں نے قرأت کے طور پر یہ مجموعہ الشیخ نجم الدین محمد بن احمد بن علی الغنطی سے حاصل کیا جن کا اصل وطن اسکندریہ اور جائے پیدائش قاہرہ ہے۔

ہمیں یہ مجموعہ ایک اور طریقہ سے بھی حاصل ہوا۔ اس کی سند یوں ہے۔ ہمیں ایک درجہ

Marfat.com

اعلیٰ سند کے ساتھ شیخ الاسلام و مفتی دمشق الشام نجم الدین محمد بن بدر الدین بن رضی الدین محمد العامری الغزی ثم الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا کچھ حصہ سماعاً ۱۰۹۶ھ میں حاصل کیا۔ اس کا بقایا حصہ ہم نے جامع مسجد دمشق شریف میں حاصل کیا۔ انہوں نے اپنے والد بدر سے حاصل کیا۔

ہمیں یہ مجموعہ ایک اور سند سے یوں حاصل ہوا کہ ہمیں اس اعلیٰ سند کی روایت ہمارے شیخ امام عارف باللہ سیدی صفی الدین احمد بن محمد الانصاری المدنی قدس سرہٗ نے کی اور اول و اوسط و آخر کے بعض مضامین بطور قرأت ہیں نے حاصل کیے اور اس کا بقایا بطور اجازت عامہ شمس محمد بن احمد بن حمزہ الرملی سے حاصل کیا۔ اور ہمیں نجم الدین الغیطی والبدر الغزی کی روایت سے یہ مجموعہ حاصل ہوا اور انھیں شیخ الاسلام زین الدین ذکریا بن محمد الانصاری السنیکی القاہری سے اور انہوں نے شیخ الاسلام حافظ العصر شہاب الدین احمد بن علی بن حجر کنانی العسقلانی ثم المصری سے کثیر سندات کے ساتھ سماع کے طور پر حاصل کیا۔ اور اس مجموعہ کا تمام حصہ ہمیں برہان الدین ابی اسحاق ابن احمد بن عبد الواحد التنوخی البعلی ثم الدمشقی ثم المصری سے حاصل ہوا۔ اور انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کی خبر ابو العباس احمد بن ابی طالب بن نعمت بن حسن بن علی الصالحی الحجار نے دی۔ اور ہم نے یہ مجموعہ ان سے سماعاً حاصل کیا۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سابقاً گذرا۔

ابو الفتوح الطاؤسی کے سلسلہ سند و روایت میں معمرین یعنی عمر رسیدہ شیوخ شامل ہیں۔ چنانچہ اس سلسلۂ سند میں ہمیں اس بزرگ سے سند سماع حاصل ہے جن کا نام العبد الصالح المناسک المعمری الصوفی عبد اللہ بن مُلّا سعد اللہ لاہوری ثم المدنی ہے اور یہ سماع ان کی تمام ثلاثیات کی ہے اور ان کی وہ دو حدیثیں جن کا تعلق رباعیات سے ہے یہ وہ ہیں جن پر حافظ ابن حجر نے متنبہ فرمایا ہے کہ یہ بھی ثلاثیات سے ملحق ہیں۔ اور یہ ثلاثیات وہ ہیں جن کا امام بخاری اور تابعی تک صرف ایک واسطہ ہے۔ پھر وہ تابعی یا تو دوسرے تابعی سے یا وہ تابعی صحابی سے روایت کرتے ہیں اور وہ صحابی دوسرے صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اجازت ۲ صفر ۱۰۸۳ھ میں بروز سوموار مدینہ منورہ میں ہوئی۔ شیخ مذکور کی وفات ۶ ربیع الثانی بروز اتوار ۱۰۸۳ھ میں ہوئی۔ ان کی عمر ۹۹ سال تھی۔ شیخ مذکور کو اجازتِ عام اپنے شیخ سے حاصل ہے۔ جن کا نام شیخ قطب الدین محمد بن علاؤ الدین احمد ہے۔ جو اصلاً نہروان کے رہنے والے ہیں اور جائے پیدائش لدر ہے۔ ان کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی

Marfat.com

اور یمن کے مفتی بھی رہے۔ انہوں نے عبدالرحمن بن عبداللطاہر بن عبدالعزیز بن فہد المکی سے سند حاصل کی۔ اور عبدالرحمن نے اپنے چچا جار اللہ بن عبدالعزیز ابن فہد سے۔ انہوں نے الطیب محمد بن عبداللہ بامخرمۃ العدنی سے۔ انہوں نے الشرف ہبۃ اللہ بن عطاء اللہ الحسنی والحسینی سے۔ انہوں نے اپنے نانا حافظ ابوالفتوح نورالدین احمد بن جلال الدین عبداللہ الطاؤسی سے حاصل کی۔ طاؤسی کی سند دو درجوں پر اعلیٰ ہے۔ انہوں نے اپنے والد علاؤالدین احمد بن الشمس محمد النہروانی ثم المکی سے۔ انہوں نے حافظ ابوالفتوح نورالدین احمد بن جلال الدین عبداللہ طاؤسی سے سماعاً اپنے چچا المولیٰ ظہیرالدین عبدالرحمن سے حاصل کی۔ انہوں نے اپنے چچا المولیٰ صدرالدین ابی اسحاق سے سماعاً حاصل کی۔ انہوں نے الشیخ المعمر ابی عبدالرحمن بن شادبخت الفرغانی سے سماعاً حاصل کی۔ یہ سند ہمیں ابوالحافظ احمد بن عبداللہ الطاؤسی سے سماعاً حاصل ہوئی۔ اور یہ سند دو درجوں سے اعلیٰ ہے۔ انہوں نے الشیخ المعمر ابی یوسف الہروی سے جن کی عمر تین سو سال ہوئی سماعاً حاصل کی۔ انہوں نے امام المعمر بن شادبخت الفرغانی سے۔ انہوں نے الشیخ المعمر ابن نعمان یحییٰ بن عمار بن مقبل بن شاہان الختلانی سے۔ انہوں نے امام ابی عبداللہ محمد بن یوسف الفربری سے اور انہوں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے سماعاً حاصل کی۔ امام کشی کا جو سلسلہ روایت ہے اس میں ہر شیخ کا نام ہے۔ اس لئے اسے محمد بن کہتے ہیں۔ یہ سلسلہ اس طرح ہے۔

ہمیں فقیہہ محدث الشمس محمد بن علاؤالدین البابلی نے خبر دی اور ۱۰۶۲ھ میں مکہ معظمہ میں اجازت عطا کی۔ انہوں نے شمس محمد بن عبداللہ انصاری المعروف بہ حجازی اور الواعظ سے سند حاصل کی۔ وہ جامع صغیر کے شارح بھی ہیں۔ انہوں نے النجم محمد بن احمد الغیطی سے۔ انہوں نے الشمس محمد بن محمد الذہبی العثمانی سے۔ انہوں نے شمس الدین محمد بن عبدالرحمن البخاری سے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کی خبر الحافظ جمال محمد بن عفیف المخزومی نے، نیز ابوالفضل محمد بن عبدالرحمن المالکی نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں الشرف محمد بن علی بن حسین البطری نے خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں ابی عبداللہ محمد بن علی نے خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں ابوبکر محمد بن علی یاسر الختلانی نے خبر دی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں محمد بن الحسن الجبازی النیشاپوری اور محمد بن ابوسہل المسیح بن احمد عبداللہ الجعفی المرمذی نے خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں ابوالہیثم محمد بن المکی بن زراع المروذی الکشمیہنی

Marfat.com

نے خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمتہ اللہ علیہ نے خبر دی۔

شیخ ابوالوقت کا سلسلہ سند روایت یہ ہے۔ اس میں صرف صوفیائے کرام واسطہ ہیں ہمیں ہمارے شیخ امام عارف باللہ محقق الراسخ صفی الدین احمد بن احمد بن الانصاری المدنی قدس سرہ نے خبر دی۔ یہ اپنے شیخ عارف باللہ ابوالمواہب احمد بن علی بن عبدالقدوس العباسی الشناوی ثم المدنی قدس سرہٗ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کو اجازت عام اپنے شیخ سے حاصل ہے۔ جن کا نام الشیخ قطب الدین محمد احمد النہروانی المکی الصوفی ہے۔ شیخ مذکور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جن کا نام علاؤالدین احمد بن شمس محمد النہروانی ہے۔ محمد المکی الصوفی شیخ مذکور شیخ وجیہہ عبدالرحمٰن بن علی بن الدیبع التیمی الزبیدی الصوفی سے روایت کرتے ہیں۔

شیخ مذکور کی دو سندات روایت ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق وہ اپنے شیخ عارف باللہ قطب الدین محمد بن محی الدین بن نظام الدین محمود الانصاری سے روایت کرتے ہیں۔ اور دوسری روایت کے مطابق وہ حافظ زین الدین احمد بن عبداللطیف الشرجی الصوفی سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں شیوخ قطب وقت شرف الدین اسماعیل بن ابراہیم الہاشمی العقلی الجبرتی الزبیدی سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اجازت طاؤسی کے لئے عمومی اور مرائی کے لئے خصوصی ہے۔ اگرچہ یہ اجازت عامہ ابوالحسن علی بن عمر بن ابوبکر الوائلی الصوفی سے نہ تھی۔ تاہم یہ اجازت استاذ محقق محی الدین محمد بن علی العربی الحاتمی الصوفی سے حاصل تھی۔ شیخ مذکور شیخ جمال الدین ابومحمد یونس بن یحیٰی بن ابوالحسن بن ابوالبرکات الہاشمی العباسی الصوفی سے روایت حدیث کرتے ہیں اور انہیں شرف الدین الجبرتی سے روایت حدیث حاصل ہے۔ اور یہ اجازت عامہ مسند مصر احمد بن ابی طالب الحجاز کی تھی جو احمد بن یعقوب المارستانی سے روایت کی جاتی ہے۔ شیخ مذکور شیخ و قطب وقت محی الدین عبدالقادر جیلانی البغدادی سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ الشیوخ شیخ ابوالوقت عبدالاول بن عیسٰی بن شعیب بن ابراہیم بن اسحاق السجزی الہروی الصوفی سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ مذکور ابوالحسن عبدالرحمٰن محمد بن المظفر بن محمد بن الداوری سے روایت کرتے ہیں۔ جو تقوٰی میں انتہائی راسخ القدم ہیں۔ شیخ مذکور چالیس سال صحرا نوردی کرتے رہے۔ اور فتنہ تاتار کی شورش اور لوٹ مار کے دنوں میں گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ البتہ مچھلی کھایا کرتے تھے۔ ایک دن انہیں بتایا

Marfat.com

(۱) ہمیں حدیث بیان کی مکی بن ابراہیم نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ابی عبید اللہ نے انہوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا کہ جو شخص میرا ایسا قول بیان کرے جو میں نے نہیں کہا اسے چاہیئے کہ اپنا گھر جہنم میں بنائے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی مکی بن ابراہیم نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن عبید نے۔ انہوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ مسجد نبوی کی دیوار منبر کے نزدیک ایسی تھی کہ وہاں سے بکریاں آسانی سے گذر جاتی تھیں۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی مکی بن ابراہیم نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ابی عبید اللہ نے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دن حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا۔ میں نے انہیں دیکھا کہ مصحف کے ساتھ والے ستون کے قریب نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے ابو مسلم میں اس ستون کے قریب نماز پڑھنے پر حریص پاتا ہوں۔ فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ اس ستون کے قریب نماز پڑھنے کی بہت زیادہ کوشش فرماتے تھے۔

(۴) ہمیں حدیث بیان کی مکی بن ابراہیم نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ابی عبید نے۔ انہوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب سورج پردوں میں چھپ جاتا تھا

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابو عاصم نے۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے۔ انہوں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عاشورہ کے دن یہ اعلان کرنے بھیجا کہ جس نے آج کھا لیا ہے اس کا کوئی حرج نہیں لیکن بقایا دن نہ کھائے نہ پیئے (بلکہ روزہ رکھے)

(۶) ہمیں حدیث بیان کی مکی بن ابراہیم نے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن عبید نے۔ انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور عرض کی گئی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپ نے

Marfat.com

گیا کہ جس کنارے سے ان کے لئے مچھلی شکار کی جاتی تھی اس میں سے چند امراء و وزراء نے مچھلی شکار کی ہے۔ یہ سن کر پھر انہوں نے کبھی مچھلی کو ہاتھ نہ لگایا۔ شیخ مذکور سرخسی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ شیخ عزیزی سے اور شیخ مذکور امام بخاری سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔ اور ان کی برکات سے نوازے۔

دوسرا طریقہ سند کا یہ ہے :۔ ہمیں عبداللہ لاہوری نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے اپنے شیخ عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے اپنے شیخ جاراللہ سے۔ انہوں نے اپنے شیخ طیب محمد سے انہوں نے شریف حبیب اللہ سے۔ انہوں نے اپنے جد حافظ عبدالفتح سے۔ انہوں نے اپنے چچا شیخ ظہیرالدین سے۔ انہوں نے شیخ صدرالدین سے۔ انہوں نے شیخ نورالدین الحکیم الابرقومی سے۔ انہوں نے الشیخ امام ابی عبداللہ ابن محمد عزیزی سے۔ انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے۔

طریقہ اول جو طریقہ ثانی سے دو درجوں سے اعلیٰ ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے عبداللہ لاہوری نے۔ انہوں نے اپنے شیخ قطب الدین سے۔ انہوں نے اپنے شیخ اور والد علاؤالدین سے۔ انہوں نے حافظ ابوالفتح سے۔ انہوں نے اپنے چچا شیخ ظہورالدین سے۔ انہوں نے شیخ صدرالدین سے۔ انہوں نے اپنے شیخ نورالدین حکیم ابرقوی سے۔ انہوں نے اپنے شیخ معمر بن شادبخت سے۔ انہوں نے شیخ معمر بن لقمان سے۔ انہوں نے شیخ ابی عبداللہ بن محمد عزیزی سے انہوں نے امام بخاری سے۔

طریق ثالث جو طریقہ اول سے دو درجوں میں اعلیٰ ہے وہ یہ ہے۔ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے شیخ عبداللہ لاہوری نے۔ انہوں نے اپنے شیخ قطب الدین سے۔ انہوں نے اپنے شیخ اور والد علاؤالدین سے۔ انہوں نے حافظ ابوالفتوح سے۔ انہوں نے شیخ معمر ابو یوسف سے۔ انہوں نے شیخ معمر بن شادبخت سے۔ انہوں نے شیخ معمر بن لقمان سے۔ انہوں نے شیخ معمر ابی عبداللہ محمد عزیزی سے۔ انہوں نے امام بخاری سے (رحمہم اللہ اجمعین)

لامعہ در بیان ثلاثیات امام بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد لولیہ۔ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ

Marfat.com

فرمایا کہ اس نے کوئی مال بھی چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد ایک اور جنازہ لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اس پر کسی کا قرض ہے۔ عرض کی گئی کہ اس پر کسی کا کچھ قرض ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا اس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے۔ عرض کی گئی اس کے تین دینار ہیں آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ایک تیسرے شخص کا جنازہ لایا گیا۔ اور آپ سے نماز نماز جنازہ پڑھانے کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر کسی کا کوئی قرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اس پر تین دینار کسی کا قرض ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے کچھ مال چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اپنے ساتھی کو لیجاؤ اور اس کی نماز جنازہ خود پڑھاؤ۔ اس پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور میں اس کا قرض ادا کر دوں گا۔ اس کے بعد آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۹۔ ہمیں حدیث بیان کی ابو عاصم الضحاک بن مخلد نے۔ انہوں نے یزید بن ابی عبداللہ سے۔ انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن مختلف قسم کی آگ روشن دیکھی تو پوچھا کہ یہ آگ کس لئے روشن کی جا رہی ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ گدھوں کا گوشت پکایا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہنڈیاں توڑ دو اور گوشت باہر پھینک دو صحابہ کرام نے عرض کی کہ ہم گوشت کو پھینک دیں اور ہنڈیاں دھو ڈالیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسی طرح کرو۔

۱۰۔ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ الانصاری نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان فرمائی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ ربیع قبیلہ یعنی نضر کی ایک لڑکی نے کسی لونڈی کے دانت توڑ ڈالے تو انہوں نے کہا کہ اس کا تاوان لے لو۔ اس کے دانت نہ توڑو۔ یہ معاملہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے قصاص کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت انس بن النضر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا اس کے دانت توڑے جائیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا۔ آپ اس کے دانت تڑوانے کا حکم صادر نہ فرمایئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے انس کتاب اللہ میں قصاص کا حکم ہے اس کے بعد قصاص لینے والے معافی دینے پر خود بخود رضامند ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے بعض بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ انہیں قسم سے بری کر دیتا ہے۔ یعنی اس کا کہنا پورا فرماتا ہے۔

Marfat.com

۱۱۔ ہمیں حدیث بیان فرمائی مکی بن ابراہیم نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان فرمائی یزید بن ابی عبید نے۔ انہوں نے سلمہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے درخت کے سایہ کے نیچے جا بیٹھا۔ جب لوگ چھٹنا شروع ہو گئے تو آپ نے فرمایا اے ابن اکوع تم بھی لوگوں کی اتباع کرو۔ لوگوں نے کہا اے سلمہ تم بیعت نہیں کرتے۔ میں نے کہا میں پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر کرلو۔ تو میں نے آٹھ بار بیعت کی۔ میں نے ابو سلم سے پوچھا کہ تم لوگ کس امر پر بیعت کرتے تھے حضرت سلمہ نے فرمایا موت پر۔

۱۲۔ حضرت مکی بن ابراہیم نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یزید بن ابی عبداللہ نے۔ انہوں نے سلمہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم مدینہ طیبہ سے غابہ کی طرف جا رہے تھے۔ غابہ تک پہنچے تو ہمیں عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام ملا۔ میں نے اس سے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چھین لی گئی ہیں۔ میں نے پوچھا کس نے چھینی ہیں۔ اس نے کہا غطفان و فزارہ نے۔ میں نے تین بار زور سے مدد کے لئے پکارا۔ مدینہ طیبہ کے درمیان کے دو جنگلوں تک میری آواز گونجنے لگی۔ اس کے بعد میں ان ڈاکوؤں تک جا پہنچا۔ میں نے ان پر تیر برسانے شروع کئے اور کہا کہ میں ہوں ابن الاکوع اور آج کا دن ہی فیصلہ کا ہے۔ بالآخر میں نے ان سے اونٹنیاں چھین کر چھڑا لیں قبل اس کے کہ وہ ان کا دودھ پیتے۔ اس کے بعد میں اونٹنیوں کو ہانک کر واپس لایا تو مجھے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ میں نے عرض کی دشمنوں سے اونٹنیاں چھڑا لایا ہوں۔ وہ پیاسے بھی ہیں۔ آپ ان کی گرفتاری کے لئے مجاہدین کو بھیجئے۔ آپ نے فرمایا اے ابن الاکوع تو جب کسی کا مالک ہو جائے تو اُن سے حُسنِ سلوک سے پیش آ۔ یہ بات وہ اپنی قوم میں جا کر بتائیں گے (ممکن ہے وہ راہِ راست پر آجائیں۔)

۱۳۔ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن خالد نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر بن عثمان نے۔ انہوں نے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ گویا آپ بوڑھے ہو گئے

Marfat.com

ہیں۔ آپ کے ہونٹوں کے نیچے چند بال سفید ہیں۔

۱۴۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے مکی بن ابراہیم نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن عبید نے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سلمہ کی پنڈلی میں تلوار لگنے کے نشان دیکھ کر عرض کیا کہ یہ داغ کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ داغ دشمن کی تلوار کے ہیں جو مجھے غزوۂ خیبر میں لگے تھے۔ لوگوں نے مشہور کر دیا کہ سلمہ مر گیا لیکن میں اسی زخم کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے زخم پر تین بار لعاب مبارک لگائی تو میں اسی وقت شفایاب ہو گیا۔ اور تاحال مجھے اس میں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔

۱۵۔ حضرت ابو عاصم الضحاک بن مخلد نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حدیث بیان کی یزید بن ابی عبید نے۔ انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر سات جنگیں لڑیں۔ انھیں میں ہمارے امیر حضرت ابن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوتے تھے۔

۱۶۔ حضرت محمد بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید نے۔ انہوں نے حضرت انس سے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ میں قصاص کا حکم ہے۔

۱۷۔ مکیؔ بن ابراہیم نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ابی عبید نے۔ انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے۔ انہوں نے فرمایا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں آگ روشن دیکھی تو فرمایا کہ یہ آگ کیسی ہے۔ عرض کی گئی یہ گدھے کا گوشت پکایا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گوشت پھینک دو اور ہانڈیاں توڑ دو۔ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ کیا گوشت پھینک دیں اور ہانڈی دھو ڈالیں۔ آپ نے فرمایا یہ بھی مناسب ہے۔

۱۸۔ ابو عاصم نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یزید بن ابو عبداللہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تندرست ہو وہ تیسرے آدمی کو اپنے ساتھ نہ بلائے اگرچہ گھر میں کچھ خرچہ بھی موجود ہو۔ آئندہ سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا پچھلے سال کی طرح اس سال بھی وہی حکم ہے

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ خود کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ گذشتہ سال قحط تھا اس لئے میرا ارادہ ہوا کہ تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔

۱۹۔ ہمیں مکی بن ابراہیم نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ابی عبید نے۔ انہوں نے سلمہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر کے لئے چلے تو کسی نے حضرت عامر سے کہا کہ کچھ اشعار سنائیے۔ انہوں نے چند اشعار گا کر سنائے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے۔ عرض کی گئی یہ عامر ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عامر پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ کچھ دیر ہمیں اس سے نفع اُٹھانے دیجئے۔ چنانچہ اگلی صبح کو حضرت عامر شہید ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ عامر کے اعمال رائیگاں گئے۔ اس لئے کہ اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں واپس آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عامر کے لئے مختلف باتیں کہہ رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ اعمال حبط ہو گئے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال حبط ہو گئے۔ آپ نے فرمایا جو یہ کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ عامر کو تو دوہرا اجر نصیب ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے تکلیف جھیل کر جہاد کیا اور اس جیسے کس کے نصیب ہوں گے۔

۲۰۔ حضرت انصاری نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حمید نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے حضرت انس سے۔ انہوں نے فرمایا کہ بنت النضر نے کسی کی لونڈی کے طمانچہ مار کر اس کے دانت توڑ ڈالے۔ وہ لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے قصاص کا حکم صادر فرمایا۔

۲۱۔ ابو عاصم نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یزید بن ابی عبید نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے حضرت سلمہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ آپ نے فرمایا اے سلمہ تم بیعت نہیں کرتے۔ میں نے عرض کی کہ ایک دفعہ تو کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دوبارہ بھی ہو جائے۔

۲۲۔ جلاد بن یحییٰ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن طہمان نے

Marfat.com

انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس سے فرماتے سنا کہ آیت حجاب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کے وقت ولیمہ میں صحابہ کرام کو گوشت اور روٹی کھلائی اور بی بی زینب رضی اللہ عنہا بڑے فخر سے فرماتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا نکاح آسمان پر کیا۔

Marfat.com

فصل دوم

حضرت سلطان الاولیاء کے وہ لوامع جن کا بغیر کتاب کے ذکر ہوا

لامعہ — ایک روز فرمایا کہ آپ دہلی میں حضرت قبلہ مہاروی رضی اللہ عنہ کے ہمرکاب تھے رات جس مکان میں ٹھہرنا تھا وہاں بارش کا پانی آ گیا تھا۔ وہاں سے چار چارپائیاں میسر آئیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک ایک چارپائی پر دو دو آدمی سو جائیں اور اس طرح لیٹیں کہ ایک کے پیر دوسرے کے سر کی طرف ہوں۔ چنانچہ ایک چارپائی پر حضرت سلطان الاولیاءؒ اور حضرت قبلہ مہاروی کو بھی اسی طرح سونا تھا۔ ہرچند آپ کو یہ صورت پسند نہ تھی لیکن ارشاد کی تعمیل بھی ضروری تھی۔ بہرحال آپ نے اپنے پیر سراہنے سے باہر کر لئے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت قبلۂ عالم کے ساتھ اس طرح سونے سے عجب راحت حاصل ہوئی۔

لامعہ — فرمایا کہ ایک روز دہلی میں حضرت مولوی صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت قبلہ مہاروی صاحب یعنی ہر دو مہتاب ایک جگہ جمع تھے۔ اور ہم چاروں سیاروں یعنی خود حضرت سلطان الاولیاءؒ۔ حضرت نارووالہ صاحب۔ حضرت حافظ صاحب ملتان والہ اور مولوی محمد اکرم راجن پور والہ کے لئے آپ اپنے دستِ مبارک سے کھانے کی سینی لائے اور ہم چاروں کے آگے رکھی۔ حضرت مولوی صاحب نے حضرت قبلہ مہاروی صاحب سے فرمایا کہ یہ درویش جب تک کھانا کھائیں تم کھڑے ہو کر ان کو پنکھا جھلو۔ کیونکہ گرمی ہے۔ حضرت قبلہ مہاروی صاحب نے حکم کی تعمیل کی۔ ہم درویشوں میں سے کسی کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ کچھ عرض کرے۔ لیکن جب حضرت مولوی صاحب کھانا دے کر مکان کے اندر تشریف لے گئے تو ہم میں سے ایک نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ حضرت مولوی صاحب مکان کے اندر تشریف لے گئے ہیں۔ اب آپ پنکھا جھلنا چھوڑ دیں اور ہمیں معاف فرمائیں۔ حضرت قبلہ مہاروی

Marfat.com

صاحب نے فرمایا کہ تمہارے نزدیک مولوی صاحب موجود نہیں مگر میری نظر کے سامنے حاضر و ناظر ہیں۔

لامعہ ـــــ حضرت سلطان الاولیا فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن اپنے شیخ سے عرض کیا کہ میں اپنے میں اس قدر مستغرق ہوں کہ چاہتا ہوں اپنی ذمہ داریاں اپنے بیٹے احمد علی کے سپرد کر دوں اور خود فارغ البال ہو جاؤں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ کام نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے بیٹے سے جا بے جا خرچ ہو اور اس طرح برکت اُٹھ جائے۔

راقم اس بات کی مناسبت سے یہاں حضرت شیخ شبلی اور حضرت ابو حفص کی حکایت نقل کرتا ہے تاکہ جا دبے جا کے معنیٰ واضح ہو سکیں۔ تذکرۃ الاولیا میں آیا ہے کہ شبلی نے ابو الحفص کو چار مہینے اپنے ہاں مہمان رکھا۔ ہر روز آپ کے لئے قسم قسم کے کھانے اور حلوا آتا۔ جب رخصت کا وقت آیا تو ابو الحفص نے کہا کہ اگر تم نیشاپور آئے تو میں تمہیں میزبانی اور جوانمردی کے طریقے سکھاؤں گا۔ شبلی نے کہا کہ اے ابو حفص میں نے کیا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تکلّف کیا ہے۔ اور متکلّف جوانمرد نہ تھا۔ ایسا ہونا چاہیئے کہ مہمان کے آنے سے دل پر گرانی نہ ہو۔ اور اس کے جانے سے دل خوش نہ ہو۔ جب تکلّف کیا جاتا ہے تو مہمان کا آنا گراں گذرتا ہے۔ اور اس کا جلد چلا جانا اچھا لگتا ہے۔ جب کسی کا مہمان کے ساتھ یہ رویہ ہو تو وہ جوانمرد کیسے ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد جب شبلی نیشاپور گئے اور ابو حفص کے ہاں ٹھہرے تو ان کے ساتھ ۴۰ آدمی تھے۔ ابو حفص نے ان کے لئے اکتالیس ۴۱ چراغ روشن کئے۔ شبلی نے کہا۔ آپ نے تو کہا تھا کہ تکلف نہیں کرنا چاہیئے۔ ابو حفص نے کہا کہ میں نے کیا تکلف کیا ہے انہوں نے کہا کہ آپ نے اکتالیس چراغ جلائے ہیں۔ ابو حفص نے کہا کہ اچھا انہیں بجھا دو شبلی نے ہر چند انہیں بجھانے کی کوشش کی لیکن سوائے ایک کے باقی چراغ نہ بجھا سکے۔ آخر ابو حفص سے کہنے لگے یا شیخ آپ نے یہ کیا کیا ہے۔ ابو حفص نے جواب دیا کہ آپ چالیس آدمی خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے میرے پاس آئے۔ اس وجہ سے کہ مہمان خدا کا بھیجا ہوا

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے ہر ایک کے نام پر للّٰہ چراغ جلائے۔ یہی وجہ ہے کہ تم ان چالیس چراغوں میں سے ایک بھی نہ بجھا سکے۔ لیکن جو چراغ میرے لئے تھا وہ تم نے بجھا دیا اس سے ظاہر ہے کہ بغداد میں تم نے جو کچھ کیا میرے لئے کیا۔ اور میں نے جو کچھ یہاں کیا وہ خدا کے لئے کیا ہے۔ لہٰذا وہ تکلف تھا اور یہ تکلف نہیں ہے۔

لامعہ ——— فرمایا کہ حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کا کلام بڑا پر معنیٰ ہوتا تھا۔ عوام ظاہری باتوں سے مستفیض ہوتے اور خواص اشارات سے بہرہ اندوز ہوتے۔ ایک روز ضابطہ خاں نے جو آپ کے مریدوں میں سے تھا۔ کچھ روپے آپ کی نذر کئے۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ دینے والے اور لینے والے دونوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور ضابطہ خاں کے دل میں تحفہ پیش کرنے کی بات جس ہستی (اللہ تعالیٰ) نے ڈالی ہے وہ سب سے زیادہ ہمارے شکریہ کا مستحق ہے۔ اس کے بعد فرمایا ہر دو باتوں کی رعایت اس سے ہے کہ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ (جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا نہیں کرتا)

لامعہ ——— ایک روز مجھ غلام (خواجہ محمد عاقلؒ) کی تعلیم کے دوران حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھا۔

نگویمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن
سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسائی باش

اور فرمایا کہ حضرت شیخ قبلہ مہاروی رضی اللہ عنہ نے میری تعلیم کے وقت یہ شعر پڑھا تھا۔ اور اس کے بعد سے میرا یہ معمول ہو گیا تھا کہ سال میں تین ماہ مکمل طور پر شیخ کے حجرہ میں مشغول رہتا تھا

لامعہ ——— فرمایا ایک روز حضرت مولانا مولوی صاحب قبلہ نے یہ شعر پڑھا

برزخ و ذات و صفات و مدوشد تحت و فوق
می فزاید طالبان را کل نفس ذوق و شوق

اور اس کے معنیٰ ایک تو وہ بیان فرمائے جو ذکر جہر اور ذکر سہ پایہ کے ضمن میں مشہور رہیں اور دوسرے معنیٰ وہ بتائے جو کہ البرزخ میں کام آتے ہیں یعنی انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے برزخ کو ذاتِ حق اور صفات الٰہی سمجھے اور مد یعنی دراز جانے کو عرش سے فرش تک پہنچا ہے اور

Marfat.com

نشد یعنی عارف دیکھے کہ تمام جہت کو محیط ہے اور اوپر اور نیچے جانے۔

لامعہ ——— ایک روز غریب پرور نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ نے مجھے خلوت میں چند عجیب و غریب اشغال بتائے جن کا ذکر میں نے حضرت شیخ قبلہ مہاروی صاحب کی خدمت میں کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ خلافت کی نشانی ہے مبارک ہو اور پھر یہ شعر پڑھا۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاءؑ بہتر از صد سال بودن بالتقاءؑ

صحبت سے مراد صحبتِ معنوی بھی ہے اور صحبتِ ظاہری بھی۔ جس کا ثمرہ ملتا ہے۔ وہ صحبت معنوی ہو جاتی ہے اور یہی مفید ہے۔ ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں

چو پیوندی نباشد جان و دل را

چہ خیزد از ملاقات آب و گل را

لامعہ ——— ایک دفعہ حضور کے سامنے صورت مثالی کے متعلق ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت تجلی صوری سے سالک کا واسطہ پڑتا ہے اس وقت سالک فنائے غیر حاصل کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کی فنا حاصل نہیں کرتا۔ یعنی اس وقت تمام دنیا سالک کی نظر سے ساقط ہو جاتی ہے۔ اور جو نظر آنے والی چیزیں (مرئی) باقی رہ جاتی ہیں وہ اس غیریت سے ساقط نہیں ہوتیں۔

لامعہ ——— واردات کے سلسلہ میں ذکر آیا تو فرمایا کہ اگر واردات کے بعد سالک پر اشتیاق کا غلبہ ہو اور جدائی سے اس کے دل پر اثر ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ تجلئ ذاتی تھی اور اگر یہ آثار پیدا نہ ہوں بلکہ طبیعت میں وحشت معلوم ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ تجلی ملکی ہے۔

لامعہ ——— ایک روز ذکر آیا کہ بعض بزرگ اویسی ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم سب اویسی ہیں۔ مگر لوگ اویسی اس کو کہتے ہیں جس کا ظاہر میں کوئی پیر نہ ہو بلکہ کسی بزرگ کی روح سے اس نے فیض حاصل کیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جو بھی کسی سے فیض حاصل کرتا ہے وہ روحانی فیض ہی ہوتا ہے۔ اس لئے سب اویسی ہوتے ہیں۔

لامعہ ——— ایک دن اعمال کے متعلق ذکر آیا تو فرمایا کہ سالک نفس کے لئے عمل نہیں کرتا بلکہ عمل اسے تفویض کئے جاتے ہیں وہ دوسروں کے لئے ہوتے ہیں تا کہ محتاجوں کا اس پر جو حق

Marfat.com

، اسے وہ ادا کرے۔

لامعہ ——— راقم کا فرزند احمد بخش چیچک کے مرض میں وفات پا گیا تھا۔ ایک روز حضرت غریب پرور نے مجھ غلام سے دریافت کیا کہ تم کو چیچک سے نجات پانے کا جو عمل بتایا تھا وہ تم نے نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے درست فرمایا ہے۔ لیکن کیا عرض کروں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری زبان میں اثر نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ آئندہ مجھے اس وقت تک کسی کو کوئی عمل نہیں بتانا چاہئیے جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کی زبان میں اثر ہے۔ پھر فرمایا کہ اپنے سے اثر کو منسوب کرنا عین شرک ہے۔ حقیقی اثر پیدا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ پیروں کی برکت سے ان کے جو اعمال ہم تک پہنچے ہیں ان کی ہی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان میں اپنی نگاہ کا کوئی کام نہیں۔

لامعہ ——— ایک دفعہ ایک شخص حضرت غریب پرور کی خدمت میں آیا اور خلوت کا طلبگار ہوا۔ خلوت کے بعد بڑی بے باکی سے رخصت ہو گیا۔ راقم نے اس شخص کی حقیقت معلوم کی تو حضرت غریب پرور نے بتایا کہ یہ بزرگ مجھ سے کہتے تھے کہ اگر میں کسی پر نظر اور توجہ کروں تو اس شخص پر فوراً اثر ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اتنا تو مجھے حاصل ہو گیا ہے۔ آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے فیض سے اس مرتبہ میں اضافہ ہو۔ غریب پرور فرماتے تھے کہ میں نے انہیں یہ جواب دیا کہ تم کو تو یہ مرتبہ حاصل ہے۔ لیکن میں کچھ بھی نہیں۔ اگر تم کو یقین نہیں آتا تو میں کلام اللہ ہاتھ میں لے کر حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ یہ سن کر وہ شخص فوراً چلا گیا۔ راقم یہ سن کر بڑا حیران ہوا۔ حضرت نے ازراہ ہمدردی فرمایا کہ موثر حقیقی خدا تعالیٰ ہے۔ دوسرا اس کے سوا کون ہے جو اثر کرے۔ جو شخص تاثیر کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے وہ کسی کو کیسا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

لامعہ ——— سالک کی فنا کے متعلق ذکر آیا تو فرمایا کہ فنا میں تعین سالک کی نظر سے اُٹھ جاتا ہے لیکن حقیقت مرتفع نہیں ہوتی اور حکم امکانی باقی رہتا ہے۔ حضرت استاذی (حضرت مولوی غوث بخش صاحب تحفۂ غوثیہ) نے جو اس وقت مجلس میں موجود تھے استفسار کے طور پر مولانا جامی کا یہ شعر پڑھا۔

Marfat.com

قدم زنگِ حدوث از جان او شست　　　　وجوب آلائش امکان او شست

آپ نے فرمایا کہ مولانا جامی نے رنگِ حدوث اور آلائشِ امکان کو شستہ کہا ہے یہ نہیں کہا کہ نفس امکان وحدوث اُٹھ گیا۔ چونکہ یہ مسئلہ بڑا نازک تھا اس لئے اس کی تائید کے لیے فصوص الحکم سے جو مولانا جامی کی شرح ہے یہ عبارت پڑھی۔

ترجمہ:۔ "پورا جہان بدستور حجاب میں رہتا ہے اور حق کا ادراک نہیں کر سکتا جب تک یہ حجاب اس طرح نہ اُٹھ جائیں کہ مشاہدۂ حق کے مانع نہ رہیں"

لامعہ ——— ایک دن نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کے معنٰی کے سلسلہ میں ذکر آیا تو فرمایا کہ حبل الورید حرزا ور درید سے مرکب ہے۔ ورید حق تعالٰی کے ساتھ غیبت حقیقی ہے اور مغائرت اعتباری ہے۔ لہٰذا حق تعالٰی حبل الورید (شہ رگ) سے قریب ہے۔

لامعہ ——— مرتبۂ لاتعین اور ذاتِ حقیقی کا ذکر چھڑا تو فرمایا ذات مقدس موجود حقیقی ہے کہ وہ بذاتِ خود موجود ہے اور اس میں کسی کا دخل نہیں۔ تمام اشیاء میں علم اور مشاہدہ کی رو سے اس کا ہی وجود ہے۔ چونکہ جو نور خود روشن ہو وہ پوشیدہ کیسے رہ سکتا ہے۔ اگر ذاتِ حق نظر نہیں آتی اور اس کی ماہیت سمجھ میں نہیں آتی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو چیز اس ذات مقدس سے منسوب ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ یہاں تمام اعتبارات ساقط ہو جاتے ہیں۔

لامعہ ——— ایک دن فرمایا کہ جو شخص کسی شیخ سے بیعت کرتا ہے اس کے اعمال شیخ کے پلّے میں بندھ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ الحمد للہ ہم اس سے آزاد ہیں۔ سننے والے اس بات پر بڑے متعجب ہوئے کہ حضرتؒ کے دامن سے ہزاروں غلام وابستہ ہیں۔ ذاتِ مبارک کس طرح ان سے فارغ البال ہو سکتی ہے۔ حاضرین کے استعجاب کو رفع کرنے کے لئے ازراہ کرم ونوازش آپ نے فرمایا کہ ہمارا سلسلہ قطعی درست ہے کیونکہ وہ دست بدست حضرتؐ رسالتماب تک پہنچتا ہے۔ لہٰذا ہمارے تمام اعمال شیخ کے پلّہ میں ہیں اور شیخ نے انہیں اپنے شیخ کے پلّے میں باندھ دیا ہے اور اس طرح ہوتے ہوتے جناب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع دامن میں پہنچ جائیں گے۔

Marfat.com

چہ غم دیوار امت را کہ باشد چوں تو پشتیباں
چہ باک از موجِ بحر آنرا کہ باشد چوں تو پشتیباں

حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ فوائد الفوائد اور کتاب سیر الاولیا کے باب ششم میں بھی درج ہے رحضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو شخص خود کو اپنے شیخ سے وابستہ کرتا ہے اور جو کسی کو اپنا مرید کرتا ہے اس کے اعمال پیر کے پلّہ میں بندھ جاتے ہیں۔ راقم الحروف کے نزدیک اس قول کی تشریح اس طرح ہے کہ مرید کے اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ یا تو وہ پیر کے قول و فعل کے مطابق ہوتے ہیں یا ان کی متابعت میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح پیر دو قسم کے ہوتے ہیں یا تو وہ ہادیٔ مہدی ہوتا ہے اور رہنمائی اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ ہادیٔ مہدی کی حکمت یہ ہے کہ اس کے حکم کے مطابق شیخ ہادیٔ مہدی خلائق کو بیعت و ہدایت کرتا ہے۔ اگرچہ خود مرتبۂ کمال کو نہیں پہنچا لیکن چونکہ شیخ کامل دنیا کے عواقب و امور کے لئے اللہ کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا فرمان اور اس کی کفالت درست ہوتی ہے۔ اور اس کا ارشاد اور بیعت اس کامل اور مکمل کی بیعت و ارشاد ہوتی ہے۔ لہذا مرید کے اعمال جو اس کے پیر کامل کی متابعت میں ہوتے ہیں اور وہ اعمال جو بغیر متابعت کے ہوتے ہیں شرط یہ ہے کہ ایمان و ایقان کے ساتھ ہوں تو وہ سب پیر کامل کے پلّہ میں بندھ جاتے ہیں۔ کیونکہ مرید کا شیخ کامل کے ساتھ الحاق ہوتا ہے۔ اس کی قطعی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ وزوجنا ھم عطف علیٰ فی جنات من قولہ تعالیٰ اِنّ المتقین فی جنات بحور عین والذین آمنوا (ہم نے بیویاں عطا فرمائیں جنت میں اور یقیناً جو متقی ہیں اور ایمان لانے والے ہیں انہیں جنت میں خوبصورت عورتیں ملیں گی۔)

صاحب کشاف و صاحب بیضاوی نے بھی عطف والذین آمنو بر حور عین لکھا ہے۔ اور ترجمہ میں اس کے معنی بیان کئے ہیں۔

ترجمہ:۔ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے گی جو رفیقوں اور ہم جلیسوں کے ساتھ ایمان لائے اور جو ان کی تابعداری کرنے والے اور ان کی اولاد میں سے ہیں۔

ایمان کے ساتھ ہم ان کی اولاد کو جوڑ دیتے ہیں یہ ابو عمر کا کہنا ہے۔ صاحب کشاف کا

Marfat.com

خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "بایمان" علیحدہ کلام ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان کے عظیم الشان ایمان کے سبب ان کی اولاد کا ایمان بھی محفوظ ہے۔ اور بیضاوی کا کہنا ہے کہ الحقنا بہم سے مراد جنت کا داخلہ یا درجہ ہے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو درجہ میں بلند کر دے گا۔ اگرچہ وہ اعمال میں اس درجہ سے کم ہوگی۔ پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی۔ والذین آمنوا۔۔۔۔ ۔ میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بدوں کو نیکوں کے ساتھ بخش دے گا۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

لہذا ہر صورت میں خواہ اللہ تعالیٰ کے قول والذین آمنوا کو حور عین کا معطوف سمجھا جائے خواہ مبتدا، مفسرین کا کہنا ہے کہ مرید کے تمام اعمال (اچھے بُرے) شیخ سے وابستہ ہوتے ہیں حدیث من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بھا۔۔۔۔ کی رو سے بھی مرید کے اعمال شیخ کے پلے میں بندھ جائیں گے۔ بشرطیکہ وہ اعمال پیر کی متابعت کے بغیر نہ ہوں اور ہادی مہدی کی نیت اس سے جُدا نہ ہو۔ ورنہ نہ پیر پیر ہوگا اور نہ دستگیری ہوگی اور نہ اس کے اعمال کام آئیں گے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر قبول حق رسد آں مرد راست — دست او در کارہا دست خداست
دست ناقص دست شیطان است و دیو — زانکہ اندر دام تکلیف است و ریو

حضرت شیخ برہان الدین برہان پوری اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص شیخ کامل کی بیعت کے بغیر ہوگا قیامت کے روز اس کا ہاتھ دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا۔

لامعہ ——— ایک روز فرمایا کہ سالک کو دورانِ سفر زادِ راہ کا اہتمام نہیں کرنا چاہیئے تاکہ اس کا توکل پختہ ہو۔

لامعہ ——— ایک روز فرمایا کہ سچی بھوک کی نشانی یہ ہے کہ اس کے لعابِ دہن پر مکھی نہ بیٹھے

لامعہ ——— فرمایا کہ کھاتے وقت غفلت سے کام نہیں لینا چاہیئے کیونکہ کھانا بیج کی مانند ہے جیسا بیج بویا جاتا ہے ویسا ہی اس کا پھل آتا ہے یعنی اگر غفلت سے کھایا جائیگا تو اس کا ثمر غفلت کی صورت میں برآمد ہوگا۔

Marfat.com

ابر و باد و مہ و خورشید فلک در کارند | تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار | شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

لامعہ ——— ایک روز فرمایا کہ کھانے کے کافی دیر بعد پانی پینا چاہیئے کیونکہ "خیر الماء بین الطعام" کے معنی یہ ہیں کہ صبح اور شام کے کھانے کے درمیان پانی پیا جائے۔

لامعہ ——— فرمایا کہ سلوک چار امور پر مبنی ہے:۔ قلت الطعام ۔ قلت الکلام ۔ قلت المنام ۔ قلت الصحبۃ مع الانام ۔ یعنی کم کھانا ۔ کم بات کرنا ۔ کم سونا اور لوگوں سے کم ملنا

لامعہ ——— فرمایا اصل کام خلوت جلوت نہیں کیونکہ اس میں شہرت ہے۔

لامعہ ——— فرمایا کہ صوم اور تقوی زیادہ نہیں کرنا چاہیئے کہ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے بلکہ روزہ معنوی اعتبار سے مستقل نوعیت کا ہونا چاہیئے۔

لامعہ ——— فرمایا کہ اس زمانہ میں حلال کو حرام کے ساتھ ملا دیا گیا ہے بلکہ حلال مفقود ہو گیا ہے۔ سالک کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ کھانے کی طرف اس وقت تک ہاتھ نہ بڑھائے جب تک بھوک غالب نہ آجائے اور صرف اتنا کھائے کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں جائے اس کا ہر ذرہ حلال ہو۔

لامعہ ——— فرمایا کہ حق تعالی اپنے فضل و کرم سے درویشوں کے لئے غیب سے حلال کا انتظام فرماتا ہے۔ حالانکہ وہ نظر نہیں آتا۔

لامعہ ——— فرمایا درویش کے لئے بہتر یہ ہے کہ اگر کسی سے بغیر تکلیف کے کوئی وظیفہ ملے تو اس پر عمل کے لئے تھوڑا وقت صرف کرے اور باقی اوقات حق سبحانہ کی یاد میں مصروف رہے۔

لامعہ ——— فرمایا کہ کلام مجید میں چند مقامات پر علی اللہ رزقہا آیا ہے۔ لہذا رزق اللہ تعالی کے ذمہ ہے۔ بندے کو اس سلسلہ میں کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے

لامعہ ——— فرمایا پیشاب میدان میں نہیں کرنا چاہیئے ۔ ایسی صورت میں شیطان اس کے سامنے آسکتا ہے۔

لامعہ ——— ایک روز زبان مبارک سے یہ مسئلہ بیان ہوا کہ بندہ کے ہاتھ میں اختیار ہے اور

Marfat.com

حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ اختیارات سے کچھ اختیارات بندے کو دے رکھے ہیں۔ جس کا اظہار اس سے ہوتا رہتا ہے۔

لامعہ —— ایک روز آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کبھی وظیفہ قضا ہو جاتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس کی قضا ادا کرنی چاہیئے۔ تاکہ دوبارہ قضا نہ ہو۔ شروع میں وظیفہ جاری کرنا سہل ہوتا ہے لیکن ترک ہونے کے بعد اس کا دوبارہ جاری کرنا مشکل ہو جاتا ہے

لامعہ —— ایک روز آیۃ کریمہ مَا مِن دَابَّۃٍ فِی الاَرضِ اِلَّا ھُوَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ ۰ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی کی مجال نہیں کہ اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش کر سکے۔ یہ حق تعالیٰ ہی ہے جو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔

لامعہ —— ایک روز یہ کلام فرمایا کل میس لاجل ما خلق۔ ہر انسان کے لئے وہ بات آسان ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل او در خاطرش انگاشتند

ترجمہ:۔ جس کو جس کام کے لئے بنایا گیا ہے اس کی طبیعت میں اس کا میلان پیدا کر دیا گیا ہے

لامعہ —— ایک روز اس کلام فلا خوف علیھم ولا رجالہ کے معنیٰ کے بیان کی تحقیق میں فرمایا کہ جب صفاتِ بشریہ صفاتِ الٰہیہ میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو پھر صفتِ تکوین حاصل ہو جاتی ہے۔ اس وقت ایسے شخص کو جان کا خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں جو کچھ وہ "ہے" نہیں ہیں نہ بدل جائے۔

لامعہ —— ایک روز بیان فرمایا کہ بلقیس کے تخت کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے آنا ان معنوں میں طرفۃ العین تھا کہ وہاں تخت کا وجود نہ ہونے کے باوجود اس طرح حضرت سلیمان کے سامنے آیا کہ جیسے کہ ابھی تیار کیا گیا ہو۔ اس لئے حضرت بلقیس نے کہا کہ یہ کہاں سے آ گیا۔

لامعہ —— ایک روز فرمایا کہ دنیا کو معلوم ہے کہ جب کسی کو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے تو وہ شخص جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ لیکن شاید یہ نہیں جانتا کہ قرب میں انکسار ہے۔ خواہش الخلائق نہیں۔ وہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ سب کچھ فقیر کے ہاتھ میں ہے۔ حالانکہ الامر یومئذ للہ کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔

Marfat.com

لامعہ ـــــ ایک دفعہ حکام کی طرف سے سلطان الاولیاء کے حق میں بہت سی باتیں نامناسب عمل میں آئیں جو غلام اس وقت موجود تھے وہ یہ سب کچھ دیکھ کر خون کے سے گھونٹ پیتے رہے انہیں میں ایک مردِ جری مولوی خدابخش بھی تھے۔ وہ بڑے غصہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے جوش میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانو پر مار کر بولے کہ اس وقت ایسے صبر و تحمل کا کیا موقعہ تھا۔ آخر پیروں کے عمل کس کام آئیں گے۔ اگر حضور خود نہیں کرنا چاہتے تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں عمل کر کے ان بے ادبوں کا کام تمام کر دوں۔ حضرت سلطان الاولیاءؒ نے نہایت خندہ پیشانی سے ان کی باتیں سنیں اور آخر میں ان سے معذرت چاہی۔ جب وہ صاحب رخصت ہوگئے تو کاتب الحروف سے نہایت آہستگی سے فرمایا کہ اگر ان باتوں سے پریشان ہو کر عمل کرنے لگیں تو بس! سبحان اللہ توحید کے مسئلہ میں آپ کس قدر ثابت قدم تھے۔

لامعہ ـــــ ایک روز ایک متبحر عالم نے حضرت سلطان الاولیاءؒ سے سوال کیا کہ علم معلوم کے تابع ہوتا ہے لیکن علم ازلی معلوم کے کس طرح تابع ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اس اعتبار سے کہ جتنی معلومات شیون ذاتیہ حق ہیں وہ علم تقدم ذاتی کی صفت پر ہیں۔ اس اعتبار سے علم ازلی کی تابعیت معلومات کے لئے ہوتی ہے۔

لامعہ ـــــ ایک روز غلام کاتب الحروف کے حق میں دعا فرمائی اور کہا حق تعالیٰ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔ اَلحمدُ للہ علیٰ ذالک وختمت بذالک وارجو من اللہ تعالیٰ احسن الخاتمہ بجمالہ وصلی علیٰ محمد وآلہ

ترجمہ:۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کے جمال کے وسیلہ سے حسنِ خاتمہ کی توقع رکھتا ہوں اور درود و سلام بھیجتا ہوں حضور پر اور حضور کی آل پر۔

Marfat.com

خاتمہ در بیان اعراس متبرکہ

حضرت شیخ محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آداب الطالبین میں فرماتے ہیں۔

"اے طالب حق۔ اے عزیز اور اے محبوب اولیاء اللہ کے اعراس کی رعایت کرنی کرنی چاہیئے تاکہ ان کی امداد حاصل ہو۔ اور ان کے طفیل حق تعالیٰ تم کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اور دین و دنیا میں تم عزت و آبرو کے حقدار ہو"

مجموعہ روایات میں ہے:۔

ترجمہ:۔ جب (فاتحہ کے لئے) کھانا پکایا جائے تو یہ ضروری ہے کہ مُردے کی وفات کا دن معلوم کیا جائے اور احتیاط کے ساتھ اس وقت کا اندازہ کیا جائے جب اس کی روح منتقل ہوئی ہو۔ کیونکہ مُردوں کی روحیں عرس کے دن ہر سال اس گھڑی میں اس جگہ ضرور آتی ہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ کھانا وغیرہ ایسے ہی وقت میں دیا جائے۔ اس طرح ان کی روح خوش ہوتی ہے اور دعا کرتی ہے۔

اگر طالب کو مزار تک جانا دشوار ہو تو دستاری کے ساتھ وہاں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ جہاں ہو وہیں اسی روز اور اگر وفات کا وقت معلوم نہ ہو تو تاریخ وصال کے دن حسب استطاعت عرس کرے۔ اگر دن میں وصال ہوا ہو تو دن کے وقت اور اگر رات کے وقت وصال ہوا ہو تو رات کے وقت۔ اگر دن اور رات کا علم نہ ہو تو کچھ دن میں اور کچھ رات میں کرے۔ اگر یہ بھی معلوم نہ ہو تو اس مہینے میں اور اگر مہینہ بھی معلوم نہ ہو تو اس سال میں کرے۔ خصوصاً ماہ رجب لیلۃ الرغایب یا اس دن یا کوئی اور لیلۃ الرغایب میں کرے۔ تمام انبیاء اور اولیاء کی ارواح پر فاتحہ دلا کر طعام تقسیم کرے۔ یہ سب اس کی مدد کرتے ہیں۔ اگر اسے اس کی استطاعت نہ ہو تو جو کچھ اس کے گھر میں پکا ہو اس پر فاتحہ دیکر اور بزرگان کی روح کی نیت کر کے اپنے اہل و عیال کے ساتھ مل کر کھالے اور اگر سب کے عرس کرنا دشوار ہوں تو جتنے کر سکے کرے تاکہ اسے فلاح دارین حاصل ہو اور اس کے مال و عمر میں برکت ہو۔ اور مراد پائے کسی کا محتاج نہ ہو۔ عزت و دولت پائے۔ اگر اس سلسلہ میں اپنے شیخ سے اجازت حاصل کرے تو صوری و معنوی اعتبار سے افضل ہے (تمت و تمام شد)

Marfat.com

تتمہ کتاب ـــــ تکملہ سیر الاولیاء

تکملۂ سیر الاولیاءؒ کے مصنف حضرت خواجہ گل محمد معروفی کرخی چشتی احمد پوری رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین محمد نجم الدین ؒ نے تتمہ کے طور پر مصنف کے حالات قلم بند کئے ہیں۔

وہ حکیم غلام سرور ملتانی سے جو حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ گل محمد کے مرید تھے نقل کرتے ہیں کہ۔

"میں احمد پور شرقیہ (ریاست بہاول پور) میں حضور کے مدرسۂ عربی میں تعلیم حاصل کرتا تھا اور لنگر سے کھانا کھاتا تھا۔ اندازاً دو سو فقراء اور مہمان طلباء کے کھانے کا انتظام لنگر سے تھا۔ ایک روز میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا کہ شیخ المشائخ خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے قوال مسمی بہادر وغیرہ آئے۔ یہ ہمیشہ سال کے سال حضور کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ آج میرے پیران طریقت کے عرس کا دن ہے۔ شاید حضرت قبلۂ عالم خواجہ غریب نواز اجمیری یا حضرت فخر جہاں دہلوی کا عرس تھا۔ آپ ہمیشہ جمیع بزرگان کا عرس کیا کرتے تھے اور مجلس سماع منعقد فرماتے تھے۔ قوالوں نے اجازت طلب کی اس کمرہ میں جو آپ کی ڈیوڑھی کے اوپر تھا اور جہاں آپ ہمیشہ وظیفہ کیا کرتے تھے مجلس شروع ہوئی۔ ناص خاص اصحاب شریک مجلس تھے۔ دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ حاضرین مجلس میں میرے علاوہ میاں محمد شریف شدانوی جو حضور کے خلفاء کبار میں سے تھے اور میاں محمد یعقوب خاں مرحوم وزیر ریاست جو آپ کے مریدوں میں سے تھے شریک تھے۔ ان کے علاوہ دو تین اشخاص اور تھے جو حضور کے وابستگان اور خادمان میں سے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ پر وجد طاری ہوا عشق کے زبردست غلبہ سے کھڑے ہو گئے۔ اور پھر فرش مجلس پر بے حال ہو کر لیٹ گئے۔ اور کافی دیر تک اسی حالت میں رہے۔ آخر ایک صاحب جو نبض دیکھنا جانتے تھے انہوں نے نبض دیکھی تو نبض میں کوئی حس و حرکت نہ تھی۔ اس شخص نے وزیر اور دیگر حاضرین سے کہا کہ حضرت صاحب قبلہ وصال فرما گئے ہیں۔ کیونکہ نبض میں کسی قسم کی حرکت نہیں ہے۔ تمام حاضرین مجلس اور خدام حیران تھے کہ یہ کیا ہوا۔ آخر حاضرین میں سے ایک صاحب جو حقائق و معارف آگاہ اور صاحب حال تھے۔ بولے کہ آپ نے وصال نہیں فرمایا۔ بلکہ

Marfat.com

وجد میں ہیں اور مرتبۂ فنا فی اللہ و بقا باللہ پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ قوال جو غزل پڑھ رہے تھے وہ جاری رکھی کافی دیر کے بعد حضور ممدوح اس کیفیت سے فارغ ہوئے۔ پیراہن مبارک درمیان سے چاک تھا اور جسدِ مبارک تپش دل کے سبب پیراہن سے باہر آ گیا تھا۔ آپ نے وہ پیراہن قوالوں کو عطا کر دیا۔ یہ مقام فنا فی اللہ کا تھا۔ چنانچہ کسی شخص نے حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد عاقل سے دریافت کیا تھا کہ فنا فی اللہ کا مقام کس طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت ممدوح جو سلاری زیب تن کئے ہوئے تھے اسے آپ نے جسم سے اتارا اور جسم باہر آ گیا۔ اسی کے ساتھ سبحان اللہ سبحان اللہ کے نعرے بلند ہونے لگے۔ وزیر مرحوم نے قوالوں سے کہا کہ حضرت قبلہ احمد پوری نے جو پیراہن تم کو عطا کیا ہے۔ وہ دو سو روپے کر مجھے دیدو۔ میاں بہادر قوال نے کہا یہ میں نہیں دوں گا کیونکہ ایسی حالت میں کبھی صاحبِ حال سے مجھے کپڑے نہیں ملے۔ میں اپنے بیٹے کو نصیحت کروں گا کہ وہ میرے مرنے کے بعد اس پیراہن کو کفن کے طور پر میرے لئے استعمال کرے۔ وزیر موصوف نے بہتیری کوشش کی لیکن قوال نے وہ پیراہن ان کو نہ دیا۔

حکیم غلام سرور ملتانی سے منقول ہے کہ ملتان میں حضور کے بہت سے مرید تھے اور حضور کے اسلاف کے مکانات بھی ملتان میں تھے جو اب بھی موجود ہیں۔ آپ سال کے سال ملتان تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ملتان میں رونق افروز تھے اور غلامان و مریدان آپ کی زیارت کے لئے آ رہے تھے ایک شخص میاں غلام محی الدین جو آپ کے مریدوں میں سے تھے اور حضور اُن پر بڑی شفقت فرماتے تھے آپ کی زیارت کے لئے آئے اور بیٹھتے ہی عرض کیا کہ اگر حضور اس جہان میں دستگیری نہیں کریں گے تو دوسرے جہان میں کیا دستگیری فرمائیں گے۔ کثیر العیال ہوں۔ تنگدستی سے گذر ہوتی ہے مجھے کیمیا کا نسخہ عطا کیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ کیا میں کیمیا گر ہوں جو تجھے کیمیا کا نسخہ دوں۔ میں تو فقیر ہوں۔ اللہ اللہ کرتا ہوں۔ تم بھی اللہ اللہ کرو۔ اور جوش میں کہا کہ فقیروں کی نظر کیمیا ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ آپ کی نظر ان مٹی کے برتنوں پر پڑی جو زمین پر رکھے ہوئے تھے۔ آپ کی نظر سے وہ برتن سونے کے ہو گئے۔ برتنوں کے سونا ہوتے ہی میاں غلام محی الدین نے کہا کہ میں ان برتنوں کو بازار لے جاتا ہوں اور فروخت کر آتا ہوں۔ حضور نے ان طلائی برتنوں کو اٹھا کر زمین پر رکھا تو وہ پھر مٹی کے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حرام ہے کیمیا کیا ہوتی ہے۔ یہ وظیفہ پڑھ۔ اس شخص نے حسب الارشاد وظیفہ پڑھنا شروع کیا۔ حکیم صاحب فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ وہ شخص تھوڑے عرصے میں مالدار اور تونگر ہو گیا۔

منشی غلام رسول صاحب شدانوی سے منقول ہے کہ حضور قبلہ احمد پوری حضرت سلطان الاولیائؒ خواجہ محمد عاقلؒ کے عرس پر کوٹ مٹھن گئے ہوئے تھے۔ قوالوں نے غزل شروع کی تو اس شعر پر آپ وجد میں آ گئے

جمالِ یار چوں خورشید تاباں ز جیبِ جاں سرستاں بر آمد

حضور ممدوح کے پیچھے حضرت صاحبزادہ مولانا خواجہ محمود بخش علیہ الرحمۃ کھڑے تھے۔ ان کے پاس تقریباً تین سو روپے چادر میں بندھے ہوئے تھے جو آپ نے یکبار قوالوں کو عطا کر دیئے۔ اس سے تمام مجلس جوش میں آ گئی۔ ہر شخص پر عالم بیہوشی اور گریہ طاری تھا جس کے پاس جو تھا نقد یا کپڑا وہ حضور پر نثار کر کے قوالوں کو دے رہا تھا عجب ذوق کی کیفیت تھی سبحان اللہ۔

کوٹلہ موسیٰ خاں علاقہ احمد پور میں حضور کے لنگر کے لئے سرکار کی طرف سے منہائی و تخفیف بہاولی مقرر تھی۔ اقوام آہنگر کے مزارعان نے جو حضور کے غلام تھے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ کنواں نہ ہونے کے سبب ایک فصل کی پیداوار نہیں ہوتی۔ قریب میں کوئی کنواں نہیں ہے کہ مخلوق کو پانی پینے کی آسانی ہو اگر حضور فی سبیل اللہ کنواں کھدوانے کا ارشاد فرما دیں تو کیا ہی اچھا ہو مخلوق کو بھی فائدہ پہنچے گا اور فصلیں بھی دو ہوں گی۔ حضور انور نے کسی غلام کو ارشاد فرما دیا اور خود بدولت نے ملتان کی طرف تشریف لے جانے کی حسب معمول تیاری فرمائی۔ شاید اس سال حضرت خواجہ غریب نواز کی زیارت کے لئے اجمیر شریف وغیرہ مقاماتِ متبرکہ پر تشریف لے جا رہے تھے۔ ملتان سے واپسی پر جلال پور ہوتے ہوئے کوٹلہ موسیٰ خاں میں تشریف لائے۔ کنواں تیار ہو چکا تھا۔ مزارعان نے قدمبوسی کی اور عرض کیا کہ حضور کے حسب ارشاد کنواں تیار ہو گیا ہے۔ مگر کنوئیں کا پانی تلخ اور خراب نکلا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ پانی لاؤ۔ چنانچہ آپ نے پانی ملاحظہ فرمایا اور پھر کنوئیں پر اپنے قدم مبارک رکھے اور کہا کہ اب کنوئیں میں سے پانی نکالو۔ حضور ممدوح نے تھوڑا سا پانی اپنے منہ میں لیا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ صرف ایسا کرنے سے کنوئیں کا پانی اس قدر میٹھا ہو گیا کہ کوٹلہ موسیٰ خاں میں کسی کنوئیں کا پانی اتنا میٹھا اور عمدہ نہیں۔ وہ کنواں اب تک موجود ہے۔ کبھی اس میں ٹوٹ پھوٹ نہیں ہوئی اور اب تک ہماری ملکیت ہے۔

Marfat.com

نقل ہے کہ حضرت خواجہ غوث بخش شداتوی ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ کو صاحبزادہ میاں عبداللہ متوفی اور زیارت کی غرض سے حضرت قبلہ احمد پوری کی خانقاہ پر تشریف لے گئے۔ استاذی مولوی نظام الدین مدرس عربی احمد پوری بھی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت قبلہ تونسوی صاحب کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے نقل کیا ہے کہ اس نے حضرت قبلہ تونسوی صاحب سے سنا ہے۔ واللہ اعلم کہ حضرت صاحب موصوف نے کیا فرمایا تھا اور اس شخص نے کیا سمجھا تھا کہ میاں یعقوب محمد مرحوم وزیر جو حضرت قبلہ احمد پوری کا مرید تھا انتقال کے وقت ایمان نہیں رکھتا تھا۔ اس بیان پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے میاں صاحب قبلہ شداتوی فرماتے تھے کہ میں حکایت کرتا ہوں کہ حضرت قبلہ احمد پوری کے وصال کے بعد وزیر مذکور ہمیشہ حضور کے صاحبزادگان کے ساتھ نیاز رکھتا رہا اور لنگر وغیرہ پر بھی خرچ کیا کرتا تھا۔ کوئی سید صاحب جن کا نام محمد شاہ تھا۔ اور علاقہ لاہور پنجاب کے رہنے والے تھے یہاں وزیر مذکور کے پاس آئے اور قیام کیا۔ چونکہ سید صاحب مذکور اثنا عشری تھے اس لئے وہ ان کی محبت کی وجہ سے ان کے مذہب کی طرف راغب ہو گیا۔ کلیۃً مذہب تبدیل نہیں کیا۔ یہ خبر سن کر حضرت خواجہ تاج محمود ؒ نے اپنے ایک مرید کو جو وزیر کا رشتہ دار اور آشنا تھا میاں یعقوب وزیر مرحوم کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ اس سے میری طرف سے سلام کہہ کر کہنا کہ تم میرے پیر بھائی اور حضرت خواجہ غریب نواز قبلہ احمد پوری کے غلام ہو۔ بہتر ہے کہ تم دوسرے مذہب سے باز آجاؤ ورنہ عنقریب ہلاک ہو جاؤ گے۔ شخص مذکور حسب الارشاد وزیر مرحوم کے پاس گیا اور آپ کا پیغام دیا۔ دو دفعہ اس نے بات کی لیکن وزیر خاموش رہا۔ تیسری بار جب اس نے کہا کہ تم نے جواب نہیں دیا تو وزیر نے کہا کہ میری طرف سے حضور کی خدمت میں نیاز عرض کرنا اور کہنا کہ حضور میں آپ اور قبلہ احمد پوری کا غلام ہوں۔ اگر حضور کا منشا یہی ہے کہ میں کسی سے فائدہ نہ اٹھاؤں تو نہیں اٹھاؤں گا۔ حضور کا فرستادہ یہ جواب لیکر حضور کی خدمت میں واپس چلا گیا۔ حضرت خواجہ تاج محمود یہ جواب سن کر جوش میں آگئے۔ اور خاموش ہو گئے۔ دو تین دن کے بعد سنا کہ وزیر موصوف کو نواب صاحب بہادر ثالث ثانی نے قید کر دیا ہے۔ حضور یہ خبر سن کر نواب صاحب کے پاس جانے کے لئے تیار ہوئے آپ کہتے تھے کہ وزیر میرا پیر بھائی ہے۔ میں اس کی رہائی کے لئے کوشش کروں گا۔ ابھی آپ راستے میں ہی تھے کہ سنا وزیر کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اسی اثنا میں علاقہ چاچڑاں کے ایک مولوی صاحب جو حضور کے مرید اور وظیفہ

Marfat.com

تھے اس خبر سے حیران اور رنجیدہ تھے۔ وہ کہتے تھے کہ وزیر موصوف درویشوں اور بزرگوں سے بیحد نیاز رکھتا تھا۔ حضور قبلہ احمد پوری سے صحیح بیعت تھی۔ درود وظائف اور شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ صبح کا وقت ہے مُلّا نے اذان دی ہے اور میں (مولوی صاحب) وضو کر کے نماز پڑھنے مسجد میں جاتا ہوں۔ وہاں دیکھتا ہوں کہ میاں یعقوب محمد وزیر مرحوم گھوڑے پر سوار چار پانچ سو دیگر سواروں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے آئے ہیں اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر واپس جارہے ہیں۔ میں مسجد کے مُلّا سے پوچھتا ہوں کہ فلاں وزیر ہے وہ کہتا ہے کہ ہاں وہ وزیر ہے اور میں اس مسجد کا امام ہوں۔ یہ مسجد اسی وزیر نے بنوائی ہے اور ہمیشہ میرے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ خواب سے بیدار ہو کر صبح کے وقت خوشی خوشی حضرت تاج محمود صاحب کی خدمت میں آتا ہوں۔ مجھے دور سے دیکھ کر آپ فرماتے ہیں حوصلہ حوصلہ۔ میں قدمبوسی کے بعد بیٹھ جاتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ تم کیوں روتے ہو۔ اور کیا خیال کرتے ہو۔ چونکہ یعقوب محمد حضرت قبلہ احمد پوری کا مرید تھا اس لئے اس جہان میں اس کی جو تعظیم و تکریم ہوتی تھی ویسی ہی اس جہان میں بھی ہو رہی ہے۔

حضرت میاں صاحب خواجہ غوث بخش شدانوی نے مجھ فقیر خاکراہِ درد منداں محمد نجم الدین معروفی کرخی چشتی احمد پوری و مولوی صاحب مدرس عربی اور دیگر حاضرین سے جن میں میرے بھائی مولوی دین محمد صاحب علیہ الرحمتہ اور حضرت مولوی محمد سیف الدین صاحب بھی تھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صورت حال یہ ہے۔ ہر کسی نے کہا کہ بجا اور درست ہے کہ وزیر مذکور شہید و صاحب ورد و وظیفہ خواں اور شیخ کامل سے بیعت تھا۔ اور وزیر موصوف کا ہمیشہ یہ دستور تھا کہ حضور غریب نواز قبلہ احمد پوری کے دربار پر روزانہ آتا تھا اور پانچ روپے اور شیرینی حضرت شیخ المشائخ مولانا خواجہ محمد نظام الدین صاحب و حضرت مولانا حاجی محمد نصیر بخش صاحب کہ کم سن تھے ان کی خدمت میں پیش کرتا تھا اور غریب نواز کے صاحبزادہ صاحبان مولانا خواجہ محمود بخش و خواجہ محمد بخش کی زیارت کرنے کے بعد کچہری جاتا تھا۔

حضرت میاں صاحب قبلہ شدانوی مزید فرماتے تھے کہ حضرت قبلہ خواجہ تاج محمود ہمیشہ حضرت قبلہ احمد پوری کی زیارت کے لئے عرس کے موقعہ پر احمد پور تشریف لاتے تھے۔ فرنگی کی کوٹھی کے قریب جو ایک دو میل کے فاصلہ پر ہے سواری سے اتر کر پا پیادہ شہر میں داخل ہوتے تھے۔ اور ننگے پاؤں خانقاہ شریف میں حاضر ہوتے تھے۔ چند یوم اور بعض دفعہ چالیس دن یہاں قیام فرماتے تھے۔ اس

Marfat.com

دوران حضرت خانصاحب والئ ریاست اپنے ڈیرہ پر قدم رنجہ فرمانے کی استدعا کرتے تو فرماتے تھے کہ حضور کے پاس سے رخصت ہوکر آپ کے ڈیرہ پر آؤں گا۔ چنانچہ خانصاحب بار بار خانقاہ مبارک میں آتے اور گذارش کرتے۔ لیکن حضرت میاں صاحب روانگی کے دن چھپ کر چاچڑاں شریف روانہ ہو جاتے اور نواب صاحب کے ڈیرہ پر نہ جاتے۔ آپ فرماتے تھے کہ اہلِ دنیا کے نزدیک جانا مناسب نہیں ہے۔

حضرت قبلہ احمد پوری اور حضرت خواجہ تاج محمود صاحب رضی اللہ عنہما کے خوارقِ عادات اور کرامات اظہر من الشمس ہیں۔ انھیں تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ ہمارے دلوں کو نورِ معرفت سے منور فرمائے۔

حضرت حاجی محمد نصیر بخش صاحب سے جو حضرت قبلہ احمد پوری کے نواسے تھے نقل ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ تاج محمود صاحب حضرت قبلہ غریب نواز احمد پوری قدس سرہما کے عرس پر ناسازیٔ طبع کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ دوسرے سال عرس پر تشریف لائے تو حضرت مولانا خواجہ محمود بخش صاحب (صاحبزادہ کلاں حضرت قبلہ احمد پوری) نے حضرت سے کہا کہ گذشتہ سال عرس پر آپ تشریف نہ لائے، تمام لوگ آپ کی زیارت کے مشتاق تھے اور مجلس میں آپ کے بغیر رونق نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نہ آنے سے کیا ہوتا ہے۔ میں تو حضرت قبلہ احمد پوری کا غلام ہوں۔ اس دربار کی رونق تو ایسی ہے کہ قیامت تک باقی رہے گی۔

حضرت مولوی محمد حامد صاحب شدانوی سے منقول ہے کہ شروع میں حضرت میاں محمد شریف صاحب شدانوی خلیفہ حضرت خواجہ غریب نواز احمد پوری قبلۂ عالم کی خانقاہ پر کوٹ مٹھن میں مجاہدہ وغیرہ کیا کرتے تھے کیونکہ آپ کی بیعت حضرت سلطان الاولیاء قبلۂ عالم خواجہ محمد عاقل صاحب سے بھی تھی۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ تاج محمود اپنے جدامجد کی زیارت کے لئے کوٹ مٹھن میں خانقاہ مبارک پر تشریف لے گئے۔ میاں صاحب شدانوی موصوف حوض پر بیٹھے تھے۔ حضرت خواجہ تاج محمود نے انہیں دیکھ کر فرمایا اگر کسی سے فیض کی خواہش ہے تو حضرت قبلہ احمد پوری کی خدمت میں جائیے۔ موصوف اس ارشاد کے بعد احمد پور میں حضرت کے پاس آئے اور وہاں ٹھہرے کرمِ ایزدی سے فیضیاب بھی ہوئے اور مجاز بھی قرار دیئے گئے۔

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت قبلہ احمدپوری، حضرت میاں محمد شریف شدانوی اور حضرت مولانا خواجہ تاج محمود عرس پر کوٹ مٹھن تشریف لے گئے۔ واپسی پر میاں صاحب شدانوی نے حضرت قبلہ احمدپوری سے عرض کیا کہ میرا بازو حضرت خواجہ تاج محمود صاحب کے سپرد کر کے جائیں۔ حضور احمدپوری نے خواجہ تاج محمود کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور میاں شدانوی کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ اس روز سے حضرت قبلہ احمدپوری کے حسب الارشاد میاں صاحب شدانوی پر آپ کا التفات بہت زیادہ ہو گیا

سلسلہ شریف چشتیہ بہشتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے کہ از کنج خفی از عین اظہار آمدی ‏ — ‏ با ہمہ اسمائے حسنی خود نمودار آمدی
کردی از اطلاق خود در نقطۂ وحدت ظہور ‏ — ‏ در لباس میم احمد شاہ مختار آمدی
حسن مجمل را چو از اعیان مفصل ساختی ‏ — ‏ کسوت شیر خدا پوشیدہ کرّار آمدی
اے تجلائے جمال خود حسن بصری شدی ‏ — ‏ ہمچو عبدالواحد واحد بہ اطوار آمدی
از ظہور فیض خود گشتی مسمّیٰ با فضیل ‏ — ‏ بر سریر بلخ سلطان و جہاندار آمدی
گہ سدید الدین شدی در عشق از راہ سداد ‏ — ‏ گہ امین الدین امین راز دلدار آمدی
کسوت ممشاد پوشیدی بصد شان علو ‏ — ‏ شام بو اسحاق را چوں صبح انوار آمدی
خود ابی احمد شدی اے قدوۂ دنیا و دیں ‏ — ‏ ناصر حق بو محمد بخت بیدار آمدی
گاہ بو یوسف شدی و گاہ مودود جہاں ‏ — ‏ با چناں نقد تلبّس گرم بازار آمدی
در طواف کعبۂ معنیٰ شدی حاجی شریف ‏ — ‏ ہمچو عثمان مقتدائے حزب ابرار آمدی
از پئے ہر مستعیں کردی معین الدین لقب ‏ — ‏ رحمت اہل جہاں خورشید انوار آمدی
مرکز عالم گرفتی در محیط فیض خود ‏ — ‏ ہمچو قطب الدین شدہ بر عرش طیار آمدی
از کمال انوار فیض خود فرید الدین شدی ‏ — ‏ صد ہزاراں تشنہ کاماں را شکر بار آمدی
ہمچو محبوب الٰہی با ہزاراں عز و ناز ‏ — ‏ از نظام اندر جہاں سلطان سالار آمدی

Marfat.com

کردی از رخسار خود روشن چراغ دہلوی — در کمال از علم علامہ گہر بار آمدی
در شبستان دو عالم خود سراج الدین شدی — ہمچو علم الحق بعلم دیں خبر دار آمدی
کسوت محمود را چن کرد گشتی جلوه گر — خود جمال الدین با حسن رخسار آمدی
با ہمہ خلق و حُسن مثل حسن کردی ظہور — وہ کہ چوں شیخ محمد خوب کردار آمدی
از پئے احیاءِ دلہا کردۂ یحیٰی لقب — قطب وار اندر مدینہ مرکز اسرار آمدی
بر سر کوه طور دل مثل کلیم اللہ شدی — در تماشائے تجلّی محو دیدار آمدی
خود نظام الدین توئی اورنگ زیب معرفت — در نظام سلسلہ چوں دُرِّ شہوار آمدی
بسکہ از فقرا تم کردی لقب فخر جہاں — آشکارا رحمتِ عالم بدیدار آمدی
جلوۂ نور محمد کردی از ملکِ وجود — وہ کہ در شہر شہود ایں مورد انوار آمدی
بعد ازاں قاضی شدی بر مسندِ دینِ نبی — چوں محمد عاقل اندر شرع مختار آمدی
کردۂ ہمنام خود سلطان محمود از کرم — وہ کہ بایں بادشاہی بندہ پرور آمدی
گل محمد از نسیم فیض خود بشگفتہ — تازه در بازار احمد پور رنگدار آمدی
اے شریف از جملہ پس ماندی نہاں در کنج غیب — آخر اندر شہر شیدانی باظہار آمدی
بر سپہر حسن تو تو تاج محمود است مہر — عاشقاں روئے خود را پرده بردار آمدی
حافظ فضل علی کاں مظہر آیات تُست — خود توئی در سکھانی والہ ہوشیار آمدی
سالہا شد تشنہ ام یک جرعۂ برنام خود — ساقیٔ من بادہ پیما مست سرشار آمدی

تاریخ ولادت ووصال حضرت خواجہ گل محمدؒ

حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری کی تاریخ ولادت ۱۱۶۹ھ اور تاریخ وصال بروز جمعہ ۹ محرم ۱۲۴۳ھ ہے۔ اس شعر سے دونوں تاریخیں ظاہر ہیں۔

سنینش مہ تولد فیض رزاق (۱۱۶۹ھ) — وصالش دان تو منظور الٰہی (۱۲۴۳ھ)

Marfat.com

قطعہ تاریخ وفات

مولوی و عالم علم علی — مظہر اسرار خفی و جلی
آں گل بستاں محمد چوں گنج — زیر زمیں شد بہ لبی خوشدلی
ماہ و چو فرش زکمال ظہور — بر فلک غیب شدہ منجلی
یوم الجمعہ زمحرم نہم — وقت صبح شد بمکان علی
آہ کزیں ہائلہ واقعہ — گشتہ زغم جملہ جہاں ممتلی
فکر نمودم پئے تاریخ آں — کردہ زدست کرمش سائلی
ہاتفم از سال وصالش زغیب — گفت بفردوس خرامد ولی ۱۲۴۳ھ

ایضاً

مولوی شیخ گل محمد پیر — کرد در رفتن بہشت شتاب
لفظ تاریخ وصل او ہاتف — گفت مغفور بے حساب و جواب ۱۲۴۳ھ

روضۂ مبارک کی تعمیر ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔ مولوی عبدالرحمٰن مرحوم سابق مدرس عربی خیرپور نے قطعہ تاریخ کہا جو مندرجہ ذیل ہے۔

قطعہ تاریخ مقبرہ خواجہ گل محمد احمدپوریؒ

گل محمد خواجہ مولانا کہ بود — از کمال زہد منظور اللہ
کرد چوں از دار دنیا انتقال — گشت در فردوس مغفور اللہ
بود چوں او مظہر انوار حق — روضہ اش ہم مظہر نور اللہ
بانیش شد مولوی[1] نصیر بخش — زیں سعادت گشت ماموراللہ

---

[1] مصرعہ وزن سے خارج ہے۔ شاید غلط چھپ گیا ہے۔ ہمارے دوست حسن میرانی بہاولپوری

Marfat.com

مولوی نجم دیں ہم سعی کرد | شد برائے اجر مزدور الٰہ
از سر بہجت پئے تاریخ آں | گفت ہاتف روضۂ نور الٰہ

۱۳۰۵ھ

حضرت خواجہ گل محمد احمد پوریؒ کی اولاد

حضرت خواجہ گل محمدؒ کے دو فرزند تھے۔ ایک مولانا خواجہ شیخ محمود بخش اور دوسرے مولانا خواجہ محمد بخش۔ خواجہ محمود بخش کی تاریخ وفات ۱۲۸۹ھ ہے۔ مزار حضرت خواجہ گل محمد کے روضہ کے احاطہ میں ہے۔ مولوی محمد ادریس نے قطعہ تاریخ کہا جس کا آخری شعر یہ ہے۔

بہر تاریخ وصل آں عارف | گفت ہاتف بگو خجستہ کار ۱۲۸۹ھ

خواجہ محمد بخش کا انتقال ۱۲۹۷ھ میں ہوا۔ مزار ملتان میں حضرت غوث بہاؤالدین کے روضہ مبارک کے پاس ہے۔ قطعہ تاریخ کا یہ شعر یہاں درج کیا جاتا ہے۔

بہر سال وصل آں ادریس را | اخترے نیکو ز ہاتف شد ندا ۱۲۹۷ھ

خواجہ محمد بخش کے بیٹے شیخ حاجی محمد نصیر بخش تھے۔ آپ والیٔ ریاست بہاول پور کی طرف سے بیکانیر میں وکیل سرکار تھے۔ آپ کا انتقال ۱۳۱۰ھ میں ہوا۔ خواجہ محمود بخش کے دو فرزند تھے۔ ایک شیخ محمد نظام الدین دوسرے شیخ مولوی اللہ یار صاحب۔ شیخ اللہ یار صاحب لاولد تھے۔ البتہ شیخ محمد نظام الدین کے تین فرزند تھے۔ ایک مولوی شیخ دین محمد۔ دوسرے مولوی شیخ محمد سیف الدین اور تیسرے شیخ نجم الدین معروفی کرخی (مرتب تکملہ سیر الاولیاء) سجادہ نشین خانقاہ قبلہ احمد پوری مولوی شیخ دین محمد کے ایک فرزند محمود بخش اور دوسرے شیخ خدا بخش ہیں۔

نے بھی آپ کی تاریخ وفات نکالی ہے جو یہ ہے ؎

آپ نے کھولے ہیں اسرار و رموز معرفت | بحر عرفان و حقیقت کے شناور آپ ہیں
آپ کی تاریخ کا کیا حسن حسن سے ہوا ادا | آفتاب عارفاں اللہ اکبر آپ ہیں

۱۲ ھ ۴۲

Marfat.com

شیخ محمد سیف الدین کے ایک فرزند شیخ گل محمد المعروف محمد نواز ہیں جن کی رہائش ملتان میں ہے کاتب الحروف (شیخ نجم الدینؒ) کا ایک فرزند ہے جس کا نام شیخ غلام معین الدین ہے۔

اضافہ ـــــــ خواجہ معین الدین جو ملتان میں رہائش رکھتے ہیں ان کے تین لڑکے ہیں۔ عمر احمد، حسین احمد اور محبوب احمد۔ عمر احمد زمینداری کرتے ہیں۔ حسین احمد ولایت میں ملازم ہیں محبوب احمد طبابت کا شغل کرتے ہیں۔ ان سب کی مستقل رہائش ملتان میں ہی ہے۔

شیخ گل محمد المعروف محمد نواز خلف شیخ محمد سیف الدین کے بیٹے حکیم فدا حسین ہیں۔ یہ بھی ملتان میں سکونت پذیر ہیں۔

خواجہ غلام نظام الدین کی اولاد نرینہ نہیں۔ البتہ پانچ لڑکیاں ہیں۔ حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری کی خانقاہ کی دیکھ بھال آپ ہی کے سپرد ہے۔ بہت متوکل اور فقیر منش انسان ہیں۔ دنیوی راحت و آسائش کا دور دور تک پتہ نہیں۔ بڑے بھائی خواجہ معین الدینؒ جو صاحبِ حیثیت ہیں عرس کے دنوں میں ملتان سے یہاں تشریف لاتے ہیں اور عرس کے جملہ اخراجات کی کفالت کرتے ہیں۔

لہ آپ کی تاریخ وفات ۱۲ صفر ۱۳۱۹ھ ہے آپ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے (اشاراتِ فریدی جلد دوم صفحہ آخری)

لہ کتاب ہذا طباعت کے مراحل میں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ایک فرزند عطا کیا۔ جس کا نام غلام نظام الدین رکھا گیا۔

سلہ خواجہ معین الدین صاحب کا بھی پچھلے دنوں انتقال ہو گیا۔ آپ خواجہ غلام نظام الدین سے تین ماہ بڑے تھے۔ دونوں کی مائیں الگ تھیں۔

Marfat.com

نسب نامہ حضرت خواجہ گل محمد احمد پوریؒ

حضرت ابو البشر آدم صفی اللہ علیہ السلام۔ ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام۔ ان کے بیٹے انوش۔ ان کے بیٹے قینان۔ ان کے بیٹے مہلائیل۔ ان کے بیٹے بیارد۔ ان کے بیٹے اخنوخ۔ ان کے بیٹے متوشلخ۔ ان کے بیٹے لامک۔ ان کے بیٹے نوح علیہ السلام۔ ان کے بیٹے شام۔ ان کے بیٹے ارفخشد۔ ان کے بیٹے شالخ۔ ان کے بیٹے عابر۔ ان کے بیٹے فالغ۔ ان کے بیٹے ارغو۔ ان کے بیٹے شاروخ۔ ان کے بیٹے ناخور۔ ان کے بیٹے آزر۔ ان کے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بیٹے حضرت اسماعیل۔ ان کے بیٹے قیذار۔ ان کے بیٹے حمل۔ ان کے بیٹے ثابت۔ ان کے بیٹے سلامان۔ ان کے بیٹے ہمیع انکے بیٹے اُدد۔ انکے بیٹے اُدّ۔ ان کے بیٹے عدنان۔ ان کے بیٹے معدّ۔ ان کے بیٹے نزار۔ ان کے بیٹے مضر۔ ان کے بیٹے الیاس علیہ السلام۔ ان کے بیٹے مدرکہ۔ ان کے بیٹے خزیمہ۔ ان کے بیٹے کنانہ۔ ان کے بیٹے نضر۔ ان کے بیٹے مالک۔ ان کے بیٹے فہر۔ ان کے بیٹے غالب۔ ان کے بیٹے لویٔ۔ ان کے مبارک بیٹے کعب تھے جو حامل نور جناب سرور کائنات مبدٔ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن کی اولاد تا قیامت سورج کی طرح روشن رہے گی۔

لویٔ کے دو فرزند تھے۔ ایک کعب اور دوسرے عامر۔ کعب کے فرزند مرہ۔ ان کے بیٹے کلاب۔ ان کے بیٹے قصی۔ ان کے بیٹے عبد مناف۔ ان کے بیٹے ہاشم۔ ان کے بیٹے عبدالمطلب ان کے بیٹے حضرت عبداللہ۔ ان کے مبارک فرزند حضرت سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لویٔ کے دوسرے فرزند عامر۔ ان کے دو فرزند۔ ایک نبل۔ ان کے بیٹے مالک۔ ان کے بیٹے نضر۔ ان کے بیٹے عبدود۔ ان کے بیٹے عبدالشمس۔ ان کے بیٹے حی۔ ان کے بیٹے لیث۔ ان کے بیٹے عبدالصمد۔ ان کے بیٹے ہذیل جو حضرت امام المشارق والمغارب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ ان کے بیٹے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ دوسرے معادیہ۔ ان کے بیٹے محمد محسن

Marfat.com

جو دشت کربلا میں شہید ہوئے ۔ ان کے بیٹے عیسیٰ ۔ ان کے بیٹے سلمان ۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ۔ ان کے بیٹے زید ۔ ان کے بیٹے سعد ۔ ان کے بیٹے مسعود ۔ ان کے بیٹے سلیمان ۔ ان کے بیٹے فیروزان بعض اصحاب فیروز ۔ ین اور بعض فیروز علی کرخی لکھتے ہیں ۔ یہ حضرت امام علی موسیٰ رضا کے دربان تھے ۔ اور حضرت نے ان کو آزاد کر دیا تھا ۔ کہتے ہیں کہ ایک روز لوگوں کے ہجوم میں آپ کچلے گئے اور جاں بحق ہوگئے ۔ آپ کے مبارک بیٹے کا نام خواجہ معروف کرخی ہے جو سلاسل کرخیاں قادریاں چشتیاں اور سہروردیاں کے شیخ الشیوخ تھے ۔ آپ کی کنیت ابومحفوظ تھی ۔ آپ کا شمار طبقۂ اول کے مشائخ میں ہوتا ہے ۔ ۲ محرم ۲۰۰ھ میں آپ کا وصال ہوا ۔ آپ کا مزار بغداد شریف کے محلہ کرخ میں ہے ۔ کہتے ہیں کہ آپ کے مزار پر جو دعا کی جاتی ہے وہ مستجاب ہوتی ہے ۔ آپ نے سلطان الاولیا امام الہمام حضرت امام علی موسیٰ رضا سے خلافت حاصل کی تھی ۔ اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ داؤد طائی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے ۔ آپ کے حالات اور کشف و کرامات تذکرۃ الاولیا میں درج ہیں ۔

حضرت خواجہ معروف کرخی کے بیٹے خواجہ محمد محفوظ ۔ ان کے بیٹے شیخ محمد حسان کے بیٹے شیخ حامد ۔ ان کے بیٹے شیخ محمد جعفر ۔ ان کے بیٹے شیخ عبدالغنی ۔ ان کے بیٹے شیخ جمال الدین ۔ ان کے بیٹے شیخ محمد عارف ۔ ان کے بیٹے شیخ شہاب الدین ۔ ان کے بیٹے شیخ محمد صالح ۔ ان کے بیٹے شیخ حیدر حسان کے بیٹے شیخ محمد نصیر ۔ ان کے بیٹے شیخ نظام الدین ۔ ان کے بیٹے شیخ سعیدالدین ان کے بیٹے شیخ رشیدالدین ۔ ان کے بیٹے شیخ محمد تقی ۔ ان کے بیٹے شیخ عباس علی ۔ ان کے بیٹے شیخ نورالدین ۔ ان کے بیٹے شیخ امان اللہ ۔ ان کے بیٹے شیخ امان اللہ ۔ ان کے بیٹے شیخ مراد علی ۔ ان کے بیٹے حافظ محمود ۔ ان کے بیٹے شیخ حاجی احمد ۔ ان کے بیٹے شیخ حاجی علی رضا ۔ ان کے بیٹے شیخ حافظ احمد ان کے بیٹے شیخ ظہیرالدین ۔

شیخ ظہیرالدین شاہجہاں بادشاہ کے عہد میں بخارا سے دارالسلطنت ہند میں آئے ۔ شیخ الاسلام کے منصب پر فائز ہوئے اور ملتان میں سکونت اختیار کی ۔ ملتان کی مسجد میں خود اذان دیتے تھے ۔ اس سبب سے عوام الناس میں شیخ الاسلام بانگہ مشہور ہو گئے ۔ اور یہی لقب پڑ گیا ۔ شیخ الاسلام شیخ ظہیرالدین کے دو بیٹے تھے ۔ ایک شیخ عبداللہ بن یوسف شاہ عبدالعزیز بادشاہ بخارا کے استاد رہے تھے ۔ اور وہیں استقامت

Marfat.com

رکھتے تھے۔ دوسرے بیٹے شیخ حاجی رحم علی ملتان میں پیدا ہوئے تھے۔ شیخ بدرالدین کے ایک بیٹے شیخ کرم علی تھے جو شیخ کریم داد کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ اپنے والد کی وفات کے بعد اورنگ زیب بادشاہ کے عہد میں ملتان میں آئے اور اپنے جد بزرگوار کے مزار پر فاتحہ پڑھی پھر بادشاہ سے ملاقات کے لئے دہلی گئے بادشاہ نے آپکو خلعت فاخرہ سے نوازا اور پرگنہ ظریف پور کہنہ (رئیہ) پرگنہ ملتان لنگر اور دوسری ضروریات کے لئے نذر کئے۔ اس کے بعد ملتان تشریف لے آئے۔ یہاں عوام الناس میں شیخ کریم داد وڈپگڑ (بڑی پگڑی والے) کے نام سے شہرت ہوئی۔ شیخ کریم داد کے چار بیٹے تھے۔ شیخ محمد حسین۔ شیخ خالق داد (لاولد) شیخ اللہ داد (لاولد) اور شیخ رحیم داد۔ شیخ محمد حسین کے چار بیٹے تھے۔ ایک شیخ حافظ عبدالرشید، دوسرے شیخ محمد صدیق۔ شیخ محمد زمان اور شیخ کریم داد (لاولد) شیخ رحیم داد اور شیخ محمد صدیق ان کے دو بیٹے تھے شیخ محمد بخش لاولد) اور شیخ محمد فاروق جو بنگال کی طرف چلے گئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ باقی تین بھائیوں سے جو اولاد ہوئی وہ ملتان۔ خیر پور۔ بہاول پور۔ مبارک پور اور احمد پور میں موجود ہے

شیخ حافظ عبدالرشید کے ہاں ملتان میں جو فرزند تولد ہوا وہ حضرت شیخ گل محمد حکیم ہیں۔ ان سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک شیخ غلام حسین حکیم جو لاولد تھے اور جن کا گڑھی اختیار خاں۔ خانپور عزبیہ میں انتقال ہوا۔ دوسرے شیخ محمد رشید حکیم۔ تیسرے شیخ محمد صدیق حکیم۔ چوتھے شیخ محمد یوسف اور پانچویں شیخ مولوی اللہ یار حکیم تھے۔

حضرت شیخ مولوی اللہ یار کے ہاں شیخ المشائخ غریب نواز خواجہ گل محمد قبلہ احمد پوری پیدا ہوئے جو تمام سلاسل بالخصوص سلسلۂ چشتیہ میں خاتم الاولیاء کی حیثیت رکھتے تھے۔ قاضی الحاجات قاضی خواجہ محمد عاقل سے خلافت ملی۔ خواجہ سلطان محمود خان بیلہ والے جو قاضی صاحب کے خلیفۂ اعظم تھے انہوں نے بھی خلافت سے ممتاز کیا تھا۔

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ بہشتیہ

ذیل میں خواجہ غلام فرید سجادہ نشین درونق بخش کوٹ مٹھن شریف وچاچڑاں شریف کا منظوم شجرہ درج کیا جاتا ہے۔ فقیر نجم الدین آپ کی ہی تجویز اور ارشاد کے بموجب تکملہ سیر الاولیا کو طبع کرانے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ امید ہے خاکسار کو دعائے خیر سے یاد رکھا جائے گا۔

بیچارۂ و عاجز و مضطرم — اے حضرت رب معیں مددے
ہر لحظہ عنایت مے طلبم — از بہر رسول امیں مددے
درماندہ و بے کس و متعبم — اے چارۂ مضطر بیں مددے
از بہر مشاہدہ جاں بلبم — اے راحت روح حزیں مددے
بے ریب رسول کریم توئی — بے شبہ رؤف و رحیم توئی
بے شک احد بے میم توئی — یا طٰہٰ و یٰسیں مددے
از خوان تو ہر کس زلّہ ربا — وز جود و نشو و نما ہمہ را
محمود محمد نور خدا — اے مبدأ دیں یقیں مددے
مخصوص برحمتِ لم یزلی — دانندۂ راز خفی و جلی
اے بانیٔ فقر علی ولی — اے والیٔ حصن حصیں مددے
اے دار حکم را باب توئی — مولائے ہمہ اصحاب توئی
فاروق خطا و صواب توئی — اے افضل صدیقیں مددے
تو مردم دیدۂ ہر بشری — در جہد جہاد اولی النظری
اے خواجۂ ما حسن البصری — سر حلقۂ مجتہدیں مددے
متشرع و متقی و زاہد — متورع و محتسب و جاہد

Marfat.com

بوالفضل شہے عبدالواحد ‌ ‌ ‌ اے واصلِ علّیئن مددے

بوالفیض فضیل عیاض شہا ‌ ‌ ‌ بر مطلع سنّت رشک مہا

در جنب فیاضیت مہر شہا ‌ ‌ ‌ اے شیخ بہشت بریں مددے

اے زیب عرب اے فخر عجم ‌ ‌ ‌ سلطان بدو کون امیرام

اے ابراہیم ابن الادہم ‌ ‌ ‌ اے شیخ شیوخ زنیں مددے

سلطان طریقت راسخ دم ‌ ‌ ‌ خوش وسراپا جود وکرم

اے شیخ خذیفہ نیک شیم ‌ ‌ ‌ اے عین خصال بہتیں مددے

اعلی العرفان بلند قدر ‌ ‌ ‌ دراہل دلاں بس صاحب فر

معروف ہُبیرہ عرش مقر ‌ ‌ ‌ اے شیخ امین الدین مددے

با عشق الٰہی معمور رہے! ‌ ‌ ‌ وزجام محبت مخموری

ممشاد علوالدینور رہے ‌ ‌ ‌ محبوب کہین ومہین مددے

در علم شہی آفاق توئی ‌ ‌ ‌ درکشف حقائق طاق توئی

سلطان ابو اسحاق توئی ‌ ‌ ‌ سر سلسلۂ تلقیں مددے

اے بو احمد ابدال لقب ‌ ‌ ‌ اے عارف عالی پاک نسب

حنفی مذہب وصوفی مشرب ‌ ‌ ‌ اے مایۂ محتشمیں مددے

سرمست زجام مئے سرمد ‌ ‌ ‌ اے واحد گشتہ بذات احد

اے خواجہ ابن ابی احمد ‌ ‌ ‌ مشہور بہ ناصرِ دیں مددے

تو یوسف مصر ولایت را ‌ ‌ ‌ از حسن تو زینت زیب ضیا

خورشید منوّر اوج بقا ‌ ‌ ‌ اے مشرق نور مبیں مددے

ہر جاندہ را محمود توئی ‌ ‌ ‌ ہر قاصد را مقصود توئی

ہر عارف را مودود توئی ‌ ‌ ‌ اے قطب یسار ویمیں مددے

ارباب شریعت را افسر ‌ ‌ ‌ اصحاب طریقت را رہبر

مخدوم جہانِ شریف سہر ‌ ‌ ‌ اے حاجیٔ مکہ نشیں مددے

Marfat.com

ای رکن ولایت جانِ جہاں   در قبضۂ حکم تو کون ومکاں
ای گنج حیا و وفا عثمان   در بقعۂ بکہ دفیں مددے
ای تازہ شدہ ایمان زتو   صد ذوق بہریک جان زتو
اسلام بہ ہندوستان زتو   ای شیخ معین الدیں مددے
از خنجرِ عشق شہید توئی   با دولت وجد وحید توئی
در مقصد صدق قعید توئی   ای خواجۂ قطب الدیں مددے
با صدق فرید غلام تو شد   از روز ازل در دام تو شد
مشہور جہاں بنام تو شد   ای شیخ فرید الدیں مددے
خورشید جبین و ماہ لقا   منظور نبی محبوبِ خدا
از مہر تو تافت بہند ضیاء   ای شیخ نظام الدیں مددے
مستغرق بحرِ شہود توئی   مستہلک نور وجود توئی
موجود بحق مشہود توئی   ای شیخ نصیر الدیں مددے
ای گلبن حسن جمال توئی   ای بلبل باغ وصال توئی
سرمایۂ فضل وکمال توئی   ای شیخ کمال الدیں مددے
ای بزمِ ولایت را تزئیں   در راہِ طریقت نور ایں
مصباحِ منیر زجاجۂ دیں   ای شیخ سراج الدیں مددے
از لطفِ خدا امداد ترا   وز فیض نبی ارشاد ترا
با نفس مدام جہاد ترا   ای ناصب علم الدیں مددے
ای واصل با مقصود توئی   ای ناظر نور وجود توئی
در جملہ صفت محمود توئی   ای طرز حمید گزیں مددے
ای نور قدم را شرق شدی   در عشق حقیقی غرق شدی
در بحر احد تا فرق شدی   ای شیخ جمال الدیں مددے
ای اطیب اطہر نہر بطن   ای روحِ مجرّد پاک زتن

Marfat.com

اے حسن محمد عین حسن — در ذات صفات حسین مددے
اے لائقِ مرتبۂ علیا — مکشوف بتو ہمہ ارض وسما
اے شیخ محمد ہادیٔ ما — اے قدوۂ مہدئیں مددے
اے قطب مدینہ پاک توئی — مختار شہ لولاک توئی
بر خاک نہ بر افلاک توئی — اے یحییٰ محی الدین مددے
متخلق بہ اخلاق الٰہ — در فقر ولایت عالی جاہ
اے شیخ جبیں کلیم اللہ — حقدان و حقائق بیں مددے
در ملکِ سلوک نظام زتو — ہر سالک را انعام زتو
شد حال مقام تمام زتو — اے شاہ نظام الدین مددے
تسکین دہِ ہر مضطربے — مرعیش حقیقی را سببے
محبوب اللہ محب نبی — مولانا فخرالدین مددے
اے قطبِ زمانہ غوثِ زمن — اے خواجۂ خلق مہار وطن
اے نور محمد مرشد من — اے قبلۂ معتقدین مددے
در دست تو ہست زمام قضا — افزود زفیض تو نور ھدیٰ
اے شیخ محمد عاقل ما! — اے قاضی شرع متیں مددے
اے بخشا بندۂ اہل جہاں — خوش نام خدا بخشت بزباں
اے قطب مدار معیشت زماں — اے رہبر جادۂ دیں مددے
اے زینتِ فخر مکان و مکیں — بر تخت ولایت صدر نشیں
اے شاہ غلام فخرالدین — با دولت وصل قریں مددے
اے بردہ زخود توحید ترا — از کون و مکاں تجرید ترا
اسرار سلوک پدید ترا — دل باختہ ہر آں کس دید ترا
اے نام غلام فرید ترا — از خضر حیات مزید ترا
حقا کس مثل ندید ترا — حضرت سجادہ نشیں مددے

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ فخریہ گل محمدیہ منظوم

الٰہی نور ایمانم عطا کن   بآں نورے کہ بخشیدی لطفا کن

طفیل خواجۂ سردار عالم   محمد مصطفیٰ بخشے گناہم

طفیل چار یاران پیمبر   ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

طفیل شاہ عالم شاہ مرداں   علی المرتضیٰ و شیر یزداں

رحیما لطف فرما رحم فرما   عطا کن دولت پایندہ برما

بآں خواجہ حسن بصری شہ حق   دل و جاں دیدہ ام را ساز روشن

طفیل خواجہ عبدالواحد شاہ   دوئی کن دور بر توحید دہ را

بآں خواجہ طفیل ابن عیاضم   کرم فرما رساں سوئے ریاضم

طفیل خواجہ ابراہیم ادہم   امانم بخشی از درد و بلا ہم

بآں خواجہ سدید الدین صاحب   بفرمائی عطا گنجے ز غائب

بآں خواجہ امین الدین بصری   بفرمائی فزونم نور بصری

طفیل خواجہ ما شیخ ممشاد   تو سازی خاطرم را شاد و آباد

طفیل خواجہ بو اسحاق شاہا   مرا مشہور کن با نیک نامہ

طفیل خواجہ ما قدوة الدین   ابی احمد دلم را ساز رنگین

طفیل ناصر الدین ابی محمد   تو سازی ہر بلا و رنج من رد

طفیل خواجہ ناصر حق والدین   ابی یوسف مرا بخشی خوش آئین

طفیل خواجہ قطب الدین مودود   بزودی مطلب ما ساز موجود

طفیل خواجہ حاجی شریفم   بدنیا آخرت باشی حریفم

طفیل شیخ عالم خواجہ عثماں   منور کن دلم با نور عرفاں

طفیل خواجہ شیخ المشائخ   معین الدین بشرعم دار راسخ

معین من تو باشی یا الٰہی   نگاہم دار ز افلاس و تباہی

طفیل خواجہ قطب الدین پیرم   تو باشی در دو عالم دستگیرم

بآں خواجہ فرید الدین شکر گنج   مرا در راہ خود گرداں گہر سنج

طفیل خواجۂ محبوب اللہ   نظام الدین زر و زربفت داشا

الٰہی سربلندی بخش ما را   ز عشقت بہرہ مندی بخش ما را

Marfat.com

طفیل خواجۂ روشن دماغے
نصیر الدین ولی آں چراغے

چراغ خاطرم را ساز روشن
دماغم کن معطر مشک گلشن

بآں شیخ کمال الحق والدین
نگہ داری مرا بر نیک آئین

بآں شیخ سراج دین دنیا
ضیا بخشی دلِ تاریک ما را

طفیل شیخ عـلم الحق والدیں
نمائی خاطرم را نور آگیں

طفیل شیخ راجن شیخ محمود
بلائے بود گرداے تو نابود

بآں شیخ جمال الدین جمالم
تو بنمائی و ہم بخشی کمالم

طفیل شیخ من حسن محمد
مرا دہ قدرت و توفیق بیحد

طفیل حضرت محبوب درگاہ
محمد صاحبم باشی تو ہمراہ

طفیل حضرت یحییٰ مدنی
ترا حیاء دلم بخشی فزونی

طفیل آنکہ او فانی است فی اللہ
کلیم اللہ گردان واصلِ راہ

طفیلِ آں محبِ بارگاہے
غریباں بیکساں را جاں پناہے

نظام الدین پیر اورنگ آبادی
الٰہی بخش ما را عیش و شادی

طفیل آنکہ فخر عاشقاں بود
دگر فخر من و فخر جہاں بود

محمد شیخ فخر الدین غازی
بدہ در دو جہانم سرفرازی

طفیل آنکہ شمس العارفین بود
دگر محبوب رب العالمین بود

ہمایوں خواجۂ نورِ محمد
مرا کن نیز منظورِ محمد

طفیل آنکہ محبوب الٰہ است
بملکِ مصر عرفاں بادشاہ است

چو یوسف معدنِ گنج معانی
ہمانا مخزنِ رازِ نہانی

حبیبِ بارگاہِ لایزالی
عزیز شاہ و مصر لاابالی

ہمایوں خواجہ عاقل محمد
منور کن دلم از نور احمد

طفیل خواجۂ مقبول معبود
شہ ملکِ بقا سلطان محمود

رفیقم باشی اندر ہر دو کونین
نگہ داری مرا از شرِ ثقلین

طفیلِ خواجۂ سلطان عشاق
ضیا بخش قلوب و نورِ آفاق

شہِ ما گل محمد قطب عالم
کہ اسرارِ حقیقت راست عالم

نمائی از خودی خود فنایم
بذاتِ خویش گردانی بقایم

بمصباحِ شریعت ہم طریقت
رسانی سوئے اسرارِ حقیقت

الٰہی عاقبت بالخیر گرداں
طفیلِ انبیاء و نیک مرداں

Marfat.com

Marfat.com

مصنّف کی دوسری کتابیں

خطۂ پاک اوچ

اوچ شریف کی قدیم تاریخ اور بزرگانِ اوچ کے مفصّل حالات

قیمت ۲۵ رُوپے

خواجہ غلام فریدؒ

خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ کے سوانح اور شاعری پر جامع تبصرہ

قیمت ۲۰ رُوپے

اولیائے بہاول پور

اس کتاب میں اُن تمام اولیاء اللہ کا تذکرہ ہے جن کا تعلق سرزمینِ بہاول پور سے رہا ہے اور جن کے مدفن بہاولپور میں ہیں

قیمت ۲۰ رُوپے

بہاول پور کی سیاسی تاریخ

اس کتاب میں ریاست بہاولپور کے قیام سے انضمام تک کے مفصل حالات اور واقعات درج ہیں۔

قیمت ۳۰ روپے

شعری مجموعے

نقوشِ شہاب (غزلیں اور نظمیں) جنگ نامہ (۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ پر ایک طویل رزمیہ نظم) موجِ نُور (نعتیں، منقبتیں او...

ملنے کا پتہ: مکتبہ الہام، بہا...

Marfat.com